
مصر کی ساحرہ
صفدر شاہین

فریدی چائے کے گھونٹ لیتا ہوا سوچ رہا تھا کہ اگر اسے کوئی مناسب گائیڈ نہ ملا تو اسے تنہا ہی اہرام کی طرف جانا پڑے گا کیونکہ اس کے پاس زیادہ دن نہیں تھے اور اسے ہر حال میں آئندہ اتوار تک پاکستان واپس پہنچنا تھا۔

"ہیلو۔ کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟" دفعتاً کانوں میں رس گھولنے والی ایک آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

فریدی کی سوچ کا سلسلہ درہم برہم ہوگیا۔ اس نے چونکتے ہوئے نظریں اٹھائیں اور پلکیں جھپکانا بھول گیا۔ اس کے سامنے ایک نوجوان اور خوبصورت مقامی لڑکی کھڑی اس کی طرف اجازت طلب نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے بھرے بھرے گلابی لبوں پر ہلکی سی مگر دلکش مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ اس نے کافی چست لباس پہن رکھا تھا۔

سیاہ رنگ کی پتلون رانوں سے چپکی ہوئی تھی اور بغل میں پرس لٹک رہا تھا۔ چہرے کے نقوش تیکھے اور بے حد جاذب نظر تھے۔ رخسار بھرے بھرے اور بے داغ تھے۔ لیکن سب سے حسین اس کی غزالی آنکھیں تھیں جن میں جھیل کی سی گہرائی تھی جن میں ڈوب جانے کو جی چاہتا تھا۔ فریدی مصر میں اتنا حسین چہرہ پہلی بار دیکھ رہا تھا حالانکہ وہ اس سے قبل تین چار مرتبہ قاہرہ آچکا تھا۔

اس ماہ پیکر کی عمر فریدی کے اندازے کے مطابق سترہ برس سے زیادہ نہیں تھی۔ شرٹ پتلون میں وہ جدید فیشن کی دلدادہ معلوم ہو رہی تھی۔ اگرچہ فریدی نے مصری خواتین میں یہ لباس عام دیکھا تھا لیکن اس لڑکی کے سمارٹ جسم پر وہ لباس کافی جچ رہا تھا۔

دو تین لمحے یونہی گزر گئے۔ پھر لڑکی نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا اور فریدی چونکتا ہوا بے اختیار کھڑا ہوگیا۔

"اوہ۔ سوری۔ تشریف رکھئے۔" اس نے بوکھلاہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"معافی چاہتی ہوں کہ آپ کو ڈسٹرب کیا۔" وہ مسکراتی ہوئی اس کے سامنے بیٹھ گئی۔" دراصل اس وقت ہال میں کوئی بھی میز خالی نہیں ہے' لیکن میرا مقصد آپ کو پریشان کرنا نہیں تھا۔ آپ بھی بیٹھئے نا۔"

"کوئی بات نہیں۔" فریدی نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں پریشان ہرگز نہیں ہوا۔ البتہ حیران ضرور ہوں۔"

وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ مصری دوشیزہ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "حیران کیوں----؟"

"آپ کے اردو بولنے پر۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی مصری اتنی شستہ اردو بول سکتا ہے۔"

"کیوں نہیں!" وہ دلکش انداز میں مسکرائی۔ "لیکن میں نے باقاعدہ اردو سیکھی ہے تاکہ کبھی پاکستان جانا پڑے تو وہاں اجنبیت محسوس نہ ہو۔"

"گڈ۔ مجھے فریدی کہتے ہیں۔" فریدی نے اپنا تعارف کرایا۔

"میرا نام کوثر ہے اور میں پاکستانیوں کو بہت پسند کرتی ہوں۔ اس لئے میں نے آپ کو دوسروں پر ترجیح دی۔"

"شکریہ۔" فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "آپ کے لئے کیا منگواؤں؟"

"صرف چائے۔" وہ بولی۔ "لیکن آپ کو بھی میرا ساتھ دینا ہوگا چائے میں----"

"ضرور۔ ضرور۔" فریدی نے قریب سے گزرتے ہوئے ویٹر کو اشارہ کیا۔

ویٹر کو چائے لانے کی ہدایت کر کے وہ دوبارہ کوثر کی طرف دیکھنے لگا۔ "آپ کا نام بہت خوبصورت ہے۔ ہمارے ملک میں اکثر خواتین کا نام کوثر ہے۔ حیرت ہے

کہ مصر میں بھی یہ نام استعمال ہوتا ہے۔"

"کیا آپ اسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں؟" کوثر نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ سیکنڈ فلور پر۔ آپ کی رہائش گاہ؟" فریدی نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"کافی فاصلے پر ہے۔ دراصل میں رات کا کھانا عام طور پر کسی اچھے ہوٹل میں پسند کرتی ہوں۔ لیکن آج کھانے کا موڈ نہیں تھا' اس لئے صرف چائے پینے آگئی۔ آپ کیا کرتے ہیں۔ میرا مطلب ہے یہاں کس سلسلے میں آنا ہوا؟"

"تفریح کے لئے۔ اہرام دیکھنے کی خواہش تھی اس لئے سرما کی چھٹیاں گزارنے چلا آیا۔ پاکستان میں میرا ذاتی بزنس بھی ہے اور میں سرکاری ملازم بھی ہوں' محکمہ آثار قدیمہ میں ریسرچ آفیسر۔"

ویٹر چائے لے آیا اور فریدی خاموش ہوگیا۔ ویٹر کے جانے کے بعد اس نے چائے بنا کر کوثر کو پیش کی۔

"گویا آپ اہرام دیکھنے جائیں گے؟" وہ چونکتی ہوئی بولی۔

"جی ہاں۔ آپ نے تو دیکھے ہوں گے۔" فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ لیکن آرزو ہے کہ وہاں جاؤں۔" وہ گہرا سانس لیتی ہوئی بولی۔ "مگر وہاں تنہا جانے کی ہمت نہیں ہے۔"

"کیوں؟ خوف آتا ہے یا والدین------؟" فریدی کہنے لگا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں----" وہ اس کی بات قطع کرتی ہوئی تیزی سے بولی۔ "دراصل مجھے تنہا تفریح کرنے میں لطف نہیں آتا۔ پھر یہ بھی ہے کہ مردوں میں وحشت اور جنون اس دور میں کچھ زیادہ ہی پایا جاتا ہے۔"

فریدی نے سوچا' اگر وہ اسے اپنے ساتھ چلنے کی پیشکش کرے تو کوثر کا کیا ردعمل ہوگا۔ کیا وہ اس کی پیشکش قبول کر لے گی؟ اپنے وطن میں ایسا ممکن نہ تھا لیکن وہاں کے مقابلے میں مصر کے لوگ زیادہ ماڈرن اور آزاد خیال تھے جس کا

ثبوت بھی اس کے سامنے کوثر کی شکل میں موجود تھا جو اپنے گھر سے کافی دور محض چائے پینے کے لئے آئی بیٹھی تھی اور اسے نہ والدین کا خوف تھا اور نہ ہی اپنی بھرپور جوانی اور حسن کا۔ لیکن اس بات کا زیادہ امکان تھا کہ وہ اس کی پیشکش رد کردے گی کیونکہ وہ کوثر کے لئے ایک اجنبی تھا اور یہ ان کی پہلی ملاقات تھی۔

"کیا بات ہے فریدی صاحب! کس سوچ میں پڑ گئے ہیں----؟" کوثر اس کی طرف غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ اگر میں آپ کو اپنے ساتھ اہرام دیکھنے کی دعوت دوں تو آپ کے معاشرے میں اسے معیوب سمجھا جائے گا یا اخلاص کا اظہار کہلائے گا۔" فریدی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

کوثر کے گلابی ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "یہ تو دعوت دینے والے کی نیت پر منحصر ہے۔ آپ کو اپنے اخلاص کا برملا اور کسی ہچکچاہٹ کے بغیر اظہار کرنا چاہئے۔" وہ فریدی کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی بولی۔

"بس تو پھر میری طرف سے آفر سمجھئے۔" فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اتفاق سے میں بھی تنہائی سے بور ہوتا ہوں۔ آپ کے ساتھ اہرام کی سیر کافی لطف انگیز رہے گی۔ کیا خیال ہے؟"

"خیال برا تو نہیں ہے۔" وہ کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "کب جا رہے ہیں آپ؟"

"ارادہ تو کل کا ہے، لیکن آپ چاہیں تو ایک دن کے لئے اسے پوسٹ پونڈ کیا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے آپ کو اپنے والدین سے اجازت لینے اور تیاری کے لئے بھی تو وقت درکار ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کو کل کسی وقت بتادوں گی کہ کب جانا ہے----" وہ مسکرائی۔

"شکریہ!" فریدی خوش ہو کر بولا۔ "میں انتظار کروں گا۔ کیا آپ فون کریں گی----؟"

"شاید۔ ممکن ہے خود آجاؤں۔ آپ نے کل کہیں جانا تو نہیں؟"

"نہیں۔ میں اپنے کمرے میں رہوں گا۔ آپ کا سارا دن انتظار کروں گا۔" فریدی نے کہا۔

"اوکے!" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔ "میں چلتی ہوں۔ گڈ نائٹ!"

پھر وہ مسکراتی نگاہوں سے فریدی کی طرف دیکھتی ہوئی ہوٹل کے خارجی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

فریدی کی شیخوپورہ میں اپنی ٹیکسٹائل مل تھی۔ لیکن اسے زمانہ طالب علمی سے ہی آثار قدیمہ سے گہری دلچسپی تھی۔ بی اے کرنے کے بعد اس نے اس شوق کی تکمیل کے لئے فیکٹری کی بھاری ذمہ داریوں کے باوجود محکمہ آثار قدیمہ میں ملازمت کرلی اور دو سال میں ہی ریسرچ آفیسر کے عہدہ پر پہنچ گیا تھا۔ والدین کا اکلوتا ہونے کے سبب اس کے والد نے اسے فیکٹری کے معاملات میں الجھانے کی کوشش نہیں کی تھی اور نہ ہی وہ اس کے شوق میں رکاوٹ بنے تھے بلکہ اسے یہ چھوٹ بھی دے دی تھی کہ اسے جب فرصت ہو تب فیکٹری آیا کرے۔

چنانچہ ان دو سالوں میں فریدی نے پاکستان میں واقع آثار قدیمہ سے متعلق تمام مقامات دیکھ ڈالے تھے اور اس کی ریسرچ سے ہڑپہ' ٹیکسلا اور موہنجوڈرو کے کھنڈرات کے متعلق کئی نئی باتیں سامنے آئی تھیں۔

اہرام مصر دیکھنے اور تحقیقی نگاہ سے اس کا معائنہ کرنے کی خواہش کافی پرانی تھی۔ وہ دو بار پہلے بھی قاہرہ آچکا تھا لیکن وہ اس کے آفیشل ٹور تھے جن میں اسے اہرام کی طرف جانے کا وقت نہیں ملا تھا۔ اس بار وہ اسپیشل ذاتی خرچے پر وہاں آیا تھا اور اس کے پاس پورے آٹھ دن تھے۔

کوثر کا ساتھ ملنے پر وہ بے حد خوش تھا۔ وہ اس کے حسن و شباب سے بہت متاثر ہوا تھا چنانچہ اس رات دیر تک اسے نیند نہ آئی اور وہ کوثر کے تصورات میں کھویا رہا۔ پھر نیند آئی تو خواب میں بھی وہ کوثر سے لذت وصال حاصل کرتا رہا۔

دوسرے روز اس نے ناشتے کے بعد مختلف ایجنسیوں سے فون پر رابطہ کیا جو سیاحوں کے لئے گائیڈ فراہم کرتی تھیں۔ آخر ایک ایجنسی سے معاملہ طے ہوگیا جس

کا معاوضہ دوسری کمپنیوں سے بہت کم تھا۔ ایک گھنٹہ بعد ایجنسی کی طرف سے ایک گائیڈ اس کے پاس پہنچ گیا۔

اس کا نام عبدالناصر تھا۔ عمر پچاس برس کے قریب تھی اور وہ اہرام کے بارے میں کافی معلومات رکھتا تھا۔ فریدی نے چند منٹ اس سے بات چیت کی۔ پھر اسے ایڈوانس رقم دے کر روانہ کردیا کہ وہ اسے فون پر روانگی کے وقت سے مطلع کردے گا۔

گائیڈ کو رخصت کرنے کے بعد وہ کوثر کا انتظار کرنے لگا۔ سارا دن گزر گیا لیکن نہ وہ خود آئی نہ فون کیا۔ فریدی مایوسی کا شکار ہونے لگا۔ اسے خیال آرہا تھا کہ یا تو کوثر اسے بیوقوف بنا گئی تھی یا پھر اسے والدین سے اجازت نہیں ملی اور اسی شرمندگی کے باعث اس نے فون کرنے سے بھی گریز کیا۔ اور بھی کئی وجوہات ہو سکتی تھیں۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد وہ چائے پینے تک انتظار کرتا رہا لیکن دس بج گئے اور وہ نہ آئی تو اس نے کاؤنٹر پر بل ادا کرنے کے بعد گائیڈ ناصر کو فون کیا اور اسے بتایا کہ وہ صبح روانہ ہونا چاہتا ہے اس لئے وہ نو بجے ہوٹل پہنچ جائے۔

فون کرکے وہ دوسری منزل پر واقع اپنے کمرے پر پہنچا لیکن دروازہ کھولتے ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اندر کوثر اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ اس کے بیڈ پر نیم دراز اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

فریدی دروازے میں مبہوت کھڑا اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کے ذہن پر ہتھوڑے برس رہے تھے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کوثر کمرے میں کب اور کیسے داخل ہوئی جبکہ وہ کمرے کا دروازہ مقفل کرکے نیچے ہال میں کھانا کھانے گیا تھا۔

"اب اندر آبھی جائیں نا فریدی صاحب!" وہ سیدھی ہو کر مسکراتی ہوئی بیڈ سے اتر آئی۔ "شاید مجھے آپ کا بیڈ استعمال نہیں کرنا چاہئے تھا۔ ویری سوری!"

"اوہ نہیں۔ نہیں۔ بیٹھئے۔" وہ چونکتا ہوا جلدی سے بولا۔ "بیڈ آپ سے زیادہ قیمتی تو نہیں ہے۔"

"آپ کی حیرت سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے بیڈ پر---" وہ ہنستی ہوئی بولی۔

اس کی ہنسی میں جھرنوں کا سا ترنم تھا۔ فریدی اس کی بات کاٹتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔

"آپ کا اندازہ غلط ہے۔ کیونکہ یہ بیڈ میرا نہیں ہوٹل والوں کا ہے۔ اس پر آپ کا بھی حق ہے---"

اس نے ہاتھ پیچھے کر کے دروازہ بند کیا اور آگے بڑھ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

کوثر دوبارہ بیڈ پر بیٹھ کر فریدی کی طرف تبسم آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

کوثر کو اس طرح اپنے کمرے میں موجود پا کر فریدی کی حیرت ابھی تک برقرار تھی۔ اس کی نگاہیں کوثر کے دلکش چہرے سے رینگتی ہوئی اس کی صراحی دار گردن پر آئیں اور پھر مزید نیچے آکر رک گئیں۔ وہ اس کا جائزہ لیتا ہوا سوچ رہا تھا کہ کوثر آخر کس طرح کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ اگر اس کے پاس "ماسٹر کی" قسم کی کوئی چابی تھی تب قفل کھلا ہوا ہونا چاہئے تھا لیکن قفل بند تھا اور اس نے خود چابی سے اسے کھولا تھا۔

کمرے کی واحد کھڑکی عمارت کی عقبی گلی میں کھلتی تھی اور یہ خیال کرنا حماقت تھی کہ وہ گلی کی جانب سے کسی پائپ کے ذریعے کھڑکی کے راستے اندر آئی ہوگی۔ البتہ اگر کھڑکی راہداری کی جانب ہوتی تو سوچا جا سکتا تھا کہ اتفاق سے کھڑکی اندر سے لاک نہیں تھی اور کوثر اس سے کمرے میں داخل ہوئی ہوگی۔

"آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ میں اس وقت یہاں کیوں آئی ہوں؟" دفعتاً اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"حیرت کم ہو تو پوچھوں---" فریدی نے اس کے چہرے سے نگاہیں ہٹاتے ہوئے کہا۔

"حیرت کس بات کی---؟" وہ چونکتی ہوئی بولی۔

"میں اس پر حیران ہوں کہ کمرے کی چابی تو میرے پاس تھی' آپ کیسے اندر آئیں؟"

"بہت آسانی سے---" وہ آہستہ سے ہنسی۔ "میں جب یہاں آئی تو آپ کھانا کھا رہے تھے۔ میں نے آپ کو ڈسٹرب کرنا مناسب نہ سمجھا اور سیدھی زینوں

کی طرف آئی۔ میرا خیال تھا کہ آپ کا کمرہ لاک نہیں ہوگا لیکن اوپر آکر دیکھا تو مقفل تھا۔ اس وقت ایک ویٹر یہاں سے گزر رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ میرے شوہر ہال میں کھانا کھا رہے ہیں اور چابی ان کے پاس ہے' میں انہیں حیران کر دینا چاہتی ہوں لہٰذا اگر وہ اس کمرے کی ایکسٹرا چابی لے آئے تو اسے انعام میں اپنی انگوٹھی دوں گی۔" اتنا کہہ کر اس نے اپنا انگوٹھی والا ہاتھ فریدی کی طرف بڑھایا۔

پھر دوبارہ کہنے لگی۔

"اس نے میری سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ وہ انگوٹھی میں نے گزشتہ برس نیویارک کی سیر کے دوران ساٹھ ڈالر میں خریدی تھی۔ مصری کرنسی میں یہ کافی بڑی رقم بنتی ہے۔ وہ نیچے گیا اور کاؤنٹر سے ایکسٹرا چابی لے آیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو میں نے انگوٹھی اس کے حوالے کرنے کی بجائے اسے سو ڈالرز کا نوٹ تھمایا اور اسے ہدایت کی کہ وہ دروازہ دوبارہ باہر سے لاک کر جائے۔"

"ہوں۔ تو یہ بات ہے۔" فریدی مسکرایا۔ "کیا اس ویٹر نے یقین کر لیا تھا کہ میں آپ کا شوہر ہوں۔"

"انگوٹھی کے لالچ میں یقین کر لیا تھا۔۔۔" کوثر نے ایک توبہ شکن انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔

اور فریدی کے دل میں ہلچل مچ گئی۔ لیکن وہ حیران تھا کہ کوثر کس بے باکی سے اس کے لئے شوہر کا لفظ استعمال کر رہی تھی۔

"میں تو مایوس ہو گیا تھا کہ شاید آپ کو والدین سے اجازت نہیں ملی۔" اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"اجازت تو میں نے گزشتہ رات ہی لے لی تھی لیکن غلطی یہ ہوئی کہ انہیں روانگی کا وقت آج رات نو بجے کا بتا بیٹھی تھی۔ میں نے انہیں بتایا تھا کہ اپنے کالج کی لڑکیوں کے ساتھ جا رہی ہوں۔ چنانچہ اس جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے مجھے

ساڑھے آٹھ بجے گھر سے رخصت ہونا پڑا کیونکہ میں انہیں شک کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ آپ نے کب کا پروگرام بنایا ہے؟"

"صبح نو بجے کا۔۔۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "کیا اب آپ گھر واپس جائیں گی۔۔۔؟"

"اگر آپ کو میرے یہاں رات گزارنے پر اعتراض ہے تو۔۔۔" وہ فریدی کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی مسکرائی۔

اور فریدی کا حلق خشک ہونے لگا۔ "نہیں۔۔۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہوگی۔ مگر بیڈ کا مسئلہ رہے گا۔"

"کوئی بات نہیں۔ رات ہی تو گزارنی ہے فریدی۔ مل کر گزار لیں گے۔" وہ پہلی بار بے تکلفی سے بولی۔ "کم آن!"

فریدی کے ذہن کو جھٹکا لگا اور اس کی شریانوں میں خون کی گردش یکدم تیز ہوتی چلی گئی۔

فریدی نوجوان' خوبصورت اور سرمایہ دار تھا۔ کنوارا ہونے کے باوجود وہ اپنے ملک میں کئی خوبصورت چہروں کے ساتھ اپنی راتیں رنگین بنا چکا تھا لیکن ایک غیر ملکی دوشیزہ کے ساتھ یہ اس کی پہلی رات تھی۔ آخر صبح پانچ بجے وہ سو گئے۔

پھر دستک کی آواز پر ہی فریدی کی آنکھ کھلی تھی۔ اس نے میز پر رکھی اپنی رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور تیزی سے اٹھ بیٹھا۔ نو بج رہے تھے۔ آنے والا گائیڈ عبدالناصر ہی ہو سکتا تھا۔ کوثر بستر پر موجود نہیں تھی۔ باتھ روم کا دروازہ بند تھا اور پانی گرنے کی ہلکی ہلکی آواز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ کوثر غسل میں مصروف تھی۔ اسی لمحے دوبارہ دستک ہوئی۔

"کون---؟" فریدی نے جلدی سے لباس پہنتے ہوئے پوچھا۔

"ناصر---!" باہر سے گائیڈ کی آواز آئی۔

فریدی نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو باہر ناصر کھڑا تھا۔ اس کے داہنے ہاتھ میں چھوٹا سا سفری بیگ تھا۔

"نو بج چکے ہیں جناب۔" اس نے سلام کرنے کے بعد کہا۔ "آپ ابھی تیار نہیں ہوئے-----؟"

"سوری۔ رات دیر سے سویا تھا۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "بہرحال تم نیچے ہال میں چائے پیو' میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔ ناشتا وہیں آکر لوں گا۔"

ناصر پلٹ کر زینوں کی طرف بڑھ گیا۔ فریدی نے دروازہ بند کر کے بولٹ چڑھایا اور باتھ روم کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "ذرا جلدی فارغ ہو جاؤ ڈارلنگ۔ گائیڈ آچکا ہے اور ابھی ناشتا بھی کرنا ہے۔"

پھر وہ صوفے پر بیٹھ کر گزشتہ شب کے رنگین لمحات کے تصور میں کھو گیا۔ اسے کوثر کی بے باکی اور جرات کا خیال آیا اور وہ سوچنے لگا کہ آخر وہ اس پر کیوں مہربان ہوئی۔

وہ کوثر کے خیالوں میں کھویا رہا اور اسے وقت گزرنے کا پتا نہ چلا۔ قریبی کمرے کے دروازے پر دستک سن کر ہی وہ خیالوں کے بھنور سے نکل سکا۔ اس نے گھڑی پر وقت دیکھا تو ساڑھے نو بج رہے تھے۔

اسے حیرت کا جھٹکا لگا کہ کوثر ابھی تک باتھ روم سے باہر نہ آئی تھی اور اسے غسل کرتے ہوئے نصف گھنٹہ گزر چکا تھا۔ باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز اب بھی آرہی تھی۔ شاید وہ دیر تک شاور کے نیچے اپنا بدن ٹھنڈا کرنے کی عادی تھی۔

یہ سوچتا ہوا فریدی اٹھ کر باتھ روم کے قریب آیا اور کوثر کو آواز دی۔

"ڈارلنگ! جلدی کرو نا۔ دیر ہو رہی ہے۔"

کوثر نے کوئی جواب نہ دیا اور فریدی پلٹ کر صوفے پر آبیٹھا۔ اسے حیرت تھی کہ اتنے ٹھنڈے موسم میں بھی کوثر اتنا طویل غسل لے رہی تھی۔ وہ باتھ روم کے دروازے پر نگاہیں جمائے تصور میں کوثر کو شاور کے نیچے دیکھ رہا تھا۔

پانچ چھ منٹ اور گزر گئے۔ فریدی کو ناصر کی فکر تھی جو نیچے ہال میں اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے اندیشہ تھا کہ وہ انتظار کی بوریت سے تنگ آکر دوبارہ اوپر نہ آجائے۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر باتھ روم کے دروازے پر آکر کوثر کو آواز دی لیکن اسی لمحے اس کی نظر دروازے کے بولٹ پر پڑی اور وہ چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ بولٹ باہر سے چڑھا ہوا تھا۔ اس نے بولٹ ہٹا کر دروازہ کھولا لیکن اندر جھانکتے ہی بے اختیار اچھل پڑا۔

باتھ روم میں شاور کھلا تھا اور پانی کی پھوار کوثر کی بجائے فرش پر پڑ رہی تھی جبکہ کوثر کا وہاں کوئی وجود نہ تھا۔ فریدی کے ذہن کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ وہ اب تک یہی سمجھتا رہا تھا کہ کوثر باتھ روم میں ہے لیکن وہ غائب تھی۔ نہ جانے وہ کب اور کس وقت وہاں سے چلی گئی تھی اور شاور کس نے کھولا تھا۔ باتھ روم کا دروازہ باہر سے بند تھا چنانچہ یقین کیا جا سکتا تھا کہ کوثر نے ہی شاور کھول کر دروازہ بند کیا ہو گا لیکن وہ خود کہاں تھی؟

فریدی کو رات کا واقعہ یاد آیا جب اس نے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر بیڈ پر کوثر کو موجود پایا تھا۔ اس وقت اسے محض حیرت ہوئی تھی لیکن اب حیرت کے ساتھ ساتھ اسے خوف بھی محسوس ہو رہا تھا۔

بیدار ہونے پر کمرے کا دروازہ اندر سے بند تھا جسے رات کو فریدی نے کوثر کی طرف سے دعوت ملنے پر احتیاطاً مقفل کر دیا تھا اور ناصر کے آنے پر ہی کھولا تھا۔ چنانچہ دروازہ مقفل ہونے کے باوجود کوثر کا کمرے سے جانا کوثر کی شخصیت کو بہت پراسرار اور خوفناک ظاہر کر رہا تھا اور فریدی کا دل کہہ رہا تھا کہ کوثر عام انسان نہیں بلکہ کوئی پراسرار مخلوق تھی۔

اگرچہ کوثر نے اسے مطمئن کرنے کی کوشش کی تھی کہ اس نے ویٹر کو سونے کی انگوٹھی دینے کے بہانے ایکسٹرا چابی سے دروازہ کھلوایا تھا اور فریدی کے ذہن نے اس وقت بھی اس کی وضاحت قبول نہیں کی تھی۔

لیکن کوثر کے قرب اور شباب نے اس وقت فریدی کو اس بات پر زیادہ غور و فکر کرنے کی مہلت نہیں دی تھی اور وہ اس کی قربت سے پیدا ہونے والے ہیجان

کو دور کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ لیکن اب اسے خیال آ رہا تھا کہ کوثر نے گزشتہ رات اس سے جھوٹ بولا تھا جس کا ثبوت اس کا دروازہ کھولے بغیر کمرے سے باہر جانا تھا۔

اس نے سوچتے ہوئے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر نظر ڈالی جہاں رات کوثر کا خوبصورت پرس رکھا تھا لیکن اب کوثر کے ساتھ ساتھ وہ پرس بھی موجود نہ تھا۔ فریدی کو اندیشہ ہوا کہ اگر وہ کوئی رہزن تھی تو اس کے پرس پر بھی ہاتھ صاف کر گئی ہو گی۔ اس نے گھبرا کر فوراً تکیہ کے نیچے سے اپنا پرس اٹھا کر دیکھا اور اطمینان کا سانس لیا۔ پرس میں رقم محفوظ تھی۔

اس نے جلدی سے غسل کیا اور لباس پہننے لگا۔ اسی لمحے اس کی نظر میز پر رکھے ٹیلیفون کی طرف اٹھ گئی اور وہ بے ساختہ چونک پڑا۔ فون کے نیچے ایک کاغذ دبا ہوا تھا۔ اس نے جلدی سے قریب آ کر وہ تہہ شدہ کاغذ نکال کر کھولا اور بے اختیار چونک پڑا۔ اس پر چند سطریں تحریر تھیں۔

"فریدی ڈیئر! مجھے موجود نہ پا کر تم یقیناً پریشان ہو رہے ہو گے۔ تم سوچ رہے ہو گے کہ میں کوئی بری لڑکی ہوں جو محض رات گزارنے کے لئے تمہارے پاس آئی اور صبح ہوتے ہی چلی گئی لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اسے میری مجبوری سمجھو کہ مجھے تم سے جدا ہونا پڑا مگر یہ جدائی دائمی نہیں عارضی ہے میری جان۔

میں تمہاری شکر گزار ہوں کہ تم نے اپنی نیند خراب کر کے میری تنہائی دور کی۔ اس احسان کا بدلہ دینے کے لئے میں دوبارہ تم سے ملوں گی۔ تم میرا انتظار مت کرو اور گائیڈ کے ساتھ اہرام کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ میں آج رات تم سے وہیں ملوں گی۔

اپنے گائیڈ کے لئے الگ خیمہ لینا تاکہ ہم آزادی سے ملاقات کرسکیں۔ ممکن ہے وہاں میرا کوئی جاننے والا بھی ہو' اس لئے دوسرے سیاحوں سے قدرے فاصلے پر خیمہ لگانا۔ دوسرے خیموں سے دوری پر واقع خیمہ میرے لئے پہچان ہوگا کہ وہ تمہارا ہے۔

فقط تمہاری۔۔۔کوثر"

وہ خط پڑھ کر فریدی سناٹے میں آگیا اور سوچنے لگا کہ کوثر کس مجبوری کے سبب وہاں سے گئی تھی۔

سفر خوشگوار رہا اور وہ شام ہونے سے پہلے وادی نیل کی اس پراسرار زمین پر پہنچ گئے جو صدیوں تک کائنات کا ایک سربستہ راز رہی تھی۔ فراعین مصر کے وہ مخروطی مقبرے جو اہرام مصر کے نام سے دنیا بھر میں مشہور اور عجائبات عالم میں شمار ہوتے تھے' فریدی کی نگاہوں کے سامنے تھے اور اپنی خاموش زبان سے دنیا والوں کو چیلنج کررہے تھے کہ ہے کوئی بہادر جو ہمیں تسخیر کرسکے اور ہم میں مدفون ہزاروں برس پہلے کے رازوں سے پردہ اٹھاسکے۔

اہرام سے کچھ فاصلے پر سیاحوں کے لئے دکانیں اور ہوٹل بنے ہوئے تھے۔ وہاں ہر سہولت موجود تھی۔ کرایہ پر خیمے فراہم کرنے والی دکانیں بھی تھیں کیونکہ اکثر سیاح اور مہم جو اہرام کے قریب رہنا اور رات گزارنا پسند کرتے تھے۔ فریدی کی بھی یہی خواہش تھی۔

چنانچہ اس کے گائیڈ نے دو خیمے حاصل کرلئے۔ چائے بنانے کا سامان' اسٹوو اور دوسری ضروری اشیا خرید کر وہ اہرام کے قریب آگئے۔ سردی کا موسم تھا اس لئے وہاں چند ہی سیاحوں کے خیمے نظر آرہے تھے۔ زیادہ تر سیاحوں کا قیام ہوٹلوں میں تھا۔

انہوں نے کرایہ پر کمبل اور قالین وغیرہ بھی لے لئے تھے۔ فریدی نے آس پاس کا جائزہ لیا اور ایک چھوٹے مقبرے کے پاس دونوں خیمے نصب کرائے۔ ناصر اور اپنے خیمے کے درمیان اس نے چودہ پندرہ قدم کا فاصلہ رکھا تھا۔ کیونکہ کوثر نے اپنے خط میں یہی ہدایت کی تھی۔

دوسرے سیاحوں کے خیمے ان سے ساٹھ ستر قدم دور تھے۔ چونکہ شام ہوچکی

تھی اس لئے فریدی کی ہدایت پر گائیڈ ناصر نے رات کے لئے کھانا پارسل کرالیا تھا۔ پروگرام یہ طے ہوا تھا کہ صبح ناشتے کے بعد وہ اہرام کی سیر کریں گے اور ان کے اندر داخل ہوں گے۔

اندھیرا پھیلنے پر ناصر نے دونوں لیمپ روشن کئے اور ایک لیمپ فریدی کے خیمے میں رکھ دیا۔ فریدی کو یقین تھا کہ کوثر اپنے وعدہ کے مطابق ضرور آئے گی۔ اس لئے اس نے ناصر کو کھانا کھالینے کی ہدایت کی۔ وہ اپنے خیمے سے کھانا لے آیا اور دونوں نے کھانا کھایا۔

کھانے کے بعد ناصر نے اپنے خیمے میں جاکر اسٹوو جلایا اور چائے بناکر تھرمس میں بھردی۔ پھر تھرمس فریدی کے خیمے میں لایا۔ چائے پینے کے بعد فریدی نے اس سے کہا۔

"اب تم آرام کرو۔ یہاں کوئی چوری چکاری کا خطرہ تو نہیں ہے نا---؟"

"اس سلسلے میں کچھ یقین سے کہنا مشکل ہے جناب ----" ناصر نے جواب دیا۔

"کیا مطلب---؟" فریدی نے چونکتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "تم تو یہاں اکثر آتے رہتے ہو۔"

"جی ہاں۔ لیکن یہ ایک پراسرار سرزمین ہے جناب' اور کسی وقت بھی کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آسکتا ہے۔ بہرحال' آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کا خیال رکھوں گا۔"

"شکریہ!" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "اب تم جاؤ۔ مجھے بھی نیند آرہی ہے۔"

"کسی چیز کی ضرورت ہو تو فرمایئے ----" ناصر نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"فی الحال تو نہیں ہے۔ صبح دیکھا جائے گا۔ رات میں مجھے تمہاری ضرورت محسوس ہوئی تو میں خود ہی تمہارے پاس آجاؤں گا۔ تم مجھے سورج نکلنے سے پہلے ڈسٹرب مت کرنا۔"

ناصر خدا حافظ کہہ کر اپنے خیمے میں چلاگیا۔ فریدی نے اپنے بریف کیس سے اہرام مصر کے متعلق معلوماتی کتاب نکالی اور قالین کے ٹکڑے پر لیٹ کر سینے تک کمبل اوڑھ لیا۔ کیروسین آئل لیمپ اس کے سرہانے کی طرف خیمے کے بانس کے ساتھ لٹک رہا تھا۔ وہ کتاب کھول کر پڑھنے لگا۔

لیکن اس کا ذہن بھٹکا ہوا تھا اور اسے شدت سے کوثر کا انتظار تھا' اس لئے کتاب پڑھنے میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ وہ محض خود کو بیدار اور ہوشیار رکھنے کے لئے کتاب کی ورق گردانی کرتا رہا اور بار بار خیمے کے دروازے کی طرف دیکھتا رہا۔ دو گھنٹے گزر گئے اور کوثر نہ آئی تو بوریت کے سبب اسے نیند آنے لگی اور اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔

اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔ خیمے میں تاریکی تھی۔ لیمپ نہ جانے کب بجھ گیا تھا۔ فریدی کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ کتنی دیر سویا تھا۔ اندھیرے میں رسٹ واچ پر وقت دیکھنا ممکن نہ تھا۔ اس کے پاس ماچس بھی نہیں تھی کہ لیمپ جلاتا۔ ذہن پر نیند کا دباؤ تھا' اس لئے اس نے سوجانا ہی بہتر سمجھا اور دوبارہ آنکھیں بند کرلیں۔

لیکن دوسرے ہی لمحے اسے ہلکی سی آوازیں سنائی دیں اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے چند افراد سرگوشی کے انداز میں باتیں کررہے ہوں۔ وہ سرگوشیاں باہر سے آرہی تھیں۔ اس کی داہنی جانب خیمے کا دروازہ تھا جس پر دبیز پردہ لٹک رہا تھا۔ اس نے توجہ کی تو محسوس ہوا کہ وہ آوازیں اس کے سرہانے کی جانب والی دیوار کے پار سے آرہی تھیں۔

فریدی سوچنے لگا کہ وہ کون لوگ ہیں اور اس کے خیمے کے پاس کیا کررہے ہیں۔ باہر نکل کر دیکھنا چاہئے۔ ممکن ہے وہ لٹیرے ہوں اور اسے لوٹنے کا پروگرام بنارہے ہوں۔ یہ سوچ کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ اچانک اسے گائیڈ ناصر کے الفاظ یاد آگئے' اور وہ سہم کر اپنا جگہ ساکت ہوگیا۔

ناصر نے کہا تھا کہ یہ ایک پراسرار سرزمین ہے اور کسی وقت بھی کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آسکتا ہے۔ ناصر کی بات یاد آتے ہی اس کے ذہن پر نامعلوم سا خوف طاری ہونے لگا۔ وہ تاریکی میں آنکھیں پھاڑے غور سے خیمے کی داہنی جانب سے ابھرنے والی سرگوشیاں سن رہا تھا۔

پھر اچانک اہرام مصر سے متعلق وہ خوفناک واقعات اس کی یادداشت سے ابھرنے لگے جو اس نے اہرام کے اندرونی اسراروں سے پردہ اٹھانے والے سیاحوں

کی کتابوں میں پڑھے تھے۔

ان واقعات کا خیال آتے ہی اس کے ذہن پر طاری خوف میں اضافہ ہونے لگا اور وہ دل ہی دل میں اس وقت کو کوسنے لگا جب اس نے کوثر کی ہدایت کے مطابق ناصر کا خیمہ یہاں سے دور لگوایا تھا۔ اگر ناصر کا خیمہ اس کے خیمے کے برابر ہوتا تو وہ یہاں پڑے پڑے اسے آواز دے کر طلب کرسکتا تھا۔

دفعتاً" وہ سرگوشیاں بند ہوگئیں اور باہر سے قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں۔ یوں لگتا تھا جیسے باہر موجود نامعلوم لوگ وہاں سے ہٹ کر خیمے کی عقبی جانب جارہے ہوں۔ وہ اس طرف دیکھنے لگا لیکن اس طرف سے خیمہ مکمل طور پر بند تھا اور اندھیرے کے سبب وہ حصہ نظر بھی نہ آرہا تھا۔

قدموں کی آہٹیں خیمے کی عقبی جانب پہنچ کر رک گئیں۔ وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑے اس طرف دیکھنے کی ناکام کوشش کررہا تھا اور اس وقت اس کا دل خوف سے بری طرح دھڑک رہا تھا۔

اچانک اسے خیمے میں کسی کی سانسیں سنائی دیں۔ اس نے سر گھما کر دروازے کی طرف دیکھا لیکن تاریکی کے سبب کچھ نظر نہ آیا جبکہ سانسوں کی بازگشت اسی طرف سے آرہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی خیمے کے اندر موجود ہو۔ اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ وہ سانسیں قریب آتی جارہی تھیں اور خوف سے فریدی کا حلق خشک ہونے لگا تھا۔

"کک۔ کو۔ کون ہے ـــــ" اس کے منہ سے پھنسی پھنسی آواز خارج ہوئی۔

"میں ہوں ـــــ!" اس کے پہلو کے قریب سے ہلکی سی نسوانی آواز ابھری۔

اور فریدی کے بدن پر دہشت کے مارے کپکپی طاری ہوگئی۔ خوف کی شدت سے وہ آواز پہچاننے میں ناکام رہا تھا۔ پھر ایک دو لمحوں بعد کسی کی خوشبودار سانسیں اس کے نتھنوں سے ٹکرانے لگیں اور اس کی دھڑکنیں یکدم تیز ہوگئیں۔ اسے محسوس ہوا کہ کسی کا چہرہ اس کے چہرے پر جھک آیا تھا۔

وہ دوبارہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اچانک دو تپتے ہوئے گلاب اس کے لبوں سے چپک گئے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے سینے سے کمبل ہٹ گیا اور ایک نرم و نازک ہاتھ اس کے سینے پر چہل قدمی کرنے لگا۔ گلاب کی پنکھڑیوں کی حلاوت اور تپش محسوس کر کے فریدی کے بدن میں برقی رو سی دوڑ گئی اور شریانوں میں خون کی گردش تیز ہونے لگی۔ اس نسوانی وجود کی سانسیں بھی بہک رہی تھیں۔

لیکن اس کے باوجود اس کے ذہن پر خوف طاری تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ اہرام کی وادی میں رات کی تاریکی میں وہ نسوانی جسم کس کا ہے اور وہ کیا چاہتی ہے؟ کہیں وہ کوئی بدروح تو نہیں ہے جو اسے اپنے شباب سے مسحور کر کے اس کا خون پینا چاہتی ہے؟ بدروح کا خیال آتے ہی خوف کی تیز لہر اس کے بدن میں سرایت کر گئی اور پھر اس کے لبوں سے گلاب کی پنکھڑیاں جدا ہو گئیں۔

"تم ——— تم کون ہو ——— بتاؤ تو سہی ———" وہ خوفزدہ لہجے میں بولا۔

"پہچانو ———!" وہ آہستہ سے ہنسی۔ "کیا تمہیں میری پہچان نہیں ہوئی ابھی ———؟"

فریدی کے ذہن کو جھٹکا لگا۔ وہ اسے پہچان گیا تھا۔

"اوہ ——— کوثر ——— تم ———!" وہ اس کے وجود کو بانہوں میں لیتا ہوا حیرت سے بولا۔

"ہاں ڈیئر فریدی ———!" نسوانی آواز بدل گئی۔ "میں نے تم سے وعدہ کیا تھا نا کہ میں آؤں گی۔"

"مگر ——— اس طرح ———؟" وہ بانہوں کا گھیرا تنگ کرتا ہوا بولا۔ "اور تم ——— پہلے آواز کیوں بدلی ہوئی تھی؟؟"

"میں دیکھنا چاہتی تھی کہ تم مجھے میرے نام کی بجائے میرے وجود سے بھی پہچانتے ہو یا نہیں' اسی لئے میں آواز بدل کر بول رہی تھی۔" وہ اس کے چہرے پر اپنی خوشبودار سانسوں کا سپرے کرتی ہوئی بولی۔ "اور مجھے خوشی ہے کہ آخر تم ———

مجھے پہچان ہی لیا۔"

فریدی کوثر کی آمد پر خوش تھا اور اس کے ذہن سے خوف کا بوجھ ہٹ گیا تھا۔ لیکن اسے حیرت تھی کہ وہ اس وقت وہاں کیسے پہنچی اور اندھیرے کے باوجود کس طرح آسانی سے اس کے قریب آگئی تھی۔

"کیا سو گئے ہو فریدی ڈیئر ———" وہ چند لمحوں بعد اپنے سینے کا بوجھ اس کے چہرے پر منتقل کرتی ہوئی بولی۔

"نہیں۔ لیکن مجھے حیرت ہے کہ ———!" فریدی نے کہنا چاہا۔

"ڈونٹ وری ڈیئر ——— تمہیں بہت پیاس لگی ہے۔"

فریدی واقعی پیاس محسوس کر رہا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی پیاس بجھانے لگا۔

تشنگی کا احساس دور ہونے کے بعد فریدی ایک بار پھر کوثر کی پراسرار شخصیت کے متعلق سوچنے لگا جو اس کی بانہوں میں پڑی گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔

اچانک اسے خیال آیا کہ اس کے ایئر بیگ میں ایک ماچس موجود ہے۔

"کوثر۔۔ کیا میں لیمپ روشن کردوں۔۔؟" اس نے کوثر سے پوچھا۔

"نہیں۔ نہیں۔۔۔" وہ جلدی سے بولی۔ "روشنی ضروری تو نہیں ہے۔"

"لیکن میں تمہارا خوبصورت بدن دیکھنا چاہتا ہوں۔ تمہارے حسن کا دیدار کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا اب بھی دیدار کرنے کی ضرورت باقی ہے ڈیئر۔۔۔!" وہ ہنسی۔ "جب ہمارے بدن ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں تو پھر روشنی کی کیا ضرورت ہے۔ اندھیرے میں بھی تو سوئی میں دھاگہ ڈالا جا سکتا ہے۔"

"لیکن تم روشنی سے کیوں گھبراتی ہو۔۔۔؟" فریدی نے پوچھا۔

"میں نہیں چاہتی کہ کسی کو یہاں میری موجودگی کا علم ہو۔ اسی لئے تو میں اندھیرے میں یہاں آئی ہوں۔"

"اچھا۔ لیکن یہ تو بتادو کہ تم ہوٹل سے کس مجبوری کے سبب گئی تھیں اور باتھ روم کا شاور کیوں کھلا چھوڑ دیا تھا۔"

"بتادیتی ہوں۔ لیکن وعدہ کرو کہ مزید کوئی سوال نہیں کرو گے۔۔۔" وہ ہنستی ہوئی بولی۔

"ٹھیک ہے۔ وعدہ رہا۔ لیکن اتنا ضرور بتانا کہ مجھے مزید کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔۔۔"

"دراصل جب کل رات میں تمہارے ہوٹل میں داخل ہوئی تو وہاں میرے ایک پڑوسی نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ اس نے میرے گھر جاکر میرے والدین کو اطلاع دی۔ میرے والد صبح سویرے ہی ہوٹل پہنچ گئے۔ میں باتھ روم میں نہا رہی تھی کہ دستک ہوئی۔ میں نے جواب نہ دیا لیکن خاموشی سے دروازے پر آگئی۔ ایک منٹ بعد میں نے باہر سے اپنے والد کی آواز سنی جو کسی ویٹر کو میرا حلیہ بتا کر پوچھ رہے تھے کہ میں کس کمرے میں ہوں۔ ویٹر نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے ان سے کہا کہ وہ نیچے کاؤنٹر سے معلوم کریں۔

میں پریشان ہوگئی اور شاور بند کرنا بھول گئی۔ جلدی سے کپڑے پہن کر تمہارے نام خط لکھا اور وہاں سے نکل آئی۔ میں ہوٹل کے عقبی دروازے سے باہر آئی اور اپنی ایک دوست کے گھر چلی گئی۔ وہاں سے میں دوپہر کے بعد روانہ ہوئی اور اب یہاں پہنچی تھی۔"

لیکن فریدی اس کے جواب سے مطمئن نہ ہوا۔ وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ کمرے سے نکلنے کے بعد کمرے کا دروازہ اندر سے کس نے بند کیا تھا؟ خط لکھنے کے لئے اس نے کاغذ قلم کہاں سے لیا تھا؟ اس قسم کے کئی سوال اس کے ذہن میں گردش کررہے تھے لیکن وہ مزید سوال نہ کرنے کا وعدہ کرچکا تھا' اس لئے خاموش رہا۔

"اچھا۔۔۔ اب کیا پروگرام ہے۔۔۔؟" اس نے طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

"ساری رات جاگیں گے۔ اس رات کو یادگار بنائیں گے۔۔۔۔" وہ جذباتی لہجے میں بولی۔

"میں کل کے لئے پوچھ رہا ہوں۔" فریدی نے ہنس کر کہا۔

"کل رات میں تمہیں فرعون عتوقس کے مقبرے کی سیر کراؤں گی جس میں سیاحوں کو نہیں جانے دیا جاتا۔" وہ بولی۔

"اوہ۔۔۔تو ہم کیسے اس میں جائیں گے۔ کیا تم یہاں پہلے بھی آچکی ہو۔۔۔؟" فریدی نے حیرت سے پوچھا۔

"کئی بار۔ لیکن تمہاری قربت حاصل کرنے کے لئے میں نے تم سے جھوٹ بولا تھا کہ یہاں کبھی نہیں آئی۔" وہ ہنسی۔ "میں نے گزشتہ ماہ یہاں آکر اس مقبرے میں داخل ہونے کا ایک خفیہ راستہ دریافت کیا تھا جس کا کسی کو بھی پتا نہیں' اس لئے میں کل رات کے وقت تمہیں اس راستے سے لے جاؤں گی۔ لیکن فی الحال تم مجھے پیار کی وادیوں میں لے جاؤ۔"

فریدی اس کی بات سن کر ایک بار پھر سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ کوثر وہ نہیں جو نظر آتی ہے۔

صبح فریدی کی آنکھ کھلی تو خیمے میں ناصر کھڑا تھا۔

"اٹھئے جناب۔ نو بج چکے ہیں۔" ناصر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

فریدی نے جلدی سے پہلو میں نظر ڈالی اور بے اختیار اچھل پڑا۔ کوثر غائب تھی۔ نہ جانے وہ کس وقت اور کیوں چلی گئی تھی۔ فریدی نے کمبل اوڑھا ہوا تھا جبکہ اس کا لباس الگ پڑا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ناشتا لے آؤ۔" فریدی نے ناصر سے کہا۔

"بہتر۔۔۔" ناصر نے سر ہلایا۔ "کیا آپ لباس اتار کر سوئے تھے اتنی سردی میں۔۔۔؟"

فریدی نے چونک کر اپنے لباس کی طرف دیکھا۔ پھر لاپروائی سے بولا۔ "ہاں۔ میں ہمیشہ لباس اتار کر سوتا ہوں۔"

اس کے جواب پر ناصر مسکرایا اور باہر چلا گیا۔ فریدی نے جلدی سے لباس پہنا۔ پھر کمبل اور تکیہ سنبھال کر رکھنے لگا تو تکیے کے نیچے پڑے کاغذ کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے کاغذ اٹھالیا۔ اس پر چند سطریں تحریر تھیں۔

"ڈیئر فریدی!

میں جس طرح اندھیرے میں آئی تھی' اسی طرح جانے پر مجبور ہوں تاکہ دن کے اجالے میں کوئی شناسا مجھے یہاں دیکھ کر میرے والدین کو اطلاع نہ کرسکے۔ لیکن تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے ساتھ گزارے ہوئے حسین لمحات مجھے سارا دن بے قرار رکھیں گے۔

دل چاہتا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی تم سے جدا نہ ہوں اور ہر وقت تمہارے لذت بخش وجود کے ساتھ پیار کے سمندر میں ڈوبتی ابھرتی رہوں لیکن مجبوری ہے۔ میں رات کو پھر آؤں گی اور تمہیں عقوقس کے مقبرے کی سیر کراؤں گی۔ لیکن اس پروگرام کو خود تک ہی محدود رکھنا اور تمہارے گائیڈ کو بھی میرا پتا نہ چلنا چاہئے۔

اور ہاں! میرے انتظار میں جاگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم بے شک سوجانا' میرے وجود کا لمس تمہیں خود بخود جگادے گا۔ اچھا اب دن نکلنے والا ہے اس لئے چلتی ہوں۔

فقط تمہاری۔۔۔۔ کوثر۔"

کوثر کا خط پڑھ کر فریدی کو خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی کہ وہ رات کی تا میں اسے فرعون عقوقس کے مقبرے میں کس طرح لے جائے گی اور اس عقوقس کے مقبرے کا کوئی خفیہ راستہ کیسے تلاش کیا تھا جس کا اب تک آثار قد کے ماہرین کو بھی علم نہیں تھا۔

پھر اسے کوثر کی آمد سے پہلے سنائی دینے والی سرگوشیاں اور قدمو آہٹیں یاد آ گئیں۔ اس نے خیمے سے باہر نکل کر اس کے اردگرد کی زمین کا جا لیکن وہاں کسی کے قدموں کے نشانات نہیں تھے۔ وہ حیرت سے سوچنے لگا کہ آ کون لوگ تھے جو گزشتہ رات خیمے کے پاس سرگوشیاں کررہے تھے۔

"کیا تلاش کررہے ہیں جناب۔۔۔؟" دفعتاً" ناصر کی آواز سنائی دی۔

فریدی نے چونکتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ وہ ناشتا لے آیا تھا۔ فر نے سوچا کہ شاید ناصر ہی اس سلسلے میں کچھ بتا سکے۔ وہ خیمے میں داخل ہوتا ہوا

"کچھ نہیں' یونہی چہل قدمی کررہا تھا۔"

ناصر نے اس کے سامنے قالین پر ناشتا رکھا اور پیچھے ہٹ کر بیٹھ گیا۔ وہ

کرچکا تھا۔

"ناصر۔۔۔ رات تم کس وقت سوئے تھے؟" فریدی نے ناشتے کے دوران اس سے پوچھا۔

"تقریباً" ساڑھے بارہ بجے۔۔" ناصر بولا۔ "میں اس انتظار میں جاگتا رہا کہ آپ کی اس ماحول میں پہلی رات ہے اور آپ کو جلد نیند نہیں آئے گی' ہوسکتا ہے آپ کو کسی چیز کی ضرورت محسوس ہو اور آپ مجھے طلب کرلیں۔ لیکن جب میں نے یہاں اندھیرا دیکھا تو میں بھی سوگیا لیکن مجھے حیرت ضرورت تھی کہ آپ نے لیمپ کیوں بجھایا۔۔۔"

اس کے جواب پر فریدی چونک پڑا اور سوچنے لگا کہ شاید ناصر نے نامعلوم لوگوں کو اس کے خیمے کے گرد دیکھا ہو۔

ناشتے سے فارغ ہو کر اس نے چائے پینے کے دوران ناصر سے پوچھا۔ "تو تم ساڑھے بارہ بجے کے بعد سوئے تھے۔"

"جی ہاں۔ آپ بھی شاید اسی وقت سوئے تھے۔ کیونکہ بارہ بجے تک آپ کے خیمے میں روشنی تھی۔ پھر نصف گھنٹہ بعد میں نے باہر جھانکا تو یہاں اندھیرا تھا۔ آپ کو غالباً اندھیرے میں ہی نیند آتی ہے۔"

"نہیں۔ لیمپ جل رہا تھا جب میں سویا۔ شاید ساڑھے نو بجے کے بعد مجھے نیند آگئی تھی۔" فریدی بولا۔

"اوہ۔ تو پھر لیمپ کس نے بجھایا۔۔۔؟" وہ چونکتا ہوا بولا۔

"معلوم نہیں۔ رات میں میری آنکھ کھلی تو اندھیرا تھا۔ میں نے سوچا کہ شاید لیمپ میں کوئی خرابی تھی یا تیل ختم ہو گیا ہوگا۔ میرے پاس ماچس بھی نہیں تھی' اس لئے میں دوبارہ سو گیا۔ تم یہ بتاؤ کہ جب تم نے آخری بار میرے خیمے کی طرف دیکھا تھا تو خیمے کے دائیں یا بائیں کچھ لوگ تمہیں نظر آئے تھے؟"

"نہیں جناب۔۔۔!" وہ حیرت سے بولا۔ "آپ کو کس نے بتایا کہ یہاں کچھ لوگ تھے۔۔۔؟"

"میں نے محسوس کیا تھا۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "وقت کا اندازہ تو نہیں۔ بہرحال جب میری آنکھ کھلی تو لیمپ بجھا ہوا تھا۔ پھر مجھے داہنی جانب ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دیں۔ یوں لگتا تھا جیسے چند افراد خیمے کے بالکل قریب سرگوشی کے انداز میں باتیں کر رہے ہوں۔ میں خوفزدہ ہو گیا کہ شاید کوئی چور اچکے مجھے لوٹنے کے لئے آگئے ہیں۔ پھر میں نے ان کے قدموں کی آہٹیں سنیں۔ وہ نامعلوم لوگ خیمے کی

عقبی جانب آکر رک گئے تھے۔"

"اوہ۔۔۔ پھر۔۔۔!" ناصر نے اس کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پھر۔۔۔ پھر مجھے نیند آگئی۔۔۔" فریدی نے جھوٹ بولا۔ "میں نے اسی لئے تم سے پوچھا ہے کہ شاید تم نے انہیں دیکھا ہو۔"

"نہیں جناب۔ البتہ میں نے ایک ایسی بات دیکھی ہے جس کے بارے میں آپ سے معلوم کرنے کے لئے کافی دیر سے بے تاب ہوں۔"

"کون سی بات۔۔۔؟" فریدی نے چونکتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

"بات کچھ عجیب سی ہے۔ ممکن ہے آپ خوفزدہ ہو جائیں۔" ناصر نے آہستہ سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ رہنے دوں۔"

"نہیں نہیں۔ تم بتاؤ۔ میں اتنا ڈرپوک نہیں ہوں۔۔۔" فریدی نے تیزی سے کہا۔

"معمول کے مطابق میں فجر کے وقت ہی بیدار ہو گیا تھا اور میں نے اپنے خیمے کا پردہ اٹھا دیا تھا۔ ابھی سورج نہیں نکلا تھا لیکن اجالا ہو چکا تھا۔ اس وقت میں نے ایک عورت کو آپ کے خیمے سے نکل کر عقبی جانب جاتے دیکھا تھا۔ اس کا رخ فرعون عقوقس کے مقبرے کی طرف تھا۔"

فریدی کو یقین ہو گیا کہ ناصر نے کوثر کو دیکھا ہوگا۔ اس نے انجان بنتے ہوئے کہا۔ "کیا واقعی؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔"

"جناب۔ اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ وہ عورت فرعون عقوقس کی بھتیجی شہزادی فارینہ تھی۔"

"کیا۔۔۔!" فریدی بے ساختہ اچھل پڑا۔

"جی ہاں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ وہی تھی۔ کیونکہ میں سینکڑوں بار عقوقس کے مقبرے میں اس کی ممی دیکھ چکا ہوں۔"

فریدی کا سر چکرانے لگا اور ہاتھ میں چائے کی پیالی لرزنے لگی۔ اس نے

جلدی سے پیالی نیچے رکھ دی۔ اس کے ذہن میں دھماکے ہو رہے تھے۔ اگر ناصر نے کوثر کو دیکھا تھا تو وہ فرعون عقوقس کی بھتیجی کیسے ہو سکتی تھی۔

"مگر۔۔۔ مگر وہ میرے خیمے میں کیوں آئی تھی؟" اس نے سٹپٹا کر کہا۔ "جبکہ اس کا مردہ جسم مقبرے میں ہے۔"

"اسی بات پر تو مجھے حیرت ہے۔ اس کا وہی لباس یعنی کفن تھا جو اس کی ممی کے جسم پر ہے۔ پھر اس کا رخ بھی اسی مقبرے کی طرف تھا جس میں اس کی حنوط شدہ لاش محفوظ ہے۔" ناصر نے بتایا۔

فریدی سوچنے لگے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ہزاروں سال سے مردہ جسم دوبارہ زندہ ہو جائے۔

ناصر نے چند منٹ بعد اسے مخاطب کیا۔ "آپ کس سوچ میں پڑ گئے جناب۔ اسی لئے تو بتانے سے گریز کر رہا تھا۔"

"تم یقین سے کہہ سکتے ہو کہ وہ عورت وہی تھی جس کی فرعون کے مقبرے میں تم نے ممی دیکھی تھی۔" فریدی نے پوچھا۔

"کم از کم پچانوے فیصد تو یقین ہے۔" ناصر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "لیکن پانچ فیصد اس بات کا امکان ہے کہ ممکن ہے وہ کوئی اور ہو اور اس کی شکل شہزادی فارینہ سے مشابہ ہو۔ لیکن؟"

"لیکن کیا۔۔۔؟" فریدی نے چونکتے ہوئے غور سے اس کی طرف دیکھا۔

"اس کا لباس۔۔۔" ناصر بولا۔ "وہ سو فیصدی وہی تھا جو میں بیسیوں مرتبہ شہزادی کی ممی کے بدن پر دیکھ چکا ہوں یعنی بہت ہی باریک کپڑے کا کفن نما لبادہ جس میں اس کے بدن کے تمام حصے نظر آتے ہیں۔ لیکن آپ کی طرح میں بھی اسی حیرت کا شکار ہوں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ممی مقبرے سے نکل آئے اور زندہ انسانوں کی طرح چلنے پھرنے لگے؟ بالفرض وہ شہزادی فارینہ کی ممی نہیں بلکہ کوئی اور تھی، تب بھی وہ آپ کے خیمے سے کیوں برآمد ہوئی اور عقوقس کے مقبرے کی طرف گئی؟ اس کی خیمے میں آمد یا موجودگی کا آپ کو کیوں پتا نہ چلا؟ وہ یہاں کب اور کیوں آئی تھی؟ کافی دیر سے میرا ذہن انہی سوالوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے لیکن کسی سوال کا جواب نہیں مل رہا۔"

"میں بھی یہی جاننے کے لئے بے تاب ہوں کہ اگر وہ کوئی ممی تھی تو میرے خیمے میں کیا کرتی رہی تھی۔"

"کیا آپ کو کچھ بھی معلوم نہیں---؟" ناصر نے مشتبہ نگاہوں سے فریدی کی طرف دیکھا۔

"نہیں۔ مجھے تو تم ہی بتا رہے ہو---" فریدی نے اس سے نگاہیں چراتے ہوئے کہا۔

"میں تو سمجھا تھا کہ آپ اس کی آمد سے باخبر ہوں گے۔" وہ معنی خیز انداز میں بولا۔ "اسی لئے تو میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ آپ لباس اتار کر سونے کے عادی ہیں۔ آپ کو میں جگانے آیا تھا تو میں نے ایک خاص بات نوٹ کی تھی جس کے متعلق میں نے آپ سے پوچھنا مناسب نہ سمجھا تھا کہ ممکن ہے آپ کو شرمندگی کا احساس ہو۔"

فریدی کے ذہن کو جھٹکا لگا۔ کیا ناصر نے یہاں کوثر کی موجودگی سے متعلق کوئی بات محسوس کی تھی؟ اس نے کن انکھیوں سے قالین کے اس حصے کی طرف دیکھا جہاں وہ رات بھر کوثر کے ساتھ زیر و زبر ہوتا رہا تھا۔ پھر سنبھل کر بولا۔

"مجھے کچھ علم نہیں ہے ورنہ مجھے ان باتوں میں الجھنے کی کیا ضرورت تھی۔ تم بتاؤ تم نے کیا خاص بات محسوس کی تھی؟"

"مجھے شرم آتی ہے جناب---"

ناصر نے سر جھکا لیا۔ فریدی نے دزدیدہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ ناصر کا اندازہ غلط نہیں تھا لیکن وہ ناصر سے کوثر کا ذکر نہیں کرنا چاہتا تھا مگر اس کا شک دور کرنا بھی ضروری تھا' اس لئے وہ ہنس پڑا۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شاید اسی وجہ سے میرا سر بھاری اور طبیعت بوجھل ہو رہی ہے۔ میں آج سیر کے لئے نہیں جا سکوں گا۔ تم کہیں جانا چاہو تو چلے جاؤ۔ البتہ لنچ کے لئے آجانا۔"

ناصر نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا لیکن فریدی نے اس سے نگاہیں ملانے کی بجائے کتاب اٹھا لی اور ناصر خیمے سے باہر نکل گیا۔

فریدی سارا دن کوثر اور فرعون عتوقس کی بھتیجی شہزادی فارینہ کے بارے میں سوچتا رہا کہ اگر کوثر ہی شہزادی فارینہ تھی تو قاہرہ کیسے پہنچی؟ اس کے ساتھ رات کیسے گزاری؟ وہاں وہ اسے جدید لباس میں ملی تھی اور اس کے پاس پرس بھی تھا لیکن یہاں ناصر نے جس شہزادی کو دیکھا تھا وہ کفن میں ملبوس ایک زندہ ممی تھی جس کی حنوط شدہ لاش فرعون عتوقس کے مقبرے میں ہزاروں سال سے پڑی تھی۔ اگر شہزادی فارینہ کوثر تھی تو وہ زندہ کیسے ہوئی اور مقبرے سے کیسے نکلی؟ اس کے بدن پر وہ مسالے کیوں نہیں تھے جو لاش کو حنوط کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے تھے؟

پھر وہ کوثر کی شخصیت پر غور کرنے لگا۔ اس نے کہا تھا کہ فرعون عتوقس کے مقبرے میں لے جانے کا اس نے خفیہ راستہ دریافت کیا تھا اور وہ اسی راستے سے اسے مقبرے میں لے جائے گی اور وہ بھی دن کے اجالے کی بجائے رات کی تاریکی میں۔ قاہرہ میں بھی اس نے رات کے وقت ہی اس سے ملاقاتیں کی تھیں اور یہاں بھی۔ دونوں بار وہ سورج نکلنے سے پہلے اسے چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ وہ کوثر کے بارے میں جتنا بھی سوچتا' اتنا ہی اس کا ذہن الجھتا رہا۔

دوپہر کے وقت ناصر لنچ لے آیا۔ کھانا کھانے کے دوران فریدی نے اس سے شہزادی فارینہ کے بارے میں کوئی بات نہ کی۔ وہ چلا گیا تو فریدی پھر کوثر کے بارے میں سوچنے لگا اور سوچتے سوچتے اسے نیند آگئی۔ شام کے وقت ناصر نے ہی آکر اسے جگایا۔

"جناب۔ شام ہوگئی ہے۔ کھانے کے متعلق کیا پروگرام ہے آپ کا؟" اس

نے لیمپ جلاتے ہوئے پوچھا۔

"کھانا ہوٹل میں کھائیں گے۔ کیا خیال ہے؟" فریدی نے انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔ "ذرا چہل قدمی بھی ہوجائے گی۔"

"جیسے آپ کی مرضی۔۔۔۔" ناصر نے سرہلایا۔ "میرا خیال ہے کہ آج ایک ٹارچ بھی لے لیجئے گا۔ ممکن ہے آج پھر لیمپ بجھ جائے۔"

"لیمپ کو ٹھیک کرلو۔ کیا خرابی ہے اس میں؟" فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"خرابی تو کوئی نہیں۔ تیل بھی موجود ہے۔ میں نے تھوڑی دیر پہلے اسے چیک کرلیا تھا۔۔۔۔"

فریدی کچھ نہ بولا۔ چند منٹ بعد وہ ہوٹل کی طرف روانہ ہوگئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے ایک ہوٹل میں کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد چائے پینے کے دوران ناصر نے اسے دوبارہ ٹارچ کے لئے یاد دلایا۔ فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم کوئی اچھی سی ٹارچ لے آؤ۔ لیکن سائز زیادہ بڑا نہ ہو۔ میرا مطلب ہے جیب میں آسانی سے آجائے۔"

پھر اس نے ایک بڑا نوٹ نکال کر ناصر کے حوالے کیا۔ چائے پینے کے بعد ناصر ٹارچ لینے چلا گیا تو فریدی سوچنے لگا کہ اگر ناصر نے آج اسے کوثر کے ساتھ فرعون عقوقس کے مقبرے کی طرف جاتا دیکھ لیا تو کیا سوچے گا۔ کیوں نہ اسے اعتماد میں لے کر اسے کوثر کے بارے میں بتادے اور اسے ہدایت کردے کہ اگر وہ کوثر کو اس کے خیمے میں داخل ہوتا دیکھ لے تو خاموش رہے اور اپنے خیمے تک ہی محدود رہے تاکہ کوثر کو یہ احساس نہ ہوپائے کہ ناصر اسے دیکھ چکا ہے۔

لیکن پھر اس نے خود ہی اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا۔ کوثر نے خط میں واضح طور پر ناصر کے بارے میں اسے تاکید کی تھی۔ ہوسکتا ہے کہ کوثر کی شخصیت کی طرح اس تاکید میں بھی کوئی راز ہو۔ ناصر کی اس بات پر ابھی تک وہ حیران تھا اور اسے یقین نہیں آیا تھا کہ فرعون عقوقس کی بھتیجی شہزادی فارینہ آج صبح اس

کے خیمے سے نکلی تھی جس کی ممی فرعون کے مقبرے میں محفوظ تھی۔

دفعتاً اسے خیال آیا کہ ناصر نے جس شہزادی کو دیکھا تھا' اس کی شکل کے بارے میں ناصر سے پوچھنا چاہئے۔ ممکن ہے اس نے کوثر کو ہی دیکھا ہو اور کوثر کے خدوخال شہزادی سے مماثلت رکھتے ہوں۔

لیکن اس سلسلے میں ناصر سے دوبارہ بات کرنے سے ناصر کا یہ شبہ یقین میں بدل سکتا تھا۔ چنانچہ فی الحال اس نے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔

چند منٹ بعد ناصر درمیانہ سائز کی فلش لائٹ ٹارچ لے آیا۔ تب فریدی اٹھ گیا۔ اس نے کاؤنٹر پر بل ادا کیا اور ناصر کے ساتھ واپس اہرام کی طرف چل دیا۔ اپنے خیمے کے پاس پہنچ کر اس نے ناصر کو خدا حافظ کہا اور ناصر اپنے خیمے کی طرف بڑھ گیا۔

نو بج چکے تھے۔ فریدی نے ٹارچ اپنے تکیے کے نیچے رکھی اور آثار قدیمہ سے متعلق کتاب سنبھال کر بیٹھ گیا۔ سردی کل کی نسبت کچھ زیادہ ہی تھی۔ وہ کوثر کے انتظار میں جاگنا چاہتا تھا۔ نہ بھی چاہتا تو پھر بھی نیند کا آنا مشکل تھا کیونکہ وہ شام تک سوتا رہا تھا۔

کتاب میں فراعین مصر اور ان کے اہرام کے بارے میں معلومات تھیں۔ وہ فرعون عقوقس کے متعلق باب پڑھنے لگا۔ اس کے متعلق لکھا تھا کہ فرعون عقوقس نے کئی سال تک حکمرانی کی۔ اس کا چھوٹا بھائی شرطوقس اولاد نرینہ سے محروم تھا۔ اس کی ایک بیٹی شہزادی فارینہ تھی جو بہت ہی خوبصورت اور ذہین شہزادی تھی۔ فرعون چاہتا تھا کہ شہزادی کی شادی اس کے بہت بہادر اور عقل مند بیٹے شہزادہ کیوقس سے ہو جو اس کے مرنے کے بعد شہزادی کے ساتھ حکومت کرسکے۔

فریدی بوریت محسوس کرنے لگا۔ اس نے کتاب بند کی اور کوثر کے ساتھ گزارے ہوئے پرکیف لمحات کو یاد کرنے لگا۔ کوثر کے پرکشش بدن کا تصور کرکے اس کے جذبات بیدار ہونے لگے۔ اس کیفیت میں اسے وقت گزرنے کا احساس بھی نہ ہوا۔ وہ اس وقت چونکا جب لیمپ کی لو اچانک تھرتھرائی اور دوسرے ہی لمحے لیمپ بجھ گیا۔

خیمے میں اندھیرا پھیل گیا تو اسے اپنے بیگ میں رکھی ماچس کا خیال آیا لیکن بیگ خیمے کے ایک کونے میں رکھا تھا۔ اس نے سوچا کہ ٹارچ کی روشنی میں ماچس نکال کر لیمپ جلا لینا چاہئے۔ چنانچہ اس نے سرہانے کی جانب تکیے کے نیچے پڑی ٹارچ اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن ٹارچ ہاتھ نہ آئی۔

تب اس نے تکیے کے نیچے دائیں بائیں ہاتھ چلایا اور اسے حیرت ہوئی کہ ٹارچ کہیں بھی موجود نہ تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ ٹارچ کہاں گئی جبکہ اس نے ہوٹل سے واپس آتے ہی ٹارچ تکیے کے نیچے رکھ دی تھی۔

اچانک باہر سے قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں اور وہ چونک پڑا۔ آہٹیں ایک سے زیادہ افراد کے قدموں کی تھیں اور خیمے کی اسی جانب سے سنائی دے رہی تھیں جس طرف سے گزشتہ رات سرگوشیاں سنائی دی تھیں۔

آہٹیں قریب آتی چلی گئیں اور پھر خیمے کی دیوار کے پاس آکر رک گئیں۔

اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ گزشتہ رات کی طرح پھر نامعلوم افراد اس کے خیمے کے پاس آچکے ہیں اور وہ نہ جانے آئندہ کیا کرنے والے ہیں؟

"وہ جاگ رہا ہے---" اچانک ایک ہلکی سے آواز سنائی دی۔

اور فریدی کی شریانوں میں خون کی گردش یکدم تیز ہوگئی۔ یقیناً" اسی کے بارے میں بات کی گئی تھی۔ بولنے والے کا لہجہ مقامی تھا لیکن اس نے اردو میں بات کی تھی۔ فریدی سانس روکے سن رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔ اندھیرے میں وہ اسے نہیں پہچان سکتا----" دوسری آواز آئی۔

"یہاں سے ہٹ آؤ۔ کہیں اس کا ساتھی نہ دیکھ لے۔" پہلی آواز نے کہا۔

پھر قدموں کی آہٹیں خیمے کی عقبی جانب جاتی سنائی دیں۔ وہ خوف سے لرزتا ہوا سوچ رہا تھا کہ اسے ناصر کو آواز دینی چاہئے تاکہ وہ اپنے خیمے سے نکل کر ان پراسرار افراد کو دیکھ سکے کہ وہ کون ہیں۔

قدموں کی آہٹیں خیمے کی عقبی جانب پہنچ کر معدوم ہوگئیں۔ اسی لمحے اس جانب سے ایک نسوانی آواز ابھری۔ "تم یہاں کیا کررہے ہو بدبختو---؟"

فریدی کے ذہن کو جھٹکا لگا۔ وہ ایک نوجوان نسوانی آواز تھی جس کے لہجے میں بے پناہ غصہ محسوس ہوتا تھا۔

"گستاخی معاف شہزادی حضور۔ ہم حکم کی تعمیل کے لئے مجبور ہیں۔" ایک مردانہ آواز ابھری جس کا لہجہ خوفزدہ سا تھا۔

"اچھا۔۔۔ یہاں سے دور ہٹ جاؤ۔۔۔ ورنہ مارے جاؤ گے۔۔۔"

نسوانی آواز نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ "یہ میرا نجی معاملہ ہے اور میں تمہیں اپنی نجی زندگی میں جھانکنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ بھاگ جاؤ یہاں سے اور مجھے دوبارہ نظر مت آنا۔۔۔"

اس کے ساتھ ہی قدموں کی آہٹیں دور ہونے لگیں۔ فریدی ان کی گفتگو سن کر بہت خوفزدہ ہو چکا تھا۔ اسے ناصر کی بات یاد آ رہی تھی جس نے آج صبح اس کے خیمے سے شہزادی فارینہ کو نکلتے دیکھا تھا۔ یقیناً "باہر" وہی شہزادی تھی۔ یہ خیال کر کے فریدی کو خوف سے پسینہ آنے لگا کہ مقبرے میں موجود شہزادی کی لاش زندہ ہو کر وہاں آئی ہے۔

ایک دو منٹ گزر گئے۔ پھر اچانک فریدی نے اپنے قریب ہلکی سی جانی پہچانی آواز سنی۔ "جاگ رہے ہو ڈیئر فریدی؟"

کوثر کی آواز سن کر فریدی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے آواز کی سمت دیکھنے کی کوشش کی لیکن اندھیرے میں وہ نہ دکھائی دی حالانکہ اس کی آواز چند انچ کے فاصلے سے سنائی دی تھی۔ نجانے وہ کب اندر آ گئی تھی۔

"تم۔۔۔ تم کہاں ہو۔۔۔؟" وہ اس سمت میں ہاتھ بڑھاتا ہوا خوفزدہ لہجے میں بولا۔

اور اس کا ہاتھ آٹھ دس انچ کے فاصلے پر کسی ملائم اور گداز چیز سے ٹکرایا۔ اس کے بدن کو بے اختیار جھٹکا لگا۔ اس نے جلدی سے اس چیز کو ٹٹولا اور اس کا پورا وجود جھنجھنا اٹھا۔

"اف۔۔۔!" ہلکی سی سسکاری کے ساتھ ہی ایک ہاتھ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "کیا تم چلنے کے لئے تیار ہو ڈیئر۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔!" اس نے گہرا سانس لیا۔ "لیکن میری ٹارچ نہیں مل رہی۔ ٹھہرو میں تلاش کر لوں۔۔۔"

"بس۔۔۔ آؤ۔۔۔ میری موجودگی میں کسی اور ٹارچ کی ضرورت نہیں ہے ڈیئر۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھاتی ہوئی بولی۔

فریدی اٹھ گیا۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑے اندھیرے میں دروازے کی طرف بڑھی اور باہر نکل آئی۔ باہر بھی اندھیرا تھا لیکن فریدی اس کا ہیولا دیکھ سکتا تھا۔

اندھیرے میں کوثر کی آنکھیں چ[illegible] تھیں۔ وہ اس [illegible] پورے خیمے کی

عقبی سمت میں بڑھنے لگی۔ فریدی اس کے ساتھ چلتا ہوا سوچ رہا تھا کہ وہ اندھیرے میں کس طرح اسے فرعون عقوقس کے مقبرے کی سیر کرا سکے گی۔

اچانک اسے شہزادی فارینہ کا خیال آیا اور خوف کی تیز لہر اس کے بدن میں دوڑ گئی۔ کیا کوثر ہی شہزادی فارینہ ہے جو اسے اپنے مقبرے کی طرف اس طرح آسانی سے لے جا رہی تھی جیسے اندھیرے میں بخوبی دیکھ رہی ہو؟

یقیناً" یہی بات ہو سکتی تھی۔ کوثر کی پراسرار شخصیت کا معمہ اسی طرح حل ہو سکتا تھا کہ وہ اسے شہزادی فارینہ تسلیم کر لیتا۔ شہزادی فارینہ کی لاش مقبرے میں محفوظ تھی اور یقیناً" کوثر کی شکل میں اس کی روح اس کے ہمراہ سفر کر رہی تھی۔

ایک بھٹکی ہوئی روح یا بدروح کے ساتھ لذت آمیز لمحات گزارنے کا تصور فریدی کے لئے انتہائی خوفناک تھا۔ خوف سے اس کا جسم کانپنے لگا اور قدم لڑکھڑانے لگے۔

"سنبھل کر چلو ڈیئر--- آج تم ایک بہت بڑے راز سے روشناس ہونے جا رہے ہو۔" کوثر نے دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ک--کیسا راز---؟" فریدی خوفزدہ لہجے میں بولا۔

"تم خوفزدہ کیوں ہو---؟" اس نے رک کر اپنا چہرہ فریدی کے چہرے کے قریب کیا-- "لو-- گلابوں کا رس چکھو تاکہ تمہارے ذہن سے خوف دور ہو اور تم نارمل رہو---"

فریدی نے اندھیرے میں اس کی سانسیں اپنے نتھنوں سے ٹکراتی محسوس کیں اور بے اختیار دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھام کر اپنے خشک ہونٹ تر کرنے لگا۔ سناٹے میں انہیں صرف اپنی بہکی بہکی سانسیں سنائی دے رہی تھیں۔

چند لمحوں بعد کوثر نے دوبارہ اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "آؤ---اپنے ذہن کو کنٹرول میں رکھو---"

وہ اس کا ہاتھ پکڑے دوبارہ آگے بڑھی تو سامنے دیکھ کر فریدی کا ذہن چکر

گیا۔ چند قدم کے فاصلے پر ایک مخروطی مقبرے کا ہیولا سا دکھائی دے رہا تھا۔ اسے حیرت ہوئی کہ وہ اتنی جلدی وہاں کیسے پہنچ گئے جبکہ وہ مقبرہ اس کے خیمے سے کم از کم ایک فرلانگ کے فاصلے پر دکھائی دیتا تھا۔ چند جذباتی لمحات میں اتنا فاصلہ کیسے سمٹ گیا؟ پھر اسے خیال آیا کہ وہ ایک پراسرار لڑکی کے ہمراہ ہے تو اس کے ذہن پر دوبارہ خوف کی چادر پھیلنے لگی۔

فرعون عقوقس کا مقبرہ تاریکی میں ایک خوفناک دیو کی مانند دکھائی دے رہا تھا۔ ستاروں کی مدھم روشنی میں اس مقبرے کا ہیولا اور ماحول پر چھایا سناٹا بے حد دہشت ناک تھا۔ کوثر اس کے ساتھ یوں چل رہی تھی کہ اس کا ایک ہاتھ فریدی کی کمر کے گرد لپٹا ہوا تھا اور پہلو فریدی کے پہلو سے مس ہو رہا تھا۔

وہ مقبرے کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ فریدی نے دہشت زدہ نگاہوں سے دائیں بائیں دیکھا۔ وہاں ویرانی ہی ویرانی تھی۔ تاریکی میں جہاں تک اس کی نگاہیں پہنچ رہی تھیں وہاں تک کسی ذی روح کا نام و نشان نہ تھا۔

"ایک منٹ ٹھہرو۔۔۔۔ میں ابھی آئی۔۔۔۔!" کوثر نے تیزی سے فریدی سے الگ ہوتے ہوئے کہا۔

اور فریدی کی پشت کی جانب بڑھی۔ فریدی نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا لیکن وہ نظر نہ آئی۔ ایک ثانیہ میں وہ نہ جانے کہاں غائب ہو گئی تھی۔ خود کو وہاں تنہا محسوس کر کے فریدی کے ذہن پر چھایا خوف گہرا ہو گیا اور وہ بے تابی سے کوثر کا انتظار کرنے لگا۔

چند لمحے ہی گزرے تھے کہ اچانک اسے اپنے عقب میں گھوڑے کی ٹاپوں کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ وہ آواز لحہ بہ لحہ بلند ہونے لگی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی گھوڑا اس کی طرف سرپٹ دوڑتا چلا آ رہا ہو۔

اس نے بے اختیار پلٹ کر دیکھا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ بے ساختہ اچھل پڑا۔ عقب میں کوئی گھوڑا نہیں تھا۔ لیکن اس کی ٹاپوں کی آواز بدستور سنائی دے رہی تھی۔ فریدی دہشت زدہ نگاہوں سے اندھیرے میں دیکھنے کی ناکام کوشش کر

تھا۔

چند لمحوں بعد گھوڑے کے دوڑنے کی آوازیں اس کے قریب آ کر ایک دم بند ہو گئیں اور فریدی خوف سے لرزنے لگا۔

"یہ کون ہے دربان۔۔۔؟" اچانک ایک تحکمانہ آواز ابھری۔

اور فریدی کا خوف سے ذہن ماؤف ہونے لگا۔ وہاں کوئی بھی نہ تھا لیکن آواز سنائی دے رہی تھی۔

"یہ نیا مہمان ہے جناب۔۔۔۔" ایک دوسری آواز سنائی دی۔

فریدی نے دہشت زدہ ہو کر اپنے بائیں جانب دیکھا لیکن ادھر بھی کوئی نہ تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ ذرا ہوشیار رہو۔۔۔" پہلی آواز نے کہا۔

اس کے ساتھ ہی گھوڑا دوڑنے کی آواز بلند ہوئی اور وہ آواز آہستہ آہستہ دور ہوتی چلی گئی۔ خوف سے فریدی کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔ وہ ان غیبی آوازوں سے سمجھ گیا تھا کہ انہوں نے اسی کے متعلق بات چیت کی تھی۔ ان کی آواز بھی تقریباً چار فٹ کے فاصلے سے سنائی دی تھی لیکن وہ فریدی کو نظر نہ آئے تھے جبکہ وہ اس اندھیرے میں دس بارہ فٹ تک دیکھ سکتا تھا۔

اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ وہ غیبی آوازیں بدروحوں کی تھیں جو اسے نظر نہ آئی تھیں اور ان بدروحوں کا تعلق عقوقس کے دور سے تھا۔ اس نے سوال کرنے والے کے ان الفاظ میں دربان کا لفظ واضح طور پر سنا تھا جو اردو میں کہے گئے تھے۔ یقیناً اردو زبان فریدی کے لئے استعمال کی گئی تھی کہ وہ آسانی سے سمجھ سکے۔

اس سوچ کے ساتھ ہی خوف سے اس کے بدن پر رعشہ سا طاری ہو گیا۔ اس کے پاؤں اس کا وزن برداشت کرنے میں ناکام ہوتے جا رہے تھے اور وہ گرنے ہی والا تھا کہ اچانک کسی نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر سنبھال لیا۔

"خود کو سنبھالو ڈیئر۔۔۔!" کوثر کی آواز سنائی دی۔

"وہ ---وہ گھوڑا---دربان---!" فریدی خوف سے ہکلا کر رہ گیا۔

"کچھ نہیں---آؤ---اندر چلیں---" کوثر نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کے لبوں کو گلابوں سے مس کیا۔

فریدی نے اپنے ڈوبتے ذہن میں اس کے لبوں کا لمس محسوس کیا اور اس کے لرزتے ہوئے بدن میں ٹھہراؤ پیدا ہوگیا۔ کوثر اپنے نرم و گداز ہاتھ میں اس کا ہاتھ پکڑے مقبرے کی دیوار کے پاس آئی۔

اس نے دوسرا ہاتھ دیوار پر مارا۔ فوراً ہی دیوار میں ایک چوکور دروازہ نما شگاف پیدا ہوگیا۔ شگاف کی دوسری جانب مشعل کی روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ فریدی کا ہاتھ پکڑے اس شگاف سے مقبرے میں داخل ہوئی اور دوسرے ہی لمحے وہ شگاف خودبخود بند ہوتا چلا گیا۔

وہ ایک طویل راہداری تھی جس کی چوڑائی چھ فٹ کے قریب تھی۔ بائیں جانب کی دیوار پر ایک مشعل جل رہی تھی۔ کوثر فریدی کا ہاتھ پکڑے آگے بڑھی لیکن فریدی کے پاؤں ساکت رہے۔

وہ دہشت زدہ نگاہوں سے کوثر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مشعل کی روشنی میں کوثر کے بدن پر قدیم مصری عورتوں کا لباس دکھائی دے رہا تھا۔ ایسا لباس فریدی نے ایک فلم میں قلوپطرہ کے جسم پر دیکھا تھا لیکن اس لباس کا کپڑا اتنا مہین تھا کہ اس میں سے کوثر کے بدن کی تمام رعنائیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔

"کیا بات ہے ڈیئر---؟" کوثر نے پلٹ کر پوچھا۔ "نگاہوں کی پیاس پھر بجھالینا ڈیئر۔ پہلے آؤ سیر کرلو۔"

"کیا واقعی---؟" فریدی نے اپنے خشک ہونٹوں کو زبان سے تر کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تمہیں یقین نہیں ہے ڈیئر---؟" وہ مخمور نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی بولی۔

پھر وہ اس کے ساتھ چل پڑا۔ کوثر نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا کیونکہ وہاں اندھیرا نہیں تھا۔ چند قدم آگے جاکر راہداری دائیں جانب مڑگئی۔ اس طرف بھی ایک مشعل جل رہی تھی۔ دس بارہ قدم چل کر راہداری بائیں جانب مڑگئی۔

فریدی اس کے ساتھ چلتا رہا۔ راہداری میں ہر دس بارہ قدم پر موڑ تھا۔ دس منٹ گزر گئے۔ فریدی کے اندازے کے مطابق وہ تقریباً دو سو قدم کا فاصلہ طے کرچکے تھے لیکن وہ راہداری شیطان کی آنت کی مانند طویل ہوتی جارہی تھی۔

مزید پانچ منٹ بعد راہداری کا فرش قدرے ڈھلوان ہونے لگا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ گہرائی کی طرف سفر کر رہے ہوں۔ گہرائی کی جانب تقریباً سو قدم کے فاصلے میں دس گیارہ موڑ آئے اور پھر جونہی وہ بائیں جانب مڑے، سامنے ایک سپاٹ دیوار دکھائی دی۔ یقیناً وہ راہداری کا اختتام تھا۔

کوثر اس دیوار کے پاس رکی اور اس نے دیوار پر ہاتھ مارا۔ دوسرے ہی لمحے دیوار درمیان میں سے دو حصوں میں تقسیم ہو کر دائیں اور بائیں طرف سرک گئی اور سامنے کا منظر دیکھ کر فریدی بے اختیار اچھل پڑا۔

دیوار کی دوسری جانب دو قدیم مصری سپاہی ہاتھوں میں ننگی تلواریں پکڑے دائیں بائیں کھڑے تھے۔ اس طرف ایک زیادہ کشادہ راہداری تھی اور اس میں کئی مشعلیں جل رہی تھیں۔ راہداری میں دائیں بائیں کئی کمرے تھے جن کے دروازے بند دکھائی دے رہے تھے۔ ان دو سپاہیوں کے سوا وہاں پر کوئی نہ تھا۔ ان کے سروں پر سمور کی کھال کی ٹوپیاں تھی اور ان میں ان کی آنکھوں سمیت آدھا چہرہ چھپا ہوا تھا۔ کوثر فریدی کے ساتھ آگے بڑھی۔

"کامیابی مبارک ہو۔۔۔!" اچانک ان دونوں نے بیک آواز کہا۔ "آپ کا بے چینی سے انتظار کیا جا رہا ہے۔"

فریدی کو حیرت ہوئی کہ وہ کسے مبارک باد دے رہے ہیں۔ سپاہیوں نے مبارک باد دینے کے بعد اپنے جھکے ہوئے سر سیدھے کئے۔ تب فریدی کو ان کے چہرے دکھائی دیئے اور خوف کی تیز لہر اس کے رگ و پے میں دوڑتی چلی گئی۔

قدیم مصری لباس والے ان افراد کے چہرے زندہ انسانوں کے چہرے نہیں بلکہ مردہ ڈھانچوں کے استخوانی چہرے تھے۔ فریدی نے خوفزدہ ہو کر کوثر کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ آگے بڑھنے لگی۔ فریدی نے ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے کی طرف دیکھا لیکن کوثر کا چہرہ پرسکون تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ان ڈھانچوں سے ذرا بھی خائف نہ ہو۔

وہ بائیں جانب کے ایک دروازے پر رکی اور فریدی کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔ "یہ عقوقس کا کمرہ ہے۔"

پھر اس نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔ فوراً ہی دروازہ کھل گیا اور وہ فریدی کے ساتھ کمرے میں داخل ہو گئی۔ کمرے میں روشنی تھی۔ وسط میں ایک قبر نما چبوترے پر شیشے کا تابوت رکھا تھا۔ اس تابوت میں فرعون عقوقس کی لاش پڑی تھی۔ اس کے سر کی جانب چبوترے پر ایک دھاتی تختی پر نامعلوم زبان میں ایک تحریر کندہ تھی۔ تابوت کے گرد چبوترے میں جگہ جگہ بڑے بڑے ہیرے نصب تھے جن سے خارج ہونے والی شعاعوں سے کمرہ روشن تھا۔

فریدی حیرت سے تابوت میں محفوظ فرعون کی ممی کی طرف دیکھتا ہوا چبوترے کے قریب آ گیا۔ تابوت میں لاش کے اردگرد قدیم زمانے کے چند برتن، ہتھیار اور دوسری استعمال کی چیزیں رکھی تھیں۔

فرعون کا چہرے کے سوا تمام جسم کپڑے کی چوڑی پٹیوں میں لپٹا ہوا تھا۔ اس کی کھلی اور بے نور آنکھیں چھت کی طرف مرکوز تھیں۔ چہرے پر شاہانہ جلال اور تمکنت منجمد تھی۔ فریدی پر نہ جانے کیوں فرعون کا رعب چھانے لگا۔ اسے

یوں لگ رہا تھا جیسے فرعون عقوقس جاگ رہا ہے اور وہ ابھی سر گھما کر اس کی طرف دیکھے گا۔

فریدی چند لمحوں تک فرعون کی ممی کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر وہ اس کے سرہانے کی جانب بڑھا اور تب اسے احساس ہوا کہ وہ اس کمرے میں تنہا ہے۔ اس نے جلدی سے کوثر کی طرف دیکھا اور بے اختیار اچھل پڑا۔ کوثر کمرے میں موجود نہیں تھی اور دروازہ بند تھا۔ خود کو ہزاروں سال پرانی فرعون کی لاش کے ساتھ کمرے میں تنہا پاکر فریدی ایکدم خوفزدہ ہوگیا۔

وہ تیزی سے دروازے کی طرف آیا اور اسے کھولنے کی کوشش کی لیکن دروازہ نہ کھلا۔ اس کے ذہن میں فوراً ہی ایک خیال ابھرا کہ کوثر کے دستک دینے پر دروازہ خود بخود کھل گیا تھا۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔

"کوثر۔۔۔کوثر۔۔۔تم کہاں ہو۔۔۔؟" ایک لمحہ بعد اس نے بلند آواز سے کوثر کو پکارا۔

"آہستہ بولو گستاخ' بے ادب' جاہل۔۔۔" جواب میں ایک غضب ناک آواز سنائی دی۔

اور فریدی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے پلٹ کر ادھر ادھر دیکھا لیکن وہاں کوئی نہ تھا۔ وہ خوفزدہ ہوکر سوچنے لگا کہ اسے کس نے مخاطب کیا اور وہ نظر کیوں نہیں آرہا جبکہ اس کی آواز کمرے ہی سے ابھری تھی۔ کیا وہ بھی سرگوشیاں کرنے والوں کی طرح کوئی غیبی شخص ہے؟

یہ سوچتے ہوئے اس کی نگاہیں فرعون کے تابوت کی طرف اٹھیں اور خوف سے اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ فرعون کی لاش کا چہرہ اس کی طرف مڑا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں فریدی کو گھور رہی تھیں۔ چند لمحے پہلے بے نور نظر آنے والی آنکھوں میں اب چمک اور غصہ تھا۔

فریدی خوف سے اپنی جگہ ساکت ہوکر رہ گیا۔ دہشت سے اس کے جسم پر

لرزہ طاری تھا اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے فرعون کے زندہ چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہورہا تھا جیسے فرعون عقوقس کی آنکھوں سے نادیدہ لہریں نکل کر اس کے دماغ کو جکڑتی جارہی ہوں۔

چند لمحے پہلے جس ہزاروں سال پرانی لاش کا چہرہ سیدھا چھت کی جانب تھا' وہ اب فریدی کی طرف مڑا ہوا تھا اور اس سے بے حد وقار اور دبدبہ ٹپک رہا تھا۔ اس کی غضب ناک نگاہیں فریدی کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ فریدی کو محسوس ہوا کہ اس نے جو آواز سنی تھی' وہ فرعون عقوقس کی ہی تھی۔

ایک ہزاروں سال پرانی لاش کے زندہ ہونے پر فریدی کے ذہن پر دہشت طاری ہوتی جارہی تھی اور فرعون کی غضبناک آنکھوں سے مقناطیسی لہریں خارج ہوکر فریدی کے دماغ کو جکڑ رہی تھیں۔

فریدی کو محسوس ہو رہا تھا کہ فرعون کی نگاہیں اس کے حواس کو سلب کر رہی تھیں اور اس پر نقاہت سی طاری ہوتی جا رہی تھی۔ جیسے اس کے بدن سے ساری توانائی کھینچ لی گئی ہو۔ اس کی دہشت زدہ آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہونے لگیں اور وہ لڑکھڑانے لگا۔ دوسرے ہی لمحے وہ دیوار سے ٹکراتا ہوا فرش پر لڑھک گیا۔

دوبارہ آنکھ کھلی تو فرعون کے کمرے کے باہر فرش پر پڑا تھا۔ وہ اٹھا اور اپنے پیروں پر کھڑا ہو کر فرعون کے کمرے کی طرف دیکھنے لگا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ اسے یاد آیا کہ بے ہوش ہونے سے پہلے اس کے ساتھ کمرے میں کیا واقعہ پیش آیا تھا۔ فرعون کی غضب ناک نگاہوں کا تصور کر کے خوف سے اسے جھرجھری آ گئی۔ پھر اس نے راہداری میں دائیں جانب دیکھا۔

اس طرف مردہ سپاہی ہاتھوں میں ننگی تلواریں لئے بدستور اپنی جگہ ساکت کھڑے تھے جبکہ وہ راستہ بند تھا جس سے گزر کر وہ کوثر کے ساتھ اس راہداری میں آیا تھا۔ کوثر کا خیال آتے ہی وہ پریشان ہو گیا جو اسے فرعون کے کمرے میں چھوڑ کر نہ جانے کہاں چلی گئی تھی۔

"شہزادہ حضور! آپ کا انتظار کیا جا رہا ہے۔" دفعتاً بائیں جانب سے ایک آواز ابھری۔

فریدی نے بے اختیار اس طرف دیکھا اور خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ اس سے چند فٹ کے فاصلے پر دو انسانی ڈھانچے سپاہیوں کے مخصوص لباس میں کھڑے تھے۔ ان کے سروں پر ٹوپیاں نہیں تھیں۔ ان کی آنکھوں کے تاریک گڑھے اور منہ کا دہانہ دیکھ کر فریدی پر خوف سے کپکپی طاری ہونے لگی۔

"چلئے شہزادہ حضور، دیر ہو رہی ہے۔ شہنشاہ سلامت نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔" ایک ڈھانچے کے منہ سے آواز نکلی۔

"مم---میں---میں شہزادہ نہیں ہوں---" فریدی خوف سے ہکلایا۔

"کیوں مذاق فرماتے ہیں حضور---آپ شہزادہ کیوقس ہیں۔" ایک ڈھانچے نے ہنس کر کہا۔

"تم--- تم کون ہو اور مجھے کیوں شہزادہ سمجھ رہے ہو؟" فریدی نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہم آپ کے غلام اور شہنشاہ عتوقس کے وفادار سپاہی ہیں حضور---" پہلے ڈھانچے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن میں---میں فریدی ہوں-----" وہ خوف سے لرزتی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں شہزادہ کیوقس نہیں ہوں۔ میں تو کوثر کے ساتھ یہاں سیر کرنے آیا تھا۔ تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"غلط فہمی ہمیں نہیں، آپ کو ہو رہی ہے حضور۔ ہم تو آپ کو بخوبی پہچانتے ہیں۔ جب آپ محل سے باہر گئے تھے، اسی لباس میں تھے جو آپ نے زیب تن کیا ہوا ہے۔" دوسرے ڈھانچے نے ہنستے ہوئے کہا۔

فریدی نے سر جھکا کر اپنے لباس پر نظر ڈالی اور بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے جسم پر کوٹ پتلون کی بجائے قدیم مصری شاہی لباس تھا۔ پہلو میں نیام تھی جس میں موجود تلوار کا سنہری دستہ نظر آ رہا تھا اور اس دستہ میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ کمر پر ایک چرمی بیلٹ بندھی تھی اور وہ بھی جواہرات سے مرصع تھی۔

"یہ---یہ میرا لباس---!" وہ حیرت کی شدت سے ہکلایا۔

"دیکھئے حضور---شہزادی فارینہ آپ کو بڑی مشکل سے [illegible] ہیں اور شہنشاہ آپ کی صورت دیکھنے کے لئے بے تاب ہیں۔" ایک ڈھانچے نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"شہزادی فارینہ ---!" فریدی بے اختیار اچھل پڑا۔ "لیکن مجھے تو کوثر لائی ہے---"

"نہیں حضور--- آپ شہزادی کے ساتھ واپس آئے ہیں' وہ بھی دربار میں موجود ہیں---" ڈھانچے نے کہا۔

اور فریدی کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے۔ اسے اپنے گائیڈ ناصر کی بات یاد آگئی جس نے بتایا تھا کہ اس نے شہزادی فارینہ کو اس کے خیمے سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔ "تو کیا کوثر ہی شہزادی فارینہ ہے؟" اس کے خوفزدہ ذہن میں سوال ابھرا۔ یقیناً" یہی بات تھی اور وہ اسے شہزادہ کیوقس سمجھ کر وہاں لے آئی تھی۔ مگر کیوں؟

سپاہی فریدی کی طرف بڑھے اور فریدی خوفزدہ ہوکر دیوار سے جالگا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔

"شہزادہ حضور--- آپ ہمارے ساتھ چلیں ورنہ بادشاہ سلامت ہم پر خفا ہوں گے۔" ایک ڈھانچے نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ خود نہیں چلیں گے تو ہم آپ کو اٹھا کر لے جائیں گے۔" دوسرے ڈھانچے نے کہا۔ "حکم کی تعمیل کرنے میں ہی ہماری بقا ہے۔"

ان کی دھمکی سن کر فریدی اور بھی خوفزدہ ہوگیا۔ تب وہ ان کے ساتھ چل پڑا۔ وہ دونوں اس کے دائیں بائیں چلنے لگے۔ فریدی پر خوف کے ساتھ ساتھ حیرت کا غلبہ بھی تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ بے ہوشی کے دوران اسے فرعون کی لاش کے کمرے سے کس نے نکالا اور شاہی لباس کس نے پہنایا۔

کچھ اور آگے جاکر راہداری بائیں جانب مڑگئی۔ فریدی سپاہیوں کے ساتھ اس طرف مڑا تو خود کو ایک وسیع و عریض ہال میں پایا۔ وہ قدیم طرز کا شاہی دربار تھا۔ سامنے ایک چبوترے پر زر و نگار تین کرسیاں رکھی تھیں لیکن ان پر موجود افراد کو دیکھ کر فریدی کی آنکھیں حیرت و خوف سے پھیل گئیں۔ درمیانی کرسی پر فرعون عتوقس بڑی تمکنت اور وقار کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اس کے دائیں جانب ایک ادھیڑ عمر لیکن خوبصورت سی عورت بیٹھی تھی جبکہ بائیں جانب کوثر نظر آرہی تھی لیکن وہ اس وقت شاہانہ لباس میں تھی۔

ان کے عقب میں چند خوبرو کنیزیں مور چھل ہلارہی تھیں۔ شاہی تخت کے آگے دائیں بائیں قطاروں میں کرسیاں رکھی تھیں لیکن وہ سب خالی تھیں۔ فریدی

نے اندازہ لگایا کہ فرعون کے پہلو میں بیٹھی بڑھیا اس کی ملکہ ہے۔ فریدی کو دیکھ کر ملکہ خوش نظر آنے لگی۔

"آؤ بیٹا--- ہم کب سے تمہارا انتظار کررہے ہیں۔" ملکہ نے مسکراتے ہوئے فریدی سے کہا۔

"شہزادے---تم اتنا طویل عرصہ کہاں رہے ہو----؟" فرعون نے پوچھا۔ "ہم تمہارے لئے بہت پریشان تھے--"

فریدی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ انہیں کیا جواب دے۔ اس نے کوثر کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا رہی تھی۔

"چچا حضور--- یہ مجھے نہیں پہچان سکا تھا لیکن میں نے اسے فوراً پہچان لیا تھا۔" کوثر نے بادشاہ سے کہا۔ "میں نے اس کی تلاش میں کئی ملکوں کی خاک چھانی لیکن یہ مجھے اپنے ملک میں ہی ملا۔"

"اچھا---پھر تم نے کیا کیا---؟" ملکہ نے کوثر کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"وہی جو ایک وفادار بیوی اپنے شوہر کے ساتھ کرتی ہے۔" کوثر نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔" میں نے اس کے ساتھ دو خوبصورت راتیں گزاری ہیں۔ لیکن یہ بہت بدل گیا ہے۔ اسے کچھ یاد نہیں ہے۔"

"ہاں---اتنے زمانے گزر گئے ہیں' اسے کیسے ہم یاد رہ سکتے تھے---" ملکہ نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"گستاخی معاف عالی جاہ---" فریدی کے پیچھے کھڑے ایک سپاہی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ "شہزادہ حضور کو تو اتنا بھی یاد نہیں تھا کہ یہ شہزادے ہیں۔ جب ہم نے انہیں یقین دلایا کہ یہ شہزادے ہیں تو مان گئے۔"

"بہرحال فارینہ! ہم تمہاری ہمت کی داد دیتے ہیں کہ تم اپنے شوہر کی تلاش میں اتنا طویل عرصہ بھٹکتی رہیں اور آخرکار اسے تلاش کر ہی لیا۔ لیکن اس نے ہمیں ابھی تک نہیں پہچانا۔"

"چچا حضور--- شہزادہ ہزاروں جنم لے چکا ہے' اس لئے اپنی اصلیت فراموش کر بیٹھا ہے۔ لیکن آپ فکر مت کریں۔ میں دو تین دن میں ہی اسے سب کچھ یاد دلادوں گی۔" کوثر نے کہا۔

"بیٹی۔ اسے اپنی خوابگاہ میں لے جاؤ۔ ہوسکتا ہے خوابگاہ دیکھ کر اسے سب باتیں یاد آجائیں۔" ملکہ نے مسکرا کر کہا۔

"مت گھبراؤ شہزادے---" کوثر نے کرسی سے اٹھ کر اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ "آؤ۔ خواب گاہ میں چلیں۔"

اس نے نرمی سے فریدی کا ہاتھ پکڑا اور دربار سے باہر کو چل دی۔

فریدی کوثر سے بہت خوفزدہ تھا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ کوثر درحقیقت شہزادی فارینہ کی روح ہے جو ہزاروں سال پہلے مرگئی تھی اور اس کی لاش ممی کی صورت میں اسی مقبرے میں موجود تھی جسے گائیڈ ناصر کئی بار دیکھ چکا تھا۔ لیکن اب وہ فرعون عقوقس اور اس کی ملکہ کی طرح زندہ تھی اور اسے فرعون کا بیٹا شہزادہ کیوقس سمجھ کر اس پراسرار مقبرے میں لائی تھی۔

کوثر یا فارینہ کے خیال میں فریدی اس کا گمشدہ شوہر شہزادہ کیوقس تھا جو گزشتہ ہزاروں سالوں میں کئی بار جنم لے چکا تھا اور چونکہ اسے گزرے ہوئے زمانے کی کوئی بات یاد نہیں تھی اس لئے وہ اپنے آپ کو اور اپنے والدین کو بھی نہیں پہچانتا تھا۔ چنانچہ اب وہ اس کی یادداشت بحال کرنے کے لئے اسے اپنی خواب گاہ میں لے جا رہی تھی۔

یہ سب باتیں فریدی کے ذہن پر ہتھوڑے برسا رہی تھیں اور راہداری میں کوثر کے ساتھ چلتے ہوئے اسے کوثر کے وجود سے بے حد خوف محسوس ہو رہا تھا جس نے ابھی تک اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ کوثر کا نرم و نازک ہاتھ برف کی مانند ٹھنڈا اور زندگی کی حرارت سے محروم تھا۔

وہ راہداری میں بائیں جانب مڑے۔ سامنے ایک دروازہ تھا۔ وہاں ایک نوجوان اور انتہائی حسین و جمیل لڑکی کھڑی تھی۔ حلیہ سے وہ کوئی کنیز ہی لگتی تھی لیکن اس کے چہرے کے نقوش بے حد جاذب نظر اور بدن کے نشیب و فراز انتہائی پرکشش تھے۔

کنیز نے انہیں دیکھا تو ادب سے سلام کیا اور بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ کوثر

اور فریدی اندر داخل ہوئے۔ وہ انتہائی خوبصورت اور آراستہ خوابگاہ تھی۔ فرش پر شیر کی کھال بچھی ہوئی تھی۔ دیواروں میں بڑے بڑے ہیرے نصب تھے جن سے روشنی کی شعاعیں پھوٹ کر کمرے کو روشن کر رہی تھیں۔ کمرے کے وسط میں ایک خوبصورت اور کشادہ مسہری پر اطلس و کمخواب کا بستر بچھا ہوا تھا جس کے گرد سفید جالی دار پردے لٹک رہے تھے۔

کوثر نے فریدی کو مسہری پر بٹھایا اور خود بھی اس کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ اس کا گداز بدن فریدی کے پہلو سے چھو رہا تھا۔ لیکن فریدی کے ذہن پر خوف سوار تھا اس لئے کوثر کی قربت سے نہ تو اس کے جسم میں گدگدی ہو رہی تھی اور نہ ہی اس پر جذباتی طور پر کوئی اثر ہو رہا تھا۔ اس وقت وہ فریدی کے لئے محض ایک بدروح تھی جو کوثر کی شکل میں اس کے پہلو میں موجود تھی۔

کوثر نے تالی بجائی۔ فوراً ہی باہر کھڑی کنیز کمرے کے اندر آئی اور جھک کر آداب بجا لائی۔

"کچھ کھانے پینے کے لئے لے آؤ۔ شہزادے کو بھوک لگی ہے۔" کوثر نے تحکمانہ لہجے میں کنیز سے کہا۔

فریدی کی نگاہیں خوبصورت کنیز پر مرکوز تھیں جس نے باریک سا لباس پہنا ہوا تھا۔ اسے وہ کنیز کوثر سے زیادہ کشش انگیز محسوس ہو رہی تھی جس کے بدن کی تمام رعنائیاں لباس سے جھانک رہی تھیں۔ کوثر کا حکم سن کر کنیز نے سر جھکایا اور پلٹ کر باہر نکل گئی۔

"کوثر —— یہ —— یہ سب کچھ کیا ہے۔ کیا تم واقعی شہزادی فارینہ ہو ——؟" فریدی نے ہمت کر کے اس سے سوال کیا۔

"فریدی ڈیئر ——!" وہ اس کے ہاتھ پر اپنا رخسار رگڑتی ہوئی بولی۔ "جو کچھ تم دیکھ رہے ہو' یہ سب سچ ہے۔ تم میرے شوہر شہزادہ کیوقس ہو اور میں تمہاری دلہن فارینہ —— صرف ایک رات کی دلہن۔ کیونکہ شادی کے دوسرے دن تم

وقت کی دھول میں کھو گئے اور اگلی رات میں اس مسہری پر تمہاری قربت سے محروم تنہا پڑی تمہارے فراق میں آنسو بہا رہی تھی۔“

اس نے فریدی کے گلے میں بانہیں ڈال کر اس کا چہرہ اپنے گلابی ہونٹوں پر جھکایا ہی تھا کہ کنیز ایک سنہری طشت اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی اور کوثر سنبھل کر بیٹھ گئی۔

کنیز نے مسکراتی نگاہوں سے فریدی کی طرف دیکھا اور طشت میز پر رکھ دیا۔ طشت میں کئی قسم کے پھل بھی تھے اور خوبصورت صراحی بھی جبکہ دو سنہری پیالے بھی رکھے تھے۔ کنیز دوبارہ باہر چلی گئی اور کوثر اپنے ہاتھ سے فریدی کو پھل کھلانے لگی۔

پھل کھانے کے بعد کوثر نے پیالوں میں صراحی سے سرخ رنگ کا مشروب ڈالا اور ایک پیالہ فریدی کو پیش کر کے دوسرا خود اٹھالیا۔

”یہ لڑکی کون ہے جو ابھی آئی تھی؟“ فریدی نے ایک گھونٹ لے کر پوچھا۔

”میری خاص اور راز دار کنیز ہے۔ کیا تمہیں پسند آئی ہے؟“ کوثر نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

”بہت خوبصورت دوشیزہ ہے۔“ فریدی بولا۔ ”اس کا جسم کافی لاجواب لگتا ہے——“

”لگتا نہیں ڈیئر——وہ واقعی لاجواب ہے۔ جتنی وہ باہر سے خوبصورت اور لاجواب نظر آتی ہے، اس سے کئی گناہ زیادہ لباس کے اندر سے ہے۔ شاید تمہیں وہ لباس کے بغیر زیادہ اپیل کرے۔ میں ابھی اسے طلب کرتی ہوں——“

سرخ رنگ کا مشروب شاید کوئی نشہ آور شربت یا شراب تھی۔ ابھی فریدی نے آدھا ہی پیا تھا کہ اس کے ذہن پر خمار طاری ہونے لگا۔ کوثر نے تالی بجائی اور کنیز دوبارہ اندر آگئی۔

”شہزادہ حضور تمہارا رقص دیکھنا چاہتے ہیں۔“ کوثر نے مسکراتے ہوئے کنیز سے کہا۔

پھر اس نے فریدی سے کہا۔ ”ڈیئر——میں چند منٹ کے لئے جا رہی ہوں۔ تم اتنی دیر اس سے لطف اٹھاؤ۔“

یہ کہہ کر وہ اٹھی اور کمرے سے نکل گئی۔

فریدی کنیز کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے دیکھ کر فریدی کی کنپٹیاں سلگنے لگیں۔ پھر

کنیز رقص کرنے لگی۔ فریدی کی شریانوں میں خون کی گردش تیز ہوتی جارہی تھی۔ کنیز رقص کرتے کرتے اس کے قریب آئی اور فریدی نے بے اختیار اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ کنیز نے کوئی مزاحمت نہ کی اور فریدی قریب سے اس کے حسن و شباب کا جائزہ لینے لگا۔

پھر فریدی بہک گیا۔ شراب اور شباب کا نشہ گہرا ہوگیا تھا۔

جب نشہ اترا تو وہ مسہری پر دراز تھا اور کنیز جاچکی تھی۔ اب اس کی جگہ فریدی کے پہلو میں کوثر اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ قدرتی پیراہن میں پڑی تھی۔

نہ جانے کتنی دیر بعد محبت کے جذبات سرد ہوئے اور فریدی ایک بار پھر کوثر سے خوف کھانے لگا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم ہزاروں سال بعد کیسے زندہ ہو---" فریدی نے اس سے سوال کیا۔

"میں ہزاروں سال سے ہی زندہ ہوں فریدی ڈیئر---" کوثر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے سنا ہے کہ اس مقبرے میں تمہاری حنوط شدہ لاش موجود ہے---"

"وہ لاش میرا صرف جسم ہے اس میں میری روح موجود نہیں ہے---" وہ ہنسی۔ "اور جسم روح کے بغیر مردہ ہوتے ہیں۔ ایک جسم مردہ ہونے کے بعد روح دوسرا جسم حاصل کرلیتی ہے اور اس طرح ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔ موت صرف جسم کے لئے ہوتی ہے، روح کے لئے نہیں---"

"اوہ---تو کیا اب تم روح ہو---؟" فریدی نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"روح جسم کے بغیر نظر نہیں آسکتی ڈیئر۔ جبکہ میں ایک جسم میں ہوں۔"

"لیکن یہ شہزادے کا کیا چکر ہے۔ آخر تم نے مجھے کیسے اپنا شوہر سمجھ لیا ہے---؟"

"تمہارے اس بدن کی خوشبو سے۔ تمہاری شکل و صورت سے---" وہ فریدی کے سینے پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔ "لیکن یہ بات تمہاری سمجھ میں ابھی نہیں آئے گی جب تک میں تمہیں تمہارا ماضی نہ یاد دلادوں۔ میں تمہیں تفصیل سے بتاتی ہوں۔"

اس کی بات سن کر فریدی پوری طرح ہمہ تن گوش ہوگیا۔

کوثر بہت ہی پیاسی لڑکی تھی۔ اس نے فریدی کو اس کا ماضی یاد دلانے کے لئے جو کچھ بتایا' اس کا خلاصہ یہ تھا۔

"شہزادی فارینہ' فرعون مصر عقوقس کے چھوٹے بھائی شرطوقس کی بیٹی تھی۔ شرطوقس عمر میں عقوقس سے صرف ایک سال چھوٹا تھا۔ ان کی ماں ملکہ کی خواہش تھی کہ شرطوقس اپنے باپ کا جانشین بنے کیونکہ شرطوقس ماں سے بے حد محبت رکھتا تھا اور ماں بھی اسے عقوقس کی نسبت زیادہ چاہتی تھی۔ چنانچہ باپ کے مرنے کے بعد اصولی طور پر جب بڑے بیٹے عقوقس کو تخت نشین کرادیا گیا تو شرطوقس نے تخت پر اپنا حق سمجھتے ہوئے عقوقس کی مخالفت کی۔

ماں نے بھی شرطوقس کا ساتھ دیا۔ لیکن عقوقس نے پروا نہ کی۔ اس وقت عقوقس کے بیٹے شہزادہ کیوقس کی عمر اٹھارہ برس تھی اور شہزادی فارینہ پندرہ برس کی نوجوان دوشیزہ تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو بے حد چاہتے تھے۔ ان کے دادا نے مرنے سے پہلے ان کی منگنی کرا دی تھی۔

لیکن جب شہزادی کے باپ شرطوقس کو تخت نہ ملا تو اس نے غصے میں آکر یہ نسبت توڑ ڈالی۔ دونوں کو اس سے بہت دکھ ہوا۔ فرعون عقوقس نے شرطوقس کو سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ راضی نہ ہوا اور اس نے عقوقس کے خلاف سازشیں شروع کردیں۔

اس نے فرعون کے چند وزیروں اور امرائے سلطنت سے ساز باز کی اور انہیں بھاری انعام و اکرام کا لالچ دے کر اس پر آمادہ کرلیا کہ جب فرعون عقوقس معمول کے مطابق دریائے نیل کی سیر کو جائے تو شاہی بجرے کو دریا میں ڈبو دیا جائے

اور کوئی شخص فرعون کو بچانے کی کوشش نہ کرے اور اگر وہ خود کسی طرح بچ بچاکر دریا کے کنارے کی طرف آئے تو وہاں چھپے ہوئے تیرانداز اس پر تیروں کی بارش کردیں۔

فرعون عقوقس کا معمول تھا کہ وہ روزانہ شام سے دو گھنٹے پہلے اپنے چند وزیروں' امیروں کے ساتھ شاہی بجرے میں ایک گھنٹہ تک دریا کی سیر کیا کرتا تھا۔ شرطوقس نے چند ماہر غوطہ خوروں کی خدمات بھی حاصل کرلی تھیں جن کے ذمہ کام یہ تھا کہ وہ دریا میں شاہی بجرے کے پیندے میں نیزوں سے سوراخ کردیں گے۔

چنانچہ جب فرعون عقوقس اپنے سازشی وزیروں کے ساتھ دریا کی سیر کررہا تھا تو راستے میں غوطہ خوروں کی کشتی موجود تھی۔ شاہی بجرا اس کشتی سے کچھ فاصلے پر تھا۔ غوطہ خور دریا میں اتر گئے اور پانی کے اندر ہی اندر تیرتے ہوئے بجرے کے قریب جا پہنچے۔ وہاں انہوں نے عقبی سمت سے بجرے کے پیندے میں نیزوں سے سوراخ کردیئے اور بجرے میں پانی بھرنے لگا۔

ملاحوں نے بجرے کو ڈوبنے سے بچانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ بجرے کے پیچھے کشتی میں بیٹھے وزیر دیکھتے رہے لیکن انہوں نے فرعون کو بچانے کی کوشش نہ کی بلکہ اپنی کشتی کچھ فاصلے پر روک لی اور تماشا دیکھتے رہے۔

فرعون عقوقس ایک ماہر تیراک تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ اس کے وزیر اس کی مدد کے لئے آگے نہیں بڑھ رہے تو وہ سمجھ گیا کہ اسے ہلاک کرنے کی سازش کی گئی ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ بجرا پوری طرح پانی میں غرق ہوتا' وہ ملاحوں کی نگاہوں سے بچ کر دریا میں کود گیا اور پانی کے اندر ہی اندر تیرتا ہو غوطہ خوروں کی کشتی کے پیچھے جا پہنچا جو اپنا کام کرکے واپس وہاں پہنچ چکے تھے اور اب شاہی بجرے کے ڈوبنے کا نظارہ کررہے تھے۔

ان کے بھیگے ہوئے لباس اور ان کے ہاتھوں میں نیزے دیکھ کر فرعون سمجھ گیا کہ انہوں نے ہی نیزے سے بجرے کے پیندے میں سوراخ کیے ہیں۔ وہ خاموشی

اور احتیاط سے ان کی کشتی میں عقبی جانب سے سوار ہوا اور خود کو وہاں رکھے مچھلی پکڑنے والے جال کے ڈھیر میں چھپالیا۔ پھر وہ ان کی باتیں سنتا رہا۔ وہ آپس میں کہہ رہے تھے کہ اب شرطوقس بادشاہ بنے گا اور حسب وعدہ انہیں انعام و اکرام سے مالا مال کردے گا۔

شاہی بجرے کے ڈوب جانے کے بعد غوطہ خوروں کی کشتی کنارے پر پہنچی اور وہ لوگ کشتی سے اتر کر وہاں سے چلے گئے۔

غوطہ خوروں کے جاتے ہی فرعون بھی کشتی سے نکلا۔ وہاں اس کے چند سپاہی گھوم رہے تھے۔ وہ فرعون کو پہچان کر اس کے پاس پہنچ گئے۔ فرعون نے ان سے ایک گھوڑا لیا اور انہیں غوطہ خوروں کی گرفتاری کا حکم دے کر تیزی سے شہر کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس سے پہلے کہ اس کے سازشی وزیر شہر پہنچتے' فرعون اپنے محل پہنچ چکا تھا۔ اس نے فوراً کوتوال کو طلب کرکے اپنے سازشی وزیروں اور شرطوقس کی گرفتاری کا حکم دیا اور خود لباس تبدیل کرکے دربار جا پہنچا۔

ادھر سازشی وزیر دریا کے کنارے پہنچے تو شرطوقس ان کا انتظار کررہا تھا۔ وہ وزیروں کے ساتھ شہر پہنچا۔ شہر میں داخل ہوتے ہی وزیروں نے ایک نقارچی کے ذریعے ڈھنڈورا پٹوادیا کہ بادشاہ دریا میں ڈوب کر مرچکا ہے اور اب تخت و تاج کا وارث اس کا چھوٹا بھائی شرطوقس ہے۔

لوگ جمع ہوگئے اور رونے پیٹنے لگے۔ اسی وقت کوتوال سپاہیوں کے دستہ کے ساتھ وہاں پہنچا اور اس نے وزیروں اور شرطوقس کے ساتھ ساتھ نقارچی کو بھی گرفتار کرلیا۔

وزیروں نے گرفتاری کی وجہ پوچھی تو کوتوال نے بتایا کہ اسے فرعون نے حکم دیا ہے۔ وزیروں نے کہا کہ وہ تو مرچکا ہے' ہم نے خود اسے ڈوبتا دیکھا ہے۔ کوتوال نے کڑک کر کہا کہ فرعون زندہ ہے اور دربار میں ان کا انتظار کررہا ہے۔

وہاں موجود لوگ حیران رہ گئے اور وہ بھی دربار جاپہنچے۔ وزیروں' غوطہ خوروں' شرطوقس اور نقارچی کو پابہ زنجیراں فرعون عتوقس کے سامنے پیش کیا گیا۔ فرعون نے وزیروں سے پوچھ گچھ کی کہ انہوں نے بجرا ڈوبنے پر اس کی مدد کیوں

نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم مجبور تھے' ہمیں تیرنا نہیں آتا تھا ورنہ ہم بجرے کو ڈوبنے سے بچا لیتے۔ پھر بادشاہ نے غوطہ خوروں سے پوچھ گچھ کی تو غوطہ خوروں نے کہا کہ انہوں نے بجرے کو ڈوبتے نہیں دیکھا' وہ تو مچھلی کے شکار میں مصروف تھے۔

بادشاہ نے انکشاف کیا کہ وہ انہی کی کشتی میں چھپ کر کنارے پر پہنچا تھا اور اس نے ان کی ساری باتیں سنی تھیں۔ تب گھبرا کر غوطہ خوروں نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور بتایا کہ انہیں شرطوقس نے انعام دینے کا وعدہ کیا تھا۔

بادشاہ نے وزیروں سے دوبارہ بات کی تو انہوں نے شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے جاں بخشی کی اپیل کردی۔ تب بادشاہ نے غوطہ خوروں اور سازشی وزیروں کو قتل کرادیا اور شرطوقس کو اس شرط پر معاف کیا کہ وہ فوراً شہزادی قارینہ کی شادی شہزادہ کیوقس سے کردے۔ شرطوقس نے وعدہ کرلیا کہ وہ اگلے ہفتے میں شادی کردے گا۔ یوں اس کی جان بچ گئی۔

لیکن شرطوقس نے صرف جان بچانے کے لئے وعدہ کیا تھا' وہ دل سے راضی نہ تھا۔ اس نے اپنے محل پہنچ کر شہزادی کو سختی سے منع کردیا کہ وہ آئندہ نہ تو شاہی محل جایا کرے اور نہ ہی شہزادے سے ملا کرے۔

لیکن شہزادی باز نہ آئی اور چوری چھپے رات کی تاریکی میں شاہی باغ میں شہزادے سے ملنے لگی۔ اتفاق سے دوسری رات ہی شرطوقس کو معلوم ہوگیا کہ شہزادی اپنے کمرے سے غائب ہے اور وہ شہزادے سے ملنے شاہی باغ گئی ہوئی ہے۔

اس نے بھیس بدلا اور شاہی باغ میں جا پہنچا۔ چاندنی رات تھی۔ وہ پودوں کی آڑ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ شہزادی اور شہزادہ بائیں جانب سے آرہے تھے۔ شہزادے کا ایک ہاتھ شہزادی کی کمر میں تھا۔ وہ حوض کے کنارے آکر بیٹھ گئے۔ پھر شہزادے اور شہزادی کے چہرے آپس میں مل گئے اور دونوں کی سانسیں تیز ہوتی چلی گئیں۔

شرطوقس نے آنکھیں بند کرلیں اور شہزادے کو سزا دینے کا منصوبہ بنانے لگا۔ جب منصوبہ سوچنے کے بعد اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ دونوں لباس پہن چکے

تھے۔ پھر وہ دونوں باغ سے نکل گئے۔

شرطوقس بھی آتش انتقام میں جلتا ہوا وہاں سے نکلا۔ وہ اپنے محل پہنچا تو شہزادی اپنی خوابگاہ میں تھی۔ اس نے فوراً اپنے ایک غلام کو طلب کرکے حکم دیا کہ وہ چھپ چھپا کر ناقلوس کے پاس جائے اور اسے یہاں لے آئے۔

ناقلوس پراسرار اور ماورائی قوتوں کا مالک شخص تھا۔ مصر میں لوگ اسے ناقلوس جادوگر کے نام سے پہچانتے تھے۔ اس کی عمر ستر برس کے قریب تھی۔ وہ شیطانی علوم کا ماہر تھا۔ شاہی خاندان کے لوگ اس کے معتقد تھے اور مختلف امور میں اس کی خدمات حاصل کرتے رہتے تھے۔ مشہور تھا کہ اس کے قبضے میں جن بھوت، چڑیلیں اور بدروحیں ہیں۔

وہ بڑھاپے میں بھی بہت ہٹا کٹا اور صحت مند تھا۔ نسلاً وہ سیاہ فام حبشی تھا اور تیس برس کی عمر میں افریقہ سے مصر آیا تھا۔ یہاں اس نے اپنی ساحری اور پراسرار علوم کی بدولت بہت جلد شہرت حاصل کرلی۔ شہر سے باہر اس کا عالی شان محل تھا جہاں وہ شاہانہ زندگی گزار رہا تھا۔ اس محل میں اس کے کئی شاگرد اور غلام بھی رہتے تھے۔

جب شرطوقس کا غلام، ناقلوس کے محل پہنچا تو ناقلوس نے اس کی آمد کا سن کر اسے فوراً اپنے کمرے میں بلوالیا۔ غلام نے اسے شرطوقس کا پیغام دیا اور کہا۔

"آقا کی خواہش ہے کہ آپ اسی وقت ان کے محل چلیں۔ لیکن اس طرح کہ کسی کو آپ کے وہاں آنے جانے کا علم نہ ہونے پائے۔"

"شرطوقس کو مجھ سے کیا کام ہے۔ وہ کیا چاہتا ہے۔۔۔؟" ناقلوس نے حیرت سے پوچھا۔

غلام نے کہا "جناب۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں۔۔۔ نہ ہی انہوں نے بتایا ہے۔"

"بہرحال میں خود ہی معلوم کرلیتا ہوں کہ اسے مجھ سے کیا کام ہے اور اس نے دن کے اجالے کی بجائے آدھی رات کے وقت مجھے کیوں طلب کیا ہے۔"

ناقلوس نے مسکرا کر کہا۔

پھر اس نے کوئی سحر پڑھ کر چھت سے لٹکتی ایک انسانی کھوپڑی پر پھونک ماری اور کھوپڑی سے آواز آنے لگی۔

"شرطوقس، فرعون سے تخت حاصل کرنا اور شہزادہ کیوقس کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنانا چاہتا ہے تاکہ اس کے حکم پر شہزادہ اپنے باپ کو ہلاک کرکے شرطوقس کی تخت نشینی کا اعلان کرے۔ شرطوقس یہ بھی چاہتا ہے کہ شہزادہ، شہزادی فارینہ سے نفرت کرنے لگے اور اس کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کردے۔"

کھوپڑی کی بات سن کر غلام حیران رہ گیا۔ ناقلوس نے غلام سے کہا۔

"شرطوقس سے جاکر کہو کہ مجھے اس کی خواہش اور منصوبے کا علم ہے اور اس سلسلے میں میرا وہاں جانا ضروری نہیں ہے۔ اگر اس کے محل میں موجود فرعون کے کسی جاسوس نے فرعون کو میرے وہاں آنے جانے کی اطلاع دے دی تو فرعون ہم میں سے کسی کو معاف نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ بھی جانتا ہے کہ شرطوقس بادشاہ بننا چاہتا ہے۔ وہ سمجھ جائے گا کہ شرطوقس میرے ذریعے اس کے خلاف کوئی کارروائی کرانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں وہ کل رات خود یہاں آئے۔ میں اس کی پوری مدد کروں گا۔۔۔ اور ہاں وہ کچھ نذرانہ بھی لیتا آئے۔"

ناقلوس کا پیغام لے کر غلام واپس شرطوقس کے محل پہنچا اور اسے ناقلوس کے جواب سے آگاہ کیا۔ شرطوقس جانتا تھا کہ ناقلوس دولت کا بھوکا ہے۔ چنانچہ اس نے دوسری صبح غلام کے ہاتھ سونے کی چند اینٹیں اور ہیرے جواہرات ناقلوس کو نذرانے کے طور پر روانہ کردیئے۔

پھر شرطوقس رات کے وقت بھیس بدل کر خفیہ دروازے سے محل سے نکلا اور ناقلوس کی طرف روانہ ہوگیا۔ اسی وقت شہزادی فارینہ شہزادہ کیوقس سے مل کر واپس آرہی تھی۔ اس نے شرطوقس کو پہچان لیا۔ شرطوقس نے بھی اسے دیکھ لیا اور اسے خدشہ ہوا کہ وہ اس کی خفیہ روانگی کی خبر شہزادے اور بادشاہ کو نہ

کردے۔ چنانچہ اس نے شہزادی کو روک لیا۔

"کہاں سے آ رہی ہو اس وقت۔۔۔؟" اس نے دانستہ انجان بنتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھا۔

"سیر کرنے گئی تھی ذرا۔۔۔ نیند نہیں آ رہی تھی۔ آپ کہاں جا رہے ہیں ابا حضور۔۔۔؟" شہزادی نے کہا۔

"سیر کرنے۔۔۔ آؤ۔۔۔ میرے پیچھے بیٹھ جاؤ۔۔۔" شرطوقس نے کہا۔

شہزادی اس کے پیچھے گھوڑے پر بیٹھ گئی اور شرطوقس گھوڑا دوڑانے لگا۔ جلد ہی وہ ناقلوس کے محل پہنچ گئے۔

شہزادی اگرچہ جانتی تھی کہ وہ ناقلوس جادوگر کا محل ہے لیکن وہ حیران تھی کہ اس کا باپ اسے وہاں کیوں لایا ہے۔ شرطوقس نے دربان کے ذریعے ناقلوس کو اپنی آمد کی اطلاع بھجوائی اور ناقلوس اس کا استقبال کرنے خود محل کے دروازے پر آگیا۔ وہ ان دونوں کو بہت عزت و احترام سے اپنے کمرے میں لایا اور بٹھایا۔

وہاں روشنی میں ناقلوس نے شہزادی کا حسن اور بھرپور شباب دیکھا تو بہت متاثر ہوا۔ اس نے ان کی خاطر تواضع کی۔ پھر شرطوقس نے بات چیت شروع کی۔

"شہزادی کو ساتھ کیوں لائے ہو؟" ناقلوس نے پوچھا۔

"دراصل اس نے مجھے محل کے عقبی دروازے سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اس وقت یہ سیر کرکے عقبی دروازے کی طرف آ رہی تھی۔"

"آدھی رات کے وقت سیر' اور وہ بھی عقبی دروازے کی طرف سے۔۔۔۔" ناقلوس نے حیرت سے کہا۔

"ہاں۔۔۔ اس کا یہی بیان ہے۔ میں نے اس لئے اسے ساتھ لے لیا کہ کہیں یہ کسی سے میرے جانے کا ذکر نہ کردے۔"

ناقلوس انہیں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں گیا۔ اس نے وہاں جادو کے ذریعے ایک بدروح کو طلب کرکے معلوم کیا کہ شہزادی آدھی رات کے وقت اپنے محل سے باہر کیا کرتی رہی ہے۔

بدروح نے جواب میں بتایا کہ وہ شاہی باغ میں شہزادے سے ملتی ہے۔ دونوں شادی سے پہلے ہی ایک دوسرے سے لذت وصال حاصل کرچکے ہیں اور یہ بات شرطوقس کو بھی معلوم ہے۔

ناقلوس مسکراتا ہوا واپس پہلے کمرے میں آیا اور شرطوقس سے بولا۔

"مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ شہزادی اس وقت شہزادے سے مل کر آرہی تھی اور اسے شہزادے سے بہت محبت ہے----"

پھر ناقلوس شرطوقس کو دوسرے کمرے میں لے گیا۔ وہاں تنہائی میں اس نے شرطوقس سے کہا۔

"تم چاہتے ہو کہ شہزادے کو شہزادی سے نفرت ہوجائے اور وہ شادی سے انکار کردے۔ لیکن مجھے اپنی غلام روح سے معلوم ہوا ہے کہ اگر شہزادے نے شادی نہ کی تو شہزادی خودکشی کرلے گی۔ چنانچہ شہزادی کو بھی شہزادے سے نفرت دلانے کی ضرورت ہے تاکہ اس کے دل سے شہزادے کی محبت بھی ختم ہوجائے اور وہ خودکشی بھی نہ کرسکے۔"

"ہاں۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ میری بیٹی زندہ رہے۔" شرطوقس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس مقصد کے لئے شہزادی کو ایک رات یہاں رہنا ہوگا۔" ناقلوس نے کہا۔

"اوہ--- کیا یہ ضروری ہے ناقلوس---؟" شرطوقس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

ناقلوس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں، بالکل ضروری ہے۔ میں شہزادی کو شہزادے سے نفرت دلانے کا عمل کروں گا۔ ساری رات یعنی صبح سورج نکلنے تک میں شہزادی کو سامنے بٹھا کر اس کے سونے کے دوران اس کے سرہانے کھڑے ہوکر خاص منتر پڑھتا رہوں گا پھر سورج نکلتے ہی اس پر پھونک ماردوں گا---"

"ممکن ہے شہزادی یہاں تنہا رہنے پر تیار نہ ہو---" شرطوقس نے ا ظاہر کیا۔

"تم اس کی فکر مت کرو۔ میں ابھی تمہارے سامنے اسے ایسا شربت پلاؤں گا کہ اسے نیند آجائے گی۔ صبح بیدار ہونے پر اسے پتا بھی نہیں چلے گا کہ میں نے اس پر کوئی عمل کیا ہے۔ تم صبح سورج نکلنے کے ایک گھنٹہ بعد آکر اسے لے جانا---"

"یہ ٹھیک رہے گا---" شرطوقس نے کہا۔ "چلو۔ تم میرے سامنے اسے شربت پلادو تاکہ اسے شک نہ ہوسکے۔"

"تم دوسرے کمرے میں چلو، میں شربت لاتا ہوں----" ناقلوس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

شرطوقس پہلے کمرے میں آیا تو شہزادی فارینہ نے کہا۔

"ابا حضور۔ واپس چلیں، مجھے نیند آرہی ہے----"

"ابھی چلتے ہیں بیٹی--- ناقلوس کو تو آنے دو----" شرطوقس نے کہا۔

اتنے میں ناقلوس ایک پیالے میں شربت لیے اندر آیا اور پیالہ شہزادی کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

"شہزادی حضور---- یہ شربت پی لیں۔ اس سے آپ کے سفر کی تھکاوٹ دور ہوجائے گی۔"

شہزادی فارینہ پہلے تو جھجکی پھر شربت پی لیا۔ لیکن شربت پیتے ہی وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے سوگئی۔

شرطوقس نے ناقلوس سے کہا۔

"لو۔۔۔اسے تو نیند آگئی ہے۔ اب اسے بستر پر لٹادو۔۔۔"

"نہیں۔۔۔یہ کام تم ہی کرو۔۔۔ میں شہزادی کے جسم کو چھو کر گناہگار نہیں ہونا چاہتا۔۔۔" ناقلوس نے مسکرا کر کہا۔

شرطوقس اس کی شرافت اور پارسائی سے بہت متاثر ہوا۔ اس نے شہزادی کو اٹھا کر ایک کونے میں پڑی مسہری پر لٹادیا۔ پھر وہاں سے جانے کا ارادہ کیا۔ ناقلوس اسے محل کے دروازے تک چھوڑنے آیا۔

اس کے جانے کے بعد ناقلوس واپس کمرے میں آیا تو شہزادی فارینہ مسہری پر بے سدھ پڑی تھی۔ ناقلوس نے اس کے شباب پر نظر ڈالی اور اس کی آنکھوں میں شیطانی چمک پیدا ہوگئی۔ وہ مسہری کے قریب آیا اور خود کو بے لباس کرنے لگا۔

دوسری صبح شہزادی نیند سے بیدار ہوئی تو اسے گزشتہ واقعات یاد آئے کہ کس طرح وہ ناقلوس کا لایا ہوا شربت پیتے ہی سوگئی تھی۔ اس کے بعد کیا ہوا' اس کا اسے کچھ پتا نہ تھا۔ مگر خود کو بے لباس دیکھ کر اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ سوئی نہیں بلکہ بے ہوش ہوگئی تھی۔ اگر اس پر محض نیند طاری ہوتی تو لباس اتارے جانے پر آنکھ کھل جاتی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ کمرے میں اور کوئی نہ تھا۔ وہ جلدی سے لباس پہننے لگی۔ لیکن پھر اس کی نگاہیں اپنے سینے پر پڑیں اور وہ بے اختیار اچھل پڑی۔ وہ سمجھ گئی کہ کسی نے اس کی بے ہوشی کے دوران اس کے ساتھ منہ کالا کیا ہے۔

اسے شدید غصہ آیا اور وہ لباس پہن کر چلائی۔ "ناقلوس۔۔۔"

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ناقلوس مسکراتا ہوا اندر آگیا۔

"کیا بات ہے شہزادی حضور؟"

"ابا حضور کہاں ہیں اور میری بے ہوشی کے دوران میرے بستر پر کون آیا تھا۔۔۔؟" اس نے غصے سے پوچھا۔

"اوہ۔۔۔یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔۔۔؟" ناقلوس نے انجان بنتے ہوئے حیرت سے کہا۔ "تمہارے سوجانے کے سبب تمہارے باپ نے تمہیں بے آرام کرنے کی بجائے مناسب یہی سمجھا کہ تمہیں یہیں سوجانے دیا جائے۔ ابھی وہ آنے ہی والے ہیں۔۔۔"

شہزادی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ مجھے ساتھ کیوں نہیں لے گئے تھے۔۔۔؟ یہاں چھوڑ جانے کا کیا مقصد تھا۔۔۔؟"

"دراصل انہیں خدشہ تھا کہ تم نیند کے دوران گھوڑے پر سفر نہیں کرسکوگی۔ اگر تمہیں بیدار بھی کیا جاتا تب بھی تم پر غنودگی طاری رہتی اور تم گھوڑے سے گر کر زخمی ہوجاتیں۔۔۔"

"لیکن نیند کے دوران میرا لباس کس نے اتارا تھا۔۔۔؟ کون اپنی ہوس پوری کرتا رہا تھا میرے بدن سے؟" وہ غرائی۔

"معلوم نہیں۔۔۔میں تو دوسرے کمرے میں سو رہا تھا۔۔۔ ہوسکتا ہے کوئی جن یہاں آیا ہو۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جن۔۔۔!" شہزادی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ "تو کیا جنات بھی ایسا کرتے ہیں۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔تم پر جن کا سایہ ہے۔ یقیناً" اسی نے تمہیں بے لباس کیا ہوگا۔" ناقلوس نے کہا۔ "لیکن اب تم اس واقعہ کو بھول جاؤ۔ جنات غیبی مخلوق ہے۔ اگر تم نے کسی سے شکوہ شکایت کی تو ہوسکتا ہے وہ جن اس راز کو افشا کرنے کے جرم

میں تمہیں کوڑھی بنادے اور تمہارا سارا حسن تم سے چھین کر تمہیں قابل نفرت بنا ڈالے----"

ناقلوس کی بات سن کر شہزادی فارینہ سہم گئی۔ اس نے کہا۔

"اچھا---میں کسی سے شکایت نہیں کروں گی----"

اتنے میں دربان نے آکر شرطوقس کی آمد کی اطلاع دی اور ناقلوس باہر چلا گیا۔ دو منٹ بعد وہ شہزادی کے باپ شرطوقس کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوا۔ شہزادی نے اپنے باپ کو سلام کیا۔ شرطوقس کرسی پر بیٹھ کر ناقلوس کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ چند منٹ بعد ایک غلام شرطوقس کے لئے شربت لایا اور وہ شربت پینے لگا۔

ناقلوس نے شرطوقس کو باہر لے جاکر بتایا کہ آج رات اسے ایک بار پھر شہزادی پر عمل کرنا پڑے گا لہٰذا وہ رات کا اندھیرا پھیلتے ہی شہزادی کو یہاں لے آئے۔ کیونکہ شہزادی پر ایک جن کا سایہ ہے اور اس جن کی ہدایت ہے کہ شہزادی پر جناتی عمل کیا جائے تو اس کے دل میں شہزادے کے لئے شدید نفرت پیدا ہو جائے گی۔

پھر وہ دونوں واپس کمرے میں آئے۔ ناقلوس نے ایک منتر پڑھ کر چھت کی طرف پھونکا اور وہاں موجود کھوپڑی حرکت کرنے لگی۔

"سرسام جن----شہزادی فارینہ اپنے محل جارہی ہے---- تم کیا چاہتے ہو--؟" ناقلوس نے کھوپڑی کو مخاطب کرکے پوچھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ وہ آج کی رات یہاں گزارے---" کھوپڑی سے آواز آئی۔ "اس وقت بے شک چلی جائے۔"

"اگر شہزادی آج رات یہاں نہ آنا چاہے تو----؟" ناقلوس نے پوچھا۔

"تو میں شہزادہ کیوقس کو ہلاک کر ڈالوں گا----" کھوپڑی سے غصیلی آواز خارج ہوئی۔

"نہیں نہیں----میں ضرور آؤں گی سرسام جن---" شہزادی نے گھبرا کر کہا۔ "تم شہزادے کو مت ہلاک کرنا----"

ناقلوس نے کھوپڑی کی طرف پھونک ماری اور وہ اپنی جگہ ساکت ہوگئی۔ پھر ناقلوس نے شرطوقس سے کہا۔

"تم شہزادی کو لے جاؤ۔ رات ہونے پر اسے یہاں راز داری کے ساتھ پہنچا

دینا---"

شرطوقس شہزادی فارینہ کو اپنے ساتھ واپس محل لے آیا۔ دن گزر گیا اور رات کا اندھیرا پھیلا تو اس نے شہزادی کو چلنے کے لئے کہا۔ شہزادی تو پہلے ہی تیار بیٹھی تھی' وہ شرطوقس کے ہمراہ ناقلوس کے محل کی طرف روانہ ہوگئی۔ اسے شہزادے سے بہت محبت تھی اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ سرسام جن شہزادے کو ہلاک کرڈالے۔

شرطوقس اسے ناقلوس کے محل پہنچاکر لوٹ گیا۔ اس کے جانے کے بعد ناقلوس نے شہزادی کو سوجانے کی ہدایت کی اور کہا۔

"اگر رات میں کسی وقت سرسام جن تمہارے بستر پر آجائے تو گھبرانا مت' بلکہ اس کا دل خوش کرنے کی کوشش کرنا تاکہ وہ شہزادے کو ہلاک نہ کرے----"

اس کے جانے کے بعد شہزادی نے مسہری پر لیٹ کر آنکھیں بند کرلیں۔ لیکن جن کے خوف سے اسے نیند نہ آئی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے قدموں کی آہٹیں سنیں۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور فوراً" ہی آنکھیں بند کرلیں۔ لیکن اسے حیرت تھی کہ ناقلوس کمرے میں کیوں آیا ہے۔

پھر اچانک اسے خیال آیا کہ کہیں وہ اس کے ساتھ منہ کالا کرنے تو نہیں آیا۔ یقیناً یہی بات ہوگی اور گزشتہ رات بھی بے ہوشی کے دوران ناقلوس ہی اس کے بستر پر آیا تھا۔

اس نے کوئی حرکت نہ کی اور آنکھوں میں جھری پیدا کرکے ناقلوس کی طرف دیکھا۔ وہ اس کی طرف دبے پاؤں بڑھ رہا تھا۔ شہزادی نے فیصلہ کرلیا کہ وہ اس کے ناپاک ارادے پورے نہیں ہونے دے گی۔

ناقلوس اس کے بستر کے پاس آیا۔ پھر اس نے پھونک ماری اور کمرے میں ایک دم اندھیرا پھیل گیا۔ اندھیرا ہوتے ہی شہزادی نے آنکھیں کھولیں لیکن کچھ نظر نہ آیا۔ پھر اس نے محسوس کیا کہ ناقلوس اس کے برابر میں لیٹ رہا ہے۔

اس نے فوراً" ہی ایک زوردار مکا ناقلوس کے چہرے پر رسید کیا اور مسہری سے اتر کر دروازے کی طرف بھاگی۔ اندھیرے کے باوجود اسے دروازے کی سمت کا اندازہ تھا۔ چنانچہ وہ دروازے تک جا پہنچی۔

"رک جاؤ شہزادی۔ میں سرسام جن ہوں---" ناقلوس غرایا۔ "اگر تم باہر گئیں تو میں شہزادے کو ہلاک کردوں گا----"

"میں تمہیں جان گئی ہوں شیطان ناقلوس---" شہزادی نے دروازے میں رک کر کہا۔

پھر وہ دوڑتی ہوئی باہر نکل گئی۔ باہر روشنی تھی۔ وہ دوڑتی ہوئی محل کے دروازے پر پہنچی لیکن دروازہ بند تھا۔ وہ دیوار کی طرف بھاگی۔ دیوار بہت زیادہ بلند نہ تھی۔ وہ دیوار پر چڑھی اور باہر کود گئی۔ زمین پر پہنچتے ہی وہ اٹھی اور اندازے سے شہر کی طرف دوڑنے لگی۔

ناقلوس کا محل جنگل کے وسط میں تھا اور اندھیرے میں شہزادی کے لئے دوڑنا مشکل تھا۔ چنانچہ وہ دوڑنے کی بجائے تیز قدموں سے چلنے لگی۔

اچانک شہزادی کو کسی کے ہنسنے کی آواز سنائی دی اور وہ رک گئی۔ اس نے آواز کی سمت دیکھا تو خوف سے اس کی چیخ نکل گئی۔ چند قدم کے فاصلے پر ایک بھیانک شکل بڑھیا کھڑی ہنس رہی تھی۔ وہ اندھیرے کے باوجود شہزادی کو صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی بڑی بڑی خونخوار آنکھیں شہزادی پر مرکوز تھیں۔ شہزادی دہشت زدہ ہو کر اس کی مخالف سمت میں دوڑ پڑی۔

دوڑتے دوڑتے وہ کافی دور نکل آئی۔ اب وہ جنگل سے باہر تھی جہاں چاند کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے اندازے کے مطابق وہاں سے شہر تقریباً ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ وہ ہانپتی ہوئی شہر کی طرف چل دی۔

ابھی اس نے چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ راستے میں ایک آدمی کھڑا دکھائی دیا۔ اس نے سفید لباس پہنا ہوا تھا اور شہزادی کی طرف اس کی پشت تھی۔ شہزادی نے سوچا کہ وہ آدمی اسے یقیناً پہچانتا ہوگا اور اسے شہر تک پہنچا دے گا۔ وہ اس کے قریب جا کر بولی۔

"اجنبی! میری مدد کرو۔ میں شہزادی فارینہ ہوں، فرعون کی بھتیجی۔۔۔"

"شہزادی۔۔۔تم کیا چاہتی ہو۔۔۔؟" اس آدمی نے شہزادی کی طرف مڑے بغیر سوال کیا۔

"میں اپنے محل جانا چاہتی ہوں۔ کیا تم میری مدد کرو گے۔۔۔؟" شہزادی نے پوچھا۔

"کیوں نہیں۔۔۔میں تمہاری مدد کے لئے ہی تو یہاں کھڑا ہوں شہزادی۔۔۔" اس آدمی نے شہزادی کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

تب شہزادی کی نگاہیں اس کے چہرے پر پڑیں اور خوف سے اس کا دل ڈوبنے لگا۔ وہ ایک مردہ تھا جس نے لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کی استخوانی کھوپڑی میں صرف آنکھیں سلامت تھیں جن میں تیز چمک تھی۔

"آؤ شہزادی۔۔۔میرا ہاتھ پکڑ لو۔۔۔" ڈھانچے نے اپنا استخوانی پنجہ شہزادی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم۔۔۔تم۔۔۔کون۔۔۔ہو۔۔۔؟" شہزادی دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹتی ہوئی ہکلائی۔

"میں ناقلوس کا غلام ہوں اور اس نے مجھے تمہاری گرفتاری کے لئے بھیجا ہے۔۔۔" ڈھانچے نے ہنستے ہوئے کہا۔

اس کی بھیانک ہنسی سن کر شہزادی اور بھی ڈر گئی اور چیختی ہوئی شہر کی طرف بھاگنے لگی۔ دور جا کر اس نے دوڑتے دوڑتے پیچھے دیکھا تو ڈھانچا غائب ہو چکا تھا۔ وہ رکی اور ہانپتی ہوئی تیزی سے قدم اٹھانے لگی۔ اس طرف سے شاہی باغ قریب تھا۔ شہزادی کو یقین تھا کہ باغ میں شہزادہ اس کا انتظار کر رہا ہوگا۔

ابھی وہ باغ سے کچھ دور ہی تھی کہ اچانک اس کے سامنے چند عورتیں نمودار ہوئیں۔ وہ سیاہ فام کالی کلوٹی اور بھیانک صورتوں والی عورتیں لباس سے محروم تھیں۔ ان کے لمبے بال ایڑیوں کو چھو رہے تھے۔ یقیناً وہ چڑیلیں تھیں۔ چڑیلوں کو دیکھ کر شہزادی کے قدم زمین میں گڑ گئے اور وہ خوف سے کانپنے لگی۔

ننگی چڑیلیں مکروہ انداز میں ہنستی اور قہقہے لگاتی ہوئی اس کی طرف بڑھنے لگیں۔ جونہی وہ قریب پہنچیں، شہزادی خوف سے چلاتی ہوئی بائیں جانب بھاگنے لگی۔ چڑیلیں بھی شور مچاتی اس کے پیچھے دوڑ پڑیں۔

باغ میں شہزادہ کیوقس بے چینی سے شہزادی فارینہ کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے شہزادی کی چیخیں پہچان لیں۔ وہ تلوار نکال کر دوڑتا ہوا باغ سے باہر آیا تو اس نے شہزادی اور اس کے پیچھے دوڑتی ہوئی چڑیلوں کو دیکھ کر ان کے پیچھے دوڑ لگا دی

اور چڑیلوں کو للکارنے لگا۔

شہزادے کی للکار سن کر چڑیلیں ایک دم غائب ہوگئیں۔ شہزادی ہانپتی ہوئی زمین پر گری اور بے ہوش ہوگئی۔ شہزادے نے اسے اٹھایا اور باغ میں لے آیا۔ اس نے حوض کے پانی سے شہزادی کے منہ پر چھینٹے دیے تو شہزادی کو ہوش آگیا۔ شہزادے کو دیکھ کر اسے اطمینان ہوا اور وہ رونے لگی۔

شہزادے نے اسے تسلی دی۔ پھر اس سے پوچھا کہ اس کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا۔ شہزادی نے اسے ناقلوس کے بارے میں بتانے کی بجائے صرف اتنا کہا کہ وہ اپنے محل سے اسے ملنے کے لئے ادھر آئی تو چڑیلوں نے اسے گھیر لیا۔

شہزادہ کیوقس نے شہزادی کے بیان پر حیرت کا اظہار کیا۔ لیکن زیادہ پوچھ گچھ نہ کی۔ شہزادی بھی نہیں چاہتی تھی کہ شہزادے کو اصل بات کا علم ہو۔ اگر وہ اسے بتا دیتی کہ کس طرح ناقلوس نے اسے بے آبرو کرنے کی کوشش کی تھی اور وہ اس کے محل سے بھاگی تھی تو اسے یہ بھی بتانا پڑتا کہ وہ ناقلوس کے محل کیسے پہنچی۔ اسے یہ بھی بتانا پڑتا کہ ناقلوس نے پہلی رات ہی اس کی بے ہوشی کے دوران اسے بے آبرو کردیا تھا اور اس کا باپ شرطوقس خود اسے وہاں چھوڑ آیا تھا۔

لیکن یہ بات معلوم ہونے پر شہزادہ نہ صرف بہت مشتعل ہوجاتا اور ناقلوس کو اپنے سپاہیوں کے ذریعے گرفتار کرکے سزا دیتا بلکہ شہزادی کو بے آبرو سمجھ کر اس سے نفرت بھی کرتا اور شاید شادی سے بھی انکار کردیتا۔ چنانچہ اس نے شہزادے کو مزید کوئی بات نہ بتائی۔

شہزادہ اسے خود اس کے محل کے عقبی خفیہ دروازے تک چھوڑنے آیا۔ شہزادی اپنی خوابگاہ کی طرف جاتے ہوئے اپنے باپ کے کمرے کے پاس سے گزری تو اسے اندر سے ناقلوس کی آواز سنائی دی اور وہ رک کر سننے لگی۔

اسے حیرت تھی کہ ناقلوس اتنی جلدی وہاں کیسے پہنچ گیا۔ ناقلوس اس کے باپ شرطوقس سے کہہ رہا تھا۔

"جنات کا عمل پورا ہونے سے پہلے ہی شہزادی بھاگ کر شاہی باغ میں چلی آئی جہاں وہ اب شہزادے کے پاس بیٹھی ہے۔ سرسام جن جب انسانی شکل اختیار کرتا ہے تو وہ میرا ہم شکل بن جاتا ہے۔ چنانچہ شہزادی نے سرسام جن کو اپنے بستر کے قریب پایا تو سمجھی کہ وہ میں ہوں۔ اگر وہ تم سے اس سلسلے میں بات کرے تو

اس کی بات پر یقین مت کرنا کیونکہ اسے پتا چل گیا ہے کہ میں اس کے دل میں شہزادے کے لئے نفرت پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ اسی لئے وہ تم سے میری شکایت کرے گی اور ہوسکتا ہے کہ کوئی خطرناک الزام بھی لگا دے۔"

"لیکن اب کیا ہوگا؟ فرعون نے جو مہلت دی تھی' اس میں صرف دو دن رہ گئے ہیں۔ تیسرے دن مجھے ہر حال میں شہزادی کی شادی کرنا پڑے گی اور میں یہ نہیں چاہتا۔" شرطوقس کی آواز سنائی دی۔

"تم یوں کرو کہ فی الحال شہزادی کی شادی کردو۔" ناقلوس نے کہا۔ "صرف ایک رات کی بات ہے۔ شادی کی دوسری رات میں شہزادے کو ہمیشہ کے لئے اس سرزمین سے ہی غائب کردوں گا۔ یہ میرا تم سے پکا وعدہ ہے۔ اس مقصد کے لئے میں کل سے عمل شروع کردوں گا جو چار راتوں میں پورا ہوجائے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن اصل مقصد تو تخت حاصل کرنا ہے۔ فرعون زندہ رہا تو میں کیسے بادشاہ بنوں گا----؟" شرطوقس نے پوچھا۔

"اس کے لئے تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ شہزادے کی جدائی میں فرعون بیمار پڑجائے گا۔ چند دن کے اندر اندر وہ اس صدمے سے مرجائے گا ورنہ میں خود کسی طرح اسے اس دنیا سے رخصت کردوں گا۔"

ناقلوس اور شرطوقس کا منصوبہ سن کر شہزادی پریشان ہوگئی۔ وہ اپنی خوابگاہ میں آکر سوچنے لگی کہ اسے کیا کرنا چاہئے؟ شہزادے اور اس کے باپ فرعون مصر کو ان دونوں کے منصوبے سے آگاہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ آخر اس نے فیصلہ کیا کہ کل رات وہ شہزادے کو اس سازش کے بارے میں بتادے گی۔

لیکن دوسرے روز شرطوقس نے اس کے محل سے باہر جانے پر سخت پابندی عائد کردی اور محل کے عقبی دروازے پر پہریدار متعین کردیئے۔ چنانچہ شہزادی اس رات شہزادے سے ملنے نہ جاسکی۔ اگلے دن شادی ہوگئی اور وہ دلہن بن کر شاہی محل میں آگئی۔

سہاگ کی پہلی رات اس نے شہزادے کو بتایا کہ اس کا باپ کیا چاہتا ہے اور اس کا منصوبہ کیا ہے۔ شہزادے نے اسے تسلی دی کہ اس کا باپ اور ناقلوس اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

شادی کی دوسری رات شہزادہ کھانا کھا کر ٹہلنے کے لئے شاہی باغ میں جانے لگا تو شہزادی نے اسے روکا لیکن شہزادے نے پروا نہ کی۔ وہ معمول کے مطابق شاہی باغ کی طرف گیا اور شہزادی اس کا انتظار کرنے لگی۔ ساری رات گزر گئی اور شہزادہ واپس نہ آیا تو شہزادی نے فرعون کو اطلاع دی اور ساتھ ہی اپنے باپ اور ناقلوس کے منصوبے سے فرعون کو آگاہ کردیا۔

شہزادے کی تلاش شروع ہوئی لیکن اس کا کہیں سراغ نہ ملا۔ تب فرعون نے شرطوقس اور ناقلوس کی گرفتاری کا حکم جاری کردیا۔ ان دونوں کو گرفتار کرکے لایا گیا تو بادشاہ نے فوراً ہی ان دونوں کو قید کرڈالا۔ شہزادی شہزادے کی جدائی سے بہت غمزدہ تھی۔

شہزادے کی تلاش میں مصر کے چاروں طرف سپاہی روانہ کئے گئے لیکن شہزادہ نہ ملا۔ اس کی جدائی کے غم میں ملکہ کو پہلے ہی غش آرہے تھے' اب بادشاہ بھی بیمار پڑگیا۔ تب شہزادی نے خود ہی شہزادے کو تلاش کرنے کا عزم کیا اور فرعون سے اجازت لے کر محل سے نکل پڑی۔

ناقلوس کو اس کی غلام روحوں نے قید خانے میں بتایا کہ شہزادی فارینہ شہزادے کی تلاش میں جارہی ہے تو اس نے اپنی ناکامی کا شہزادی سے انتقام لینے کے لئے ایک بدروح کو اس کی ہلاکت کے لئے بھیجا۔

چنانچہ ابھی شہزادی محل سے تھوڑی دور ہی پہنچی تھی کہ اس کا گھوڑا یکدم بدکا اور سرپٹ بھاگنے لگا۔ نتیجے میں شہزادی گھوڑے سے گری اور مرگئی۔ لیکن اس کی روح شہزادے سے محبت کرتی تھی۔ چنانچہ مرتے ہی اس کی روح جسم سے جدا ہوکر شہزادے کو تلاش کرنے لگی۔

بادشاہ فرعون عقوقس نے اپنے لئے جو خوبصورت مقبرہ تیار کروا رکھا تھا اس میں شہزادی کی لاش حنوط کرکے رکھ دی گئی۔ اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد ہی بادشاہ شہزادے کے غم میں مرگیا۔ اس کے مرنے کے بعد شاہی خاندان میں صرف شہزادے کا باپ شرطوقس ہی فرعون بن سکتا تھا۔ چنانچہ امرائے سلطنت نے اسے قید خانے

سے نکال کر تخت و تاج اس کے حوالے کردیا۔

بادشاہ بنتے ہی شرطوقس نے ناقلوس کو آزاد کرکے بھاری انعام و اکرام سے نوازا اور شہزادے کی ماں بیمار ملکہ کو زہر دے کر ہلاک کروادیا----"

کوثر سے ساری کہانی سن کر فریدی بہت متاثر ہوا لیکن یہ جاننے کے بعد کہ کوثر شہزادی فارینہ کی بھٹکی ہوئی روح ہے' وہ اور بھی خوف زدہ ہوگیا۔ اس نے دوسری صبح کوثر سے کہا۔

"میں اس مقبرے میں نہیں رہنا چاہتا۔ مجھے باہر لے چلو۔"

"اب یہ ناممکن ہے شہزادے----" کوثر نے مسکراکر کہا۔ "میں نے ہزاروں برس کی انتھک جدوجہد کے بعد تمہیں پایا ہے۔ میں تمہیں اب ایک پل کے لئے بھی خود سے جدا نہیں کرنا چاہتی----"

"دیکھو۔ اگر تم نے مجھے باہر جانے سے روکا تو میں خودکشی کرلوں گا----" فریدی نے دھمکی دی۔

"نہیں۔ نہیں۔ ایسا مت کہو شہزادے۔" وہ گھبراکر بولی۔ "لیکن میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔"

"باہر کی دنیا میں بھی تم میرے ساتھ رہ سکتی ہو----" فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ تم مجھے بدروح سمجھ کر مجھ سے دور دور رہوگے----پہلے وعدہ کرو کہ تم مجھے کبھی نہ چھوڑو گے اور اپنے ساتھ رکھوگے۔ اگر تم نے بے وفائی کی تو تمہارا انجام برا ہوگا۔"

مجبوراً فریدی کو وعدہ کرنا پڑا۔ تب کوثر اسے ایک کمرے میں لے گئی۔ وہاں ایک تابوت میں شہزادی فارینہ کی حنوط شدہ لاش رکھی تھی۔ کوثر اور شہزادی کی شکل میں ذرا بھی فرق نہ تھا۔

"میری لاش پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ کہ عمر بھر میرا ساتھ نبھاؤ گے۔" کوثر نے

اس سے کہا۔

"اگر میں قسم نہ کھاؤں تو پھر۔۔۔؟" فریدی نے پوچھا۔

"پھر تمہیں اتنا ہی عرصہ یہاں میرے ساتھ رہنا ہوگا جتنا عرصہ میں تمہاری تلاش میں دھکے کھاتی رہی ہوں۔" کوثر نے سخت لہجے میں کہا۔ "اور میں تمہیں خودکشی بھی نہیں کرنے دوں گی اور باہر بھی نہیں جانے دوں گی۔"

فریدی نے شہزادی کی ممی پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی اور کوثر خوش ہوکر اس کے سینے سے لگ گئی۔ دوسرے ہی لمحے اس کمرے میں ایکدم گہری تاریکی پھیل گئی اور فریدی گھبرا کر کوثر سے الگ ہوگیا۔

اندھیرے میں کچھ نظر نہ آرہا تھا۔ فریدی خوفزدہ ہوکر کوثر کو پکارنے لگا۔

"کوثر۔۔۔کوثر۔۔۔روشنی کرو۔"

اسی لمحے دوڑتے قدموں کی آہٹیں سنائی دینے لگیں۔ وہ آہٹیں قریب آتی چلی گئیں۔ پھر وہاں یکدم روشنی ہوگئی۔ فریدی نے روشنی کی طرف دیکھا تو اس کا گائیڈ ناصر ماچس جلائے سامنے کھڑا تھا۔ فریدی نے چونکتے ہوئے گرد و پیش کا جائزہ لیا اور بے اختیار اچھل پڑا۔ وہ اپنے خیمے کے وسط میں کھڑا تھا۔

"کیا ہوا جناب۔۔۔خیریت تو ہے۔۔۔؟" ناصر نے آگے بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ۔۔۔شاید میں نے کوئی بھیانک خواب دیکھا ہے۔۔۔" فریدی سر پکڑ کر قالین پر بیٹھتا ہوا بڑبڑایا۔

ناصر نے آگے بڑھ کر بجھا ہوا لیمپ جلایا۔ پھر فریدی سے بولا۔

"آپ کسی کوثر کو پکار رہے تھے۔۔۔؟"

"شاید۔۔۔کیا وقت ہوا ہے۔۔۔؟" فریدی نے پوچھا۔

"ساڑھے بارہ بجے ہیں۔۔۔کیا آپ لیمپ بجھا کر سوئے تھے۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔" فریدی نے دانستہ جھوٹ بولا۔ "روشنی میں نیند نہیں آرہی تھی، اس لئے میں نے لیمپ بجھا دیا تھا۔"

فریدی کا بدن سردی کے باوجود پسینے میں تر ہو رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ چند لمحوں میں فرعون کے مقبرے سے اپنے خیمے میں کیسے پہنچ گیا۔ مقبرے میں اس نے پوری رات گزاری تھی لیکن یہاں ابھی نصف رات ہی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ جو واقعات پیش آئے تھے، اسے سب یاد تھے اس لئے وہ اسے

خواب بھی نہیں سمجھ سکتا تھا۔

کوثر نے مقبرے سے باہر جانے کے لئے اس پر جو شرط عائد کی تھی، اسے پورا کرنے کے لئے اس نے شہزادی فارینہ کے تابوت پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی تھی اور اس کے ساتھ ہی وہاں تاریکی پھیل گئی تھی۔ اسی تاریکی میں کوثر نے پراسرار طریقے سے اسے یہاں خیمے میں پہنچادیا تھا۔ لیکن وہ خود غائب تھی جبکہ وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ میں آپ کے لئے چائے بنالاتا ہوں۔" ناصر نے فریدی سے کہا۔

"آں---!" فریدی چونکا۔ "ٹھیک ہے۔ واقعی میں چائے کی طلب محسوس کررہا ہوں---"

ناصر جانے لگا تو فریدی کو ایکدم اپنی تنہائی کا خیال آیا اور اس نے گھبراکر ناصر کو رکنے کے لئے کہا۔ وہ پلٹ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ فریدی نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو--- چائے تھرماس میں ہوگی--- وہی دے دو---"

ناصر نے پیالی میں چائے ڈال کر اسے دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بہت پریشان معلوم ہوتے ہیں جناب---"

"نہیں تو---" فریدی جلدی سے بولا۔ "کوئی خاص بات نہیں ہے۔ کیا آج بھی تم نے باہر کسی عورت کو دیکھا تھا؟"

"نہیں جناب---" ناصر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا یہاں کوئی عورت آئی تھی؟"

"نہیں--- آتی تو میں تم سے کیوں سوال کرتا---" فریدی ہنس پڑا۔

"بہرحال میں نے نہیں دیکھی--- جب آپ کے خیمے میں اندھیرا چھاگیا تو میں بھی سوگیا تھا---" ناصر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

فریدی خاموشی سے چائے سپ کرتا رہا۔ پھر اسے اپنی ٹارچ کا خیال آیا۔ اس نے ادھرادھر دیکھا تو اس کی ٹارچ سرہانے پڑی تھی۔ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ خیمے میں کوثر کی آمد سے پہلے لیمپ بجھنے پر اس نے اپنے سرہانے ٹارچ تلاش کرنے کی کافی کوشش کی تھی اور ناکام رہا تھا لیکن اب وہ اپنی جگہ موجود تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹارچ دانستہ پراسرار طریقے سے وہاں سے ہٹادی گئی تھی اور مقبرے سے اس کی واپسی پر وہیں رکھ دی گئی تھی۔

"چائے اور لیں گے جناب؟" اچانک ناصر کی آواز نے اسے خیالات سے چونکا دیا۔

"نہیں۔ شکریہ۔ تم جاؤ آرام کرو۔" فریدی نے کسی خیال کے تحت کہا۔

"بہتر---؟" ناصر نے سرہلایا۔ "اگر آپ خوفزدہ ہیں تو میں یہیں سوجاتا ہوں---"

"نہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں۔ میں اتنا بزدل بھی نہیں ہوں۔ وہ تو ایک خواب تھا۔ اب میں مکمل طور پر بیدار ہوں۔"

ناصر نے اس کے لہجے میں چھپے ہوئے خوف کو محسوس کیا لیکن خاموشی سے اٹھ کر خیمے سے نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد فریدی تنہائی میں خوف محسوس کرنے لگا۔ اسے خیال آیا کہ لیمپ دوبارہ نہ بجھ جائے اس لئے ٹارچ اپنے ہاتھ میں رکھنی چاہئے۔ چنانچہ اس نے سرہانے پڑی ٹارچ اٹھالی لیکن اس کے نیچے رکھا ایک کاغذ دیکھ کر وہ چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ اس نے جلدی سے وہ کاغذ اٹھایا اور ٹارچ روشن کرکے اس پر لکھی تحریر پڑھنے لگا۔

"ڈیئر فریدی! تم یہ خیال مت کرنا کہ میں تم سے جدا ہوگئی ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اب جب کہ تم جان چکے ہو کہ میں شہزادی فارینہ کی روح ہوں، یہ بتادینا ضروری سمجھتی ہوں کہ تمہارا میرا ساتھ صرف رات کی تنہائی میں رہے

گا کیونکہ سورج نکلنے سے چند لمحے پیشتر روحیں اپنے ابدی مقامات پر لوٹ جایا کرتی ہیں اور اندھیرا چھاتے ہی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ میں بھی مجبور ہوں۔

دن کے اجالے میں روحیں کسی جسم کی شکل اختیار نہیں کر سکتیں۔ لہٰذا آج کے بعد میں بھی تمہیں رات کے وقت ملا کروں گی اور اسی شکل میں۔ اس لئے میری فکر میں پریشان مت ہونا اور اسے میری مجبوری سمجھ کر نظر انداز کرتے رہنا۔

اس کے علاوہ یہ بھی ذہن میں رکھنا کہ تم دنیا کے ایک بہت بڑے راز سے آگاہ ہو چکے ہو۔ ایک ایسے راز سے جو دنیا میں کسی اور کو معلوم نہیں ہے۔ اس لئے اس راز کو اپنے سینے میں ہی دفن رہنے دینا۔ ورنہ مصائب میں پھنس جاؤ گے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی تمہاری بات پر یقین نہیں کرے گا کہ تم فرعون عنوقس کے مقبرے میں تنہا گئے تھے اور تم نے فرعون کو زندہ حالت میں دیکھا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان سب باتوں کا تمہارے پاس کوئی ثبوت بھی نہیں ہے۔ اس لئے سننے والے تمہارا مذاق اڑائیں گے اور تمہیں فاترالعقل کہیں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہیں دیوانہ سمجھ کر پاگل خانے بھجوا دیں۔ لہٰذا اپنے لئے مسائل پیدا کرنے سے گریز کرنا۔

مجھے تم سے شدید محبت ہے اور میں نے ہزاروں برس کی جدوجہد کے بعد تمہیں پایا ہے' اس لئے اس راز کو افشا کرنے پر بھی میری محبت میں ذرا بھی کمی نہیں آئے گی اور میں تمہارے ہر جنم میں تمہارے ساتھ رہوں گی لیکن ناقلوس اور

میرے باپ شرطوقس کو یہ کبھی گوارا نہ ہو گا کہ تم دنیا والوں کو ان کی سازشوں اور ان کے سیاہ کردار سے آگاہ کرو۔

چنانچہ یہ عین ممکن ہے کہ اپنی بدنامی سے بچنے کے لئے ان کی روحیں تمہیں یہ راز فاش کرتے وقت ہی ہمیشہ کے لئے قوت گویائی سے محروم کر دیں اور تم کسی کو پوری بات بتانے کے قابل نہ رہو۔

اگرچہ میں تمہاری زندگی کے ہر موڑ پر تمہاری حفاظت کرتی رہوں گی لیکن ناقلوس پر مجھے کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ وہ مافوق الفطرت اور پراسرار قوتوں کا مالک تھا اور میں اس کے مقابلے میں آج بھی پہلے جتنی ہی بے بس ہوں۔ اس کی روح تمہیں سات سمندر پار بھی نقصان پہنچا سکتی ہے جبکہ میں سمندر کے پار جانے کی قدرت نہیں رکھتی۔

ان باتوں کو ذہن میں رکھنا اور کل رات میرا انتظار کرنا۔ میں آؤں گی لیکن میرے آنے کے لئے ضروری ہے کہ رات کے وقت تمہارے پاس کوئی دوسرا موجود نہ ہو۔

فقط تمہاری کوثر۔''

کوثر کا طویل خط پڑھ کر فریدی نے اطمینان کا سانس لیا کہ اب کل رات تک وہ سکون سے رہ سکتا ہے۔ اس نے خط تکئے کے نیچے رکھا اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔

اگلی صبح ناصر نے ہی آکر اسے بیدار کیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے اور وہ غور سے فریدی کے بستر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ناشتے کے دوران فریدی نے محسوس کیا کہ ناصر اسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھ رہا ہے۔ وہ اس سے اس کی وجہ معلوم کرنے کے لئے بے تاب ہوگیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ناصر سے اس سلسلے میں کوئی سوال کرتا' ناصر نے خود ہی بات شروع کردی۔

"جناب---آج کے لئے کیا پروگرام ہے---- آج تو آپ خوب سوئے ہوں گے۔"

"میں سمجھا نہیں----" فریدی نے چونکتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

"میرا مطلب ہے کہ آج آپ کل کی نسبت ہشاش بشاش ہیں' تھکے ہوئے نہیں ہیں----"

"ہاں----آج میں ٹھیک ہوں۔ ابھی ہم فرعون عقوقس کے مقبرے میں چلیں گے---" فریدی نے کہا۔

"کیا شہزادی فارینہ آپ کے خیمے میں آئی تھی کل کی طرح----؟" ناصر نے مسکرا کر پوچھا۔

"اوہ----!" فریدی بے اختیار چونک پڑا۔ "نہیں----لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو----؟"

ناصر پھر مسکرایا۔ "اس لئے کہ آج میں نے پھر اسے آپ کے خیمے سے باہر نکلتے دیکھا تھا۔ سورج نکلنے سے چند منٹ پہلے----"

"کیا---؟" فریدی نے حیرت سے اسے گھورا۔ "کیا واقعی وہ آئی تھی یہاں---؟"

"آنے کا تو آپ کو پتا ہوگا۔ میں نے تو صرف اسے خیمے سے نکلتے اور عقوقس کے مقبرے کی طرف جاتے دیکھا تھا۔"

ایک لمحے کے لئے فریدی کے ذہن میں آیا کہ ناصر کو سب کچھ بتادے لیکن دوسرے ہی لمحے اسے ناقلوس اور شرطوقس کی روحوں کا خیال آیا اور اس نے اپنا ارادہ ترک کردیا۔

"حیرت کی بات ہے۔" اس نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اگر یہ سچ ہے تو پھر میری زندگی خطرے میں ہے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے جناب۔" ناصر بولا۔ "کیونکہ شہزادی فارینہ خود نہیں آتی' اس کی روح آتی ہوگی۔ اس کی حنوط شدہ لاش تو مقبرے میں رکھی ہے----"

"میں سمجھتا ہوں کہ مجھے یہاں سے رخصت ہوجانا چاہئے----" فریدی نے کہا۔ "ایسا نہ ہو کہ کوئی حادثہ پیش آجائے۔ تم واپس چلنے کی تیاری کرو اور کرایہ کا سامان وغیرہ واپس دے آؤ----"

"اوہ----تو کیا اہرام کی سیر نہیں کریں گے جناب----؟" ناصر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں---تمہاری بات نے مجھے ڈرا دیا ہے۔ میں تمہارے بیان پر کسی قسم کا شبہ بھی نہیں کرسکتا کیونکہ تم ان اہرام میں پڑی حنوط شدہ لاشوں کو بخوبی پہچانتے ہو---" فریدی نے کہا۔ "یا پھر کہہ دو کہ تم نے مذاق کیا ہے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں جناب۔ میں قسم کھا سکتا ہوں کہ میں نے کل بھی اور آج بھی اسے دیکھا تھا----"

"بس تو پھر تم سامان سمیٹو اور خیمے اکھاڑو۔ میں کسی مصیبت میں ہرگز نہیں پھنسنا چاہتا---"

ناصر خاموشی سے سامان سمیٹنے لگا۔ فریدی نے اپنی ذاتی اشیا اپنے بریف کیس میں بند کیں۔ خیمے اکھاڑ کر واپس دینے کے بعد وہ دونوں بس اسٹاپ کی طرف چل دیئے۔ شام ہونے سے پہلے ہی وہ قاہرہ پہنچ گئے۔

فریدی نے اسی ہوٹل کا رخ کیا جہاں پہلے قیام کیا تھا۔ اس نے ناصر کو اس کے معاوضہ کی بقیہ رقم ادا کرکے رخصت کردیا۔ پھر کمرے میں آیا۔ غسل کرنے کے بعد اس نے لباس تبدیل کیا اور کھانا کھانے کے لئے ڈائننگ ہال میں آبیٹھا۔

اس وقت آٹھ بج رہے تھے اور وہ کھانے سے جلدی فارغ ہوکر اپنے کمرے میں کوثر کا انتظار کرنا چاہتا تھا۔ ویٹر کے آنے پر اس نے آرڈر نوٹ کروایا۔ کچھ دیر بعد ویٹر کھانا لے آیا۔ اسی لمحے فریدی کی نگاہیں ہال کے داخلی دروازے کی طرف اٹھیں اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔

اس طرف سے کوثر اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ چلی آرہی تھی۔ اس کے جسم پر وہی لباس تھا جو اس نے پہلی ملاقات کے وقت پہنا ہوا تھا۔ وہ سیدھی فریدی کی میز پر پہنچی اور ہیلو کہتی ہوئی اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ فریدی ابھی تک حیرت سے منہ پھاڑے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کیا بات ہے ڈیئر--- کیا مجھے ویلکم نہیں کہوگے---؟" وہ شوخ سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"[illegible]ی---!" فریدی اپنی محویت سے چونکتا ہوا بولا۔ "دراصل [illegible] تم کمرے میں آؤ گی۔"

"[illegible] سوچا کہ آج تمہارے ساتھ ڈنر بھی ہوجائے----" وہ آہستہ سے ہنسی۔ "بل کی فکر مت کرنا---"

فریدی نے ویٹر کو بلاکر مزید کھانا منگوایا۔ کھانے کے دوران فریدی نے کہا۔

"ہوٹل کا عملہ تمہیں میرے ساتھ کمرے میں جاتا دیکھے گا' اس لئے اب ڈبل بیڈ روم لینا پڑے گا۔"

"کوئی ضرورت نہیں۔ تم تنہا جانا' میں بعد میں آؤں گی اور کوئی مجھے نہ دیکھ سکے گا----" کوثر نے کہا۔

فریدی مطمئن ہوگیا۔ کھانے کے بعد اس نے کاؤنٹر پر جاکر بل ادا کیا پھر زینوں کی طرف بڑھتے ہوئے کوثر کی طرف دیکھا تو وہ اپنی جگہ سے غائب ہوچکی تھی۔ وہ مسکراتا ہوا اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ لیکن دروازہ کھولنے پر اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔ کوثر کمرے میں بیڈ پر پہلو کے بل نیم دراز اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

کوثر کو کمرے میں دیکھ کر فریدی کو بے اختیار تین دن پہلے کی وہ رات یاد آگئی جب دروازہ باہر سے لاک ہونے کے باوجود کوثر اس کے کمرے میں آگئی تھی اور فریدی کے استفسار پر اس نے بہانہ بنایا تھا کہ اس نے ایک ویٹر سے ایکسٹرا چابی کے ذریعے دروازہ کھلوایا تھا اور اس نے ویٹر کو یہ تاثر دیا تھا کہ وہ اپنے شوہر کو حیران کرنا چاہتی ہے۔

لیکن اب فریدی واقعی اس کا شوہر تھا جس کی شادی ہزاروں برس قبل فرعون مصر عتوقس کے دور میں کوثر کے ساتھ ہوئی تھی۔

"کیا بات ہے ڈیئر۔ کیا میرا پہلے آجانا پسند نہیں آیا؟" وہ دلکش انداز میں مسکراتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔

"نہیں----" فریدی جواباً مسکراتا ہوا دروازہ بند کرنے لگا۔

"پھر---؟" اس نے شوخ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"دراصل مجھے وہ پہلی رات یاد آگئی جب تم پہلی بار میرے بستر کی زینت بنی تھیں۔" وہ اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا اور بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"لائٹ تو آف کردو ڈیئر----؟" وہ جلدی سے بولی۔

فریدی اٹھ کر دروازے کے پاس واقع سوئچ بورڈ کی طرف آیا اور لائٹ آف کرکے دوبارہ بیڈ پر پہنچ گیا۔

فریدی بری طرح تھک گیا۔ کوثر نہ خود سوئی اور نہ اس نے فریدی کو سونے دیا۔ صبح سورج نکلنے سے چند منٹ پہلے کوثر نے اسے الوداع کہا اور کمرے میں پھیلی تاریکی میں مدغم ہوگئی۔ فریدی گیارہ بجے تک سوتا رہا۔ بیدار ہونے پر اسے میز پر کوثر کا پرس دکھائی دیا۔ شاید وہ بھول گئی تھی۔ اس نے جونہی پرس اٹھا کر کھولا' حیران رہ گیا۔ پرس میں پانچ ہزار امریکن ڈالرز کے ساتھ ایک خط موجود تھا۔ اس نے جلدی سے خط پڑھا۔ کوثر نے اس کے نام لکھا تھا۔

"ڈیئر فریدی! یہ رقم تمہارے لئے چھوڑے جارہی ہوں۔ اس سے تم اپنی پسند کے مطابق کوئی اچھا سا گھر خریدنے کی کوشش کرو۔ یہ رقم ایڈوانس کے لئے دے دو۔ بقیہ رقم آج رات تمہیں دے دوں گی۔ پیسوں کی پروا مت کرنا۔ چاہے ایک لاکھ ڈالرز کا مکان پسند آئے' سودا طے کرلینا۔ کیونکہ ہم دونوں نے اب نئی زندگی کا آغاز کردیا ہے اور ساری زندگی ہوٹل میں قیام کرنا مناسب نہیں ہے۔ بچوں کے رہنے اور کھیلنے کودنے کے لئے اپنا گھر ہونا ضروری ہے۔

تمہارے لئے یقیناً یہ بہت بڑی خوشخبری ہوگی کہ میں کچھ عرصہ بعد تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہوں۔ اس خوشی میں آج رات ہم خوب جشن منائیں گے۔ جشن کا مطلب تو تم سمجھتے ہی ہو' اس لئے وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنی نیند پوری کرلو۔ کیونکہ آج بھی میں تمہیں نہیں سونے دوں

گی۔ رات کا کھانا تمہارے ساتھ ہی کھاؤں گی۔

فقط تمہاری----کوثر"

خط پڑھ کر فریدی کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے۔ وہ کوثر کے بچے کا باپ بننے والا تھا اور وہ چاہتی تھی کہ اس کا وہاں قیام مستقل ہوجائے جو فریدی کے لئے ممکن نہ تھا۔ وہ کافی دیر تک سوچتا رہا کہ کوثر سے کیسے پیچھا چھڑایا جائے۔ وہ کسی قیمت پر بھی ایک بدروح کے ساتھ ساری زندگی نہیں گزار سکتا تھا۔

دوپہر کو ڈائننگ ہال میں لنچ کرتے ہوئے اسے اچانک کوثر کے گذشتہ خط کی ایک بات یاد آگئی۔ اس نے لکھا تھا کہ ناقلوس کی روح سات سمندر پار بھی جاسکتی ہے لیکن اس کے لئے سمندر کے پار جانا ممکن نہیں----اس کا مطلب تھا کہ ناقلوس کی روح آج بھی شہزادی فارینہ کی روح کے مقابلے میں زیادہ قدرت رکھتی تھی۔

فریدی کھانا کھاتا اور اس پوائنٹ پر غور کرتا رہا۔ کھانا ختم کرنے تک وہ ایک حتمی فیصلہ کرچکا تھا اور یہ فیصلہ تھا اپنے ملک واپسی کا۔ وہ ایک بدروح کے بچے کا باپ بن کر اپنے والدین اور عزیز و اقارب سے ہمیشہ کے لئے دور نہیں رہ سکتا تھا۔ کوثر ایک بدروح ہونے کے علاوہ ایک ایسا کنواں تھا جو کبھی نہیں بھر سکتا تھا۔ وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے اسے مصر میں ہی مقید رکھنا چاہتی تھی۔ اسی مقصد کے لئے اس نے فریدی کو قاہرہ میں اپنا گھر خریدنے کی ہدایت کی تھی۔ بے شک فریدی کے لئے لاکھوں کروڑوں ڈالرز مہیا کرسکتی تھی اور اسے مصر کا ہی نہیں بلکہ دنیا کا سب سے دولت مند آدمی بنا سکتی تھی۔

ایک روح کے لئے دولت اکٹھی کرلینا نہایت آسان تھا اور اس دولت کے بل بوتے پر فریدی مصر میں اصلی شہزادے جیسی پر آسائش اور پر تعیش زندگی بسر کرسکتا تھا لیکن اس زندگی کی عمر زیادہ طویل ہونے کا کوئی امکان نہ تھا۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر ارض نیل چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔

کھانے سے فارغ ہوکر وہ اپنے کمرے میں پہنچا اور فون پر قریبی فلائٹ کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ معلوم ہوا کہ شام پانچ بجے پاکستان کے لئے ایک فلائٹ ہے۔ فریدی نے فوری طور پر اپنے لئے سیٹ کنفرم کرالی اور اپنا بریف کیس تیار کرنے لگا۔ چار بجے وہ ہوٹل کے بل کلیئر کرکے ایک ٹیکسی میں قاہرہ ایئرپورٹ کی طرف جارہا تھا۔ وہ خوش تھا کہ اب وہ ایک بدروح کے چنگل سے نجات پانے والا ہے۔ اسے یقین تھا کہ سمندر پار اپنے ملک پہنچ کر اسے کوثر کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں رہے گا کیونکہ اس کی روح سمندر عبور نہیں کرسکتی تھی۔

ایئرپورٹ پہنچ کر وہ ٹیکسی سے اترا اور بل ادا کرکے ایئرپورٹ کی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے پیچھے سے ٹیکسی ڈرائیور کی آواز سنائی دی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو ڈرائیور اس کی طرف تیزی سے آرہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ دکھائی دے رہا تھا۔

"جناب----آپ یہ خط تو گاڑی میں ہی چھوڑ آئے ہیں---" ڈرائیور نے قریب آکر کہا۔

فریدی چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ اس کے ذہن میں فوری طور پر کوثر کا خیال آیا۔ اس نے ڈرائیور سے لفافہ لیتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا اور لفافہ جیب میں رکھ لیا۔ اسے یقین تھا کہ اس لفافے کا تعلق کوثر سے ہے لیکن وہ فلائٹ کی روانگی سے پہلے خط پڑھ کر کسی الجھن میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔

پرواز تک اس کا وقت بڑی بے قراری میں گزرا۔ فلائٹ کی روانگی کا وقت ہوا اور وہ دوسرے مسافروں کے ساتھ طیارے میں پہنچ گیا۔ اس کے برابر کی

نشست ایک خاتون کی تھی جس نے عربی طرز کا سیاہ برقع پہنا ہوا تھا۔ ناک تک چہرہ نقاب میں پوشیدہ تھا اور آنکھوں پر تاریک شیشوں کا خوبصورت چشمہ تھا۔ فریدی نے سوچا کہ سفر خوشگوار گزرے گا۔ وہ خاتون کھڑکی کی طرف بیٹھی باہر جھانک رہی تھی۔

فریدی کو رہ رہ کر جیب میں پڑے خط کا خیال آرہا تھا۔ پھر جونہی طیارہ فضا میں بلند ہوکر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا' اس نے جیب سے لفافہ نکال لیا۔ لفافہ چاک کرکے اس نے پرچہ نکالا تو کوثر کی مخصوص تحریر نظر آئی۔

"فریدی ڈیئر! سفر مبارک ہو۔ مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں۔ اگرچہ میں نے تمہیں ہدایت کی تھی کہ مستقل رہائش کے لئے یہاں گھر خرید لو۔ لیکن مجھے یہ بھی اندیشہ تھا کہ تم مجھ سے دامن چھڑا کر بھاگنے کی کوشش کروگے اور میرا اندیشہ درست نکلا۔ تم مجھے چھوڑ کر جارہے ہو۔ اگرچہ یہ بے وفائی ہے لیکن مردوں کی فطرت ہے اس لئے میں تمہیں نہیں روکوں گی۔ کیونکہ اس جنم میں تمہارا وطن مصر نہیں پاکستان ہے اور ہر شخص کو اپنے وطن سے محبت ہوتی ہے۔ پاکستان جانا تمہارا حق ہے لیکن یہ مت سمجھنا کہ تم مجھ سے دامن چھڑا کر جارہے ہو۔ نہیں۔ اب ہم میں جدائی ممکن نہیں ہے۔

میں نے ہزاروں برس بھٹکنے کے بعد تمہیں پایا ہے تو اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ تم دوبارہ مجھ سے نہ بچھڑ سکو۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ میں سمندر پار نہیں جاسکتی اور تم سمجھ رہے ہو کہ سمندر پار پہنچ کر تم مجھ سے دامن چھڑالو گے لیکن سمندر عبور نہ کرنے کی قدغن صرف میری روح پر ہے جب وہ مادی جسم کے بغیر ہوتی ہے۔ مادی جسم میں عام انسانوں کی طرح میں کہیں بھی جاسکتی ہوں۔ البتہ اس کے بعد

میں دوبارہ جسم سے جدا نہ ہوسکوں گی اور ہمیشہ اسی جسم میں رہوں گی۔ میری بعض صلاحیتیں ختم ہوجائیں گی جو صرف روح کو حاصل ہوتی ہیں۔ لیکن تمہارا ساتھ دینے کے لئے میں نے اس کی بھی پروا نہیں کی اور اب عام زندہ انسانوں کی طرح تمہارے ساتھ تمہارے وطن جارہی ہوں۔ پہلے ہمارا ساتھ صرف رات بھر کا ہوتا تھا لیکن اب ہم دن میں بھی اکٹھے رہیں گے۔

فقط تمہاری کوثر"

"خط ہی پڑھتے رہو گے یا کوئی بات بھی کرو گے فریدی ڈیئر----" اچانک اس کی ہم سفر خاتون نے کہا۔

اور فریدی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے خاتون کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ آنکھوں سے چشمہ اور نقاب اتارے اس کی طرف بڑی مخمور نگاہوں سے دیکھتی ہوئی دلکش انداز میں مسکرا رہی تھی۔ فریدی کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں اور اس کے منہ سے بہ مشکل ایک لفظ نکلا---

"کوثر---!"

"ہاں---کوثر---صرف تمہاری کوثر---!" وہ اس کے ہاتھ پر اپنا سرد وملائم ہاتھ رکھتی ہوئی آہستہ سے ہنسی۔

"مگر---مگر یہ خط---!" فریدی سٹپٹا گیا۔

"میرا ہی ہے--- کیا اس میں کوئی غلط بات لکھی ہے؟" وہ شوخ لہجے میں بولی۔ "دیکھ لو کہ میں نے اس میں جن خدشات کا اظہار کیا ہے' وہ درست ثابت ہوئے اور تم اپنے خیال میں مجھ سے ہمیشہ کے لئے دامن چھڑا کر جارہے تھے۔ لیکن میں اب بھی تمہارے ساتھ ہوں اور آئندہ بھی تم مجھے ہمیشہ اپنے پاس ہی پاؤ گے۔ یہ ساتھ اب کبھی نہیں چھوٹے گا ڈیئر---"

اس کے سرد ہاتھ کی گرفت فریدی کے ہاتھ پر سخت ہوگئی۔ فریدی پریشان ہوکر رہ گیا تھا۔ اسے ہرگز امید نہیں تھی کہ کوثر اسے خط لکھنے کے باوجود طیارے میں بھی اس کے قریب ہوگی۔ یقیناً" وہ مردانہ فطرت سے مکمل آگہی رکھتی تھی اور اسے اپنی مافوق الفطرت طاقت کے ذریعے معلوم ہوگیا تھا کہ وہ اس سے جان چھڑا کر بھاگ جانے کی کوشش کرے گا۔ اسی خدشہ کے تحت وہ اپنے مادی جسم کے ساتھ پہلے سے ہی طیارے میں موجود تھی اور برقعہ کے نقاب میں چہرہ چھپائے سیاہ چشمہ کی آڑ سے اسے اپنا خط پڑھتے دیکھتی رہی تھی۔

"کیا میری موجودگی ذہن پر ناگوار گزری ہے ڈارلنگ۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے اچانک فریدی کی طرف جھک کر پوچھا۔

"اوہ۔۔۔نہیں میری جان۔۔۔!" وہ ایکدم چونک پڑا۔

"تو پھر کس سوچ میں پڑ گئے ہو۔۔۔!" وہ اس کے ہاتھ کی پشت کو سہلاتی ہوئی مسکرائی۔

"تم نے خط میں لکھا ہے کہ اب ہمیشہ اسی جسم میں رہوگی۔" فریدی نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل۔۔۔میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ درست ہے لیکن بحیرہ عرب عبور کرنے کے بعد۔ میرا مطلب ہے کہ سمندر پار کرنے کے بعد مجھے اس پر اختیار نہیں رہے گا کہ اس مادی جسم کا ساتھ چھوڑ سکوں اور میں اب چاہتی بھی نہیں کہ اس جسم کو چھوڑ دوں جس سے تم محبت کرتے ہو' جس کے انچ انچ پر تمہارے پیار کی مہریں ثبت ہیں۔۔۔"

"تو کیا ناقلوس کی روح ہمارا مستقل ساتھ برداشت کرلے گی؟ کیا وہ ہمیں پاکستان میں چین سے رہنے دے گا؟"

"یقین تو نہیں۔۔۔!" وہ ہنسی۔ "کیونکہ اب تک اس کی طرف سے کسی ردعمل کا اظہار نہیں ہوا۔ لیکن جب تک ہم منزل پر نہیں پہنچ جاتے اس کی طرف

سے خطرہ بہرحال رہے گا۔ کیونکہ اس کی ۔۔۔۔۔۔!"

اس سے پہلے کہ کوثر کا جملہ مکمل ہوتا' اچانک طیارے کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور سوئے ہوئے مسافر ہڑبڑا کر بیدار ہوگئے۔ پھر طیارے کو مسلسل جھٹکے لگنے لگے۔ مسافر پریشان ہوگئے تھے۔

"خواتین و حضرات۔۔۔۔!" اچانک طیارے میں پائلٹ کی آواز گونجنے لگی۔ "موسم کی خرابی کے سبب ہمارے لئے ممکن نہیں کہ ہم آگے سفر جاری رکھ سکیں' اس لئے ہمیں مجبوراً" واپس قاہرہ ایئرپورٹ کا رخ کرنا پڑرہا ہے۔ لیکن آپ کو فکرمند نہیں ہونا چاہئے۔ جیسے ہی موسم ٹھیک ہوا' ہم آپ کو آپ کی منزل پر لے جائیں گے۔ اس وقت ہمارا طیارہ شدید طوفان باد و باراں کی زد میں ہے۔ دعا کیجئے کہ ہم بہ سلامت لینڈ کرسکیں۔۔۔"

اس اعلان پر مسافروں میں کھلبلی مچ گئی۔ طیارے کو مسلسل جھٹکے لگ رہے تھے۔ ایئرہوسٹس مسافروں کو بیلٹ کس لینے کی ہدایت کررہی تھی۔ کئی مسافر قرآنی آیات کا ورد کرنے لگے تھے۔ چند کمزور دل خواتین خوف سے رو رہی تھیں۔ ہر شخص سلامتی کی دعا مانگ رہا تھا۔

فریدی بھی دوسروں کی طرح پریشان ہوگیا تھا لیکن ایک چہرہ ایسا بھی تھا جس پر پریشانی کا کوئی تاثر نظر نہ آرہا تھا اور وہ چہرہ کوثر کا تھا جو سختی سے ہونٹ بھینچے کھڑکی کے شیشے پر نگاہیں جمائے نہ جانے کیا سوچ رہی تھی۔

فریدی نے اس کی طرف دیکھا۔ پھر سگریٹ کا پیکٹ نکال کر ایک سگریٹ سلگانے لگا۔ وہ سخت مضطرب تھا اور اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ دس منٹ کی پرواز کے بعد موسم اچانک کیسے بدل گیا جبکہ پائلٹ کو پرواز سے پہلے ہی طیارے کے راستے میں واقع ہونے والی موسمی تبدیلیوں کا علم ہوتا ہے۔

"کوثر۔۔۔کیا سوچ رہی ہو۔۔۔۔؟" چند لمحوں بعد فریدی نے اسے مخاطب کیا۔ "کیا ڈر لگ رہا ہے؟"

"نہیں۔۔۔۔" وہ اس کی طرف دیکھے بغیر سپاٹ لہجے میں بولی۔ "تم جانتے ہو اچانک موسم کیسے خراب ہوگیا؟"

"میں سمجھا نہیں۔۔۔۔"۔ فریدی چونکا۔ "تمہارا مطلب ہے موسم میں اچانک تبدیلی کا کوئی خاص سبب ہے؟"

"ہاں۔۔۔شاید تم ناقلوس کی روح کو بھول گئے ہو۔۔۔"

"اوہ۔۔۔۔!" فریدی اچھل پڑا۔ "تو۔۔۔۔تو۔۔۔۔۔!"

"ہاں۔۔۔۔!" وہ زہریلے لہجے میں بولی۔ "میں نے تمہیں بتایا تھا کہ وہ ہمارا ملاپ پسند نہیں کرے گا جبکہ اس نے میرے باپ کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ وہ ہمیں کبھی بھی نہیں ملنے دے گا۔ مصر کی سرزمین پر ہمارا عارضی ساتھ رہا لیکن اب ہم مستقل طور پر ایک ساتھ رہنے کے لئے پاکستان جارہے تھے اور یہ بات اس کی شکست کے مترادف ہوتی۔"

فریدی کچھ نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں کوثر اسے جھانسا تو نہیں دے رہی۔ ممکن ہے اسی نے اپنی پراسرار قوت سے موسم میں تبدیلی کی ہو تاکہ وہ پاکستان نہ جاسکے اور نیل کی وادیوں میں ہی اس کے ساتھ عمر تمام کردے۔ لیکن اس کے اطمینان کے لئے وہ ناقلوس کی روح کو مورد الزام ٹھہرا رہی تھی۔

طیارے نے قاہرہ ایئرپورٹ پر بہ سلامت لینڈ کیا تو مسافروں کی جان میں جان آئی۔ ایئرلائنز کی طرف سے مسافروں کو شہر کے مختلف ہوٹلوں میں ٹھہرانے کا انتظام کیا گیا اور دوبارہ پرواز کے لئے صبح سات بجے کا وقت بتادیا گیا۔ وہ رات فریدی اور کوثر نے ایک ہی بیڈ روم میں گزاری۔ پھر سورج کی کرنوں کی تمازت سے فریدی کی آنکھ کھلی تھی۔

لیکن ادھر ادھر دیکھتے ہی وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ اس وقت وہ ہوٹل کے کمرے کی بجائے ریتلی زمین پر پڑا تھا۔ بائیں جانب تا حد نگاہ بیکراں سمندر دکھائی دے رہا تھا جبکہ ساحل سے کچھ فاصلے پر گھنا جنگل پھیلا ہوا تھا۔ آس پاس کسی دوسرے انسانی وجود کا نام و نشان تک نہ تھا۔

حیرت کی شدت سے اس کا دماغ ماؤف ہونے لگا۔ نہ جانے یہ ویران ساحل کس سرزمین پر تھا اور وہ یہاں کیسے پہنچا تھا۔ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ ساری رات کوثر کے ساتھ پیار کی بازی کھیلنے کے بعد وہ تین بجے کے قریب اس کی آغوش میں سوگیا تھا لیکن اب نہ جانے وہ کہاں تھا۔ سر پر سورج چمک رہا تھا لیکن اس کی رسٹ واچ پر صبح کے نو بجے تھے۔ یقیناً وہ مصر کے علاوہ کسی ایسے ملک میں تھا جس کا وقت مصر کے معیاری وقت سے تین گھنٹے آگے تھا۔

دھوپ کی تمازت سے بے تاب ہوکر اس نے پھر جنگل کی طرف دیکھا۔ فاصلہ زیادہ نہیں تھا۔ وہاں وہ درختوں کے سایہ میں بیٹھ کر ان عجیب و غریب واقعات پر غور کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ اٹھا اور اس طرف چل دیا۔

چلنے سے اسے بھوک کا احساس ہونے لگا۔ اس کی نگاہیں کسی دوسرے انسانی وجود کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹک رہی تھیں جس سے وہ اس علاقے کے متعلق معلومات حاصل کرسکتا۔ جنگل ساحل کے متوازی تا حد نگاہ پھیلا ہوا تھا۔ جلد

ہی وہ جنگل کے ابتدائی درختوں کے پاس جا پہنچا۔

سائے میں پہنچ کر اسے کچھ سکون محسوس ہوا اور وہ ایک درخت کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھ گیا۔ پھر سوچنے لگا کہ اسے کس طاقت نے نیند کے دوران وہاں لا پھینکا تھا اور کوثر کہاں تھی؟ کیا اسی نے اپنی پراسرار قوت کے ذریعے اسے ویران ساحل پر لا پھینکا تھا تاکہ وہ اپنے ملک نہ جاسکے۔ اگر ایسا ہی تھا تو وہ خود کہاں تھی؟ اسے بھی یہاں موجود ہونا چاہئے تھا۔

دفعتاً" اس کے ذہن میں ایک اور نام گونجا۔ ناقلوس----- اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ یقیناً" یہ ناقلوس کی ہی شرارت تھی جو کوثر اور اس کا ایک ساتھ رہنا پسند نہیں کرتا تھا اور اس کی روح نے ان دونوں کو جدا کرنے کے لئے اسے پراسرار طور پر اس ویران سرزمین پر پہنچادیا تھا۔ کوثر کی یہاں غیر موجودگی کا سبب بھی وہ سمجھ گیا۔ وہ ایک روح تھی اور اب تک کے واقعات سے یہ بات اس کی سمجھ میں آچکی تھی کہ وہ صرف رات کے وقت ہی مادی جسم اختیار کرسکتی ہے۔

اچانک اسے اپنے عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اس نے بے اختیار پلٹ کر دیکھا اور بوکھلا کر کھڑا ہوگیا۔ اس کے عقب میں چار پانچ نیم برہنہ سیاہ فام ہاتھوں میں نیزے لئے قریب پہنچ چکے تھے جبکہ پانچواں سیاہ فام ان سے ایک قدم پیچھے تھا اور اس نے ایک بوسیدہ سی پتلون پہن رکھی تھی جو پتلون کم نیکر زیادہ لگتی تھی۔ اس کا بقیہ جسم ننگا تھا اور گلے میں چھوٹی چھوٹی سیپوں کا ہار لٹک رہا تھا۔ سر کے بال اور بھنویں مونڈی ہوئی تھیں۔ اس لحاظ سے وہ اپنے ہمراہیوں میں انفرادیت رکھتا تھا۔

وہ اپنے ساتھیوں کے درمیان سے گزر کر فریدی کے سامنے آرکا۔ اس کی تیز عقابی نگاہیں فریدی کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ ان سیاہ فام جنگلیوں کو دیکھتے ہی فریدی کو اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ براعظم افریقہ کی سرزمین پر ہے اور اس تاریک براعظم کے بارے میں وہ خاصی معلومات رکھتا تھا۔ اسرار و تجسس کی اس سرزمین سے وابستہ کئی تحریریں اور فلمیں اس کی یادداشت کی اسکرین پر چلنے لگی تھیں۔

"اجنبی---کیا تم انگریزی جانتے ہو---؟" دفعتاً" اس گنجے سیاہ فام نے انگریزی زبان میں اسے مخاطب کیا۔

جواب میں فریدی نے اثبات میں سرہلایا۔ اس کے ذہن پر انجانا سا خوف سا طاری ہوچکا تھا۔

"تم کون ہو اور یہاں کیا کرنے آئے ہو---؟" گنجے نے سوال کیا۔

فریدی سوچ میں پڑگیا کہ جواب میں کیا کہے۔ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ یہاں کیسے پہنچا جبکہ مصر اور افریقہ میں ہزاروں میل کا فاصلہ تھا۔ پھر اسے یہ بھی

معلوم نہ تھا کہ وہ لوگ اس کے جواب سے مطمئن بھی ہوں گے یا نہیں۔

"اجنبی ----- جواب دو---تم کون ہو اور یہاں کیسے آئے ہو---؟"

اسے خاموش پاکر گنجے نے دوبارہ سوال کیا۔

"میں پاکستانی شہری ہوں۔ مصر کے شہر قاہرہ میں مقیم تھا---" فریدی کہنے لگا۔ "ایک بھٹکی ہوئی روح نے مجھے سونے کے دوران ہوٹل کے کمرے سے یہاں پہنچادیا۔ میں نہیں جانتا کہ یہاں کیسے پہنچا ہوں۔"

گنجے کے چہرے پر حیرت کے آثار نمودار ہوگئے جبکہ اس کے ساتھی سپاٹ چہروں کے ساتھ فریدی کی طرف دیکھ رہے تھے جس کا مطلب تھا کہ وہ انگریزی سے نابلد تھے۔

"بھٹکی ہوئی روح---؟" گنجا چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بولا۔ "وہ روح کون تھی---؟"

اس سوال پر فریدی پھر سوچ میں پڑگیا کہ کس کا نام لے۔ شہزادی فارینہ کی روح کا یا اس کے دشمن ناقلوس کا۔ پھر فوراً ہی اسے یاد آگیا کہ افریقی قبائل روحوں اور دیوتاؤں پر اعتقاد رکھتے ہیں' خاص طور پر بدروحوں سے وہ بہت ڈرتے ہیں۔

"وہ فرعون مصر عقوقس کے چھوٹے بھائی فرعون شرطوقس کی بیٹی شہزادی فارینہ کی روح اور میری شریک حیات ہے۔" فریدی نے تفصیل کے ساتھ بتایا۔

اور دوسرے ہی لمحے گنجے سیاہ فام کے چہرے پر چھائی حیرت خوف میں تبدیل ہوگئی۔ اس کی تیز چمکدار آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا۔ فریدی غور سے اس کے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات دیکھتا ہوا اندازہ لگارہا تھا کہ رد عمل کے طور پر گنجے سیاہ فام کا آئندہ اقدام کیا ہوگا۔

گنجے کے نیزہ بردار ساتھی فریدی کے دائیں بائیں پھیلے ہوئے تھے لیکن اب ان کی نگاہیں فریدی کی بجائے گنجے کے چہرے پر مرکوز تھیں اور ان کی آنکھوں سے

حیرت جھانک رہی تھی۔ فریدی سمجھ چکا تھا کہ گنجا بدروحوں کے ذکر سے خوفزدہ ہے۔

"اجنبی---!" دفعتاً گنجے نے سنبھل کر فریدی کو مخاطب کیا لیکن اب اس کا لہجہ پہلے کی نسبت نرمی لئے ہوئے تھا۔ "تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔"

"کیوں---؟" فریدی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "تم لوگ کون ہو اور مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو؟"

"میرا نام سپہ سالار ڈونگا ہے۔ ہمارے قبیلے کے قانون کے مطابق اگر کوئی اجنبی ہماری حدود میں داخل ہو تو اس کی قسمت کا فیصلہ سردار ہی کرتا ہے۔ کیونکہ بیرونی دنیا سے آنے والوں کے لئے ہمارے علاقے میں قدم رکھنا قبیلے کے دستور کے مطابق بہت بڑا جرم ہے۔ لیکن تمہارا معاملہ اور ہے کیونکہ تم ایک بدروح کے شوہر ہو اور ہم بدروحوں کا بہت احترام کرتے ہیں۔"

"اگر میں تمہارے ساتھ جانے سے انکار کردوں تو پھر---؟"

"پھر ہم تمہیں زبردستی لے جائیں گے---" سپہ سالار ڈونگا کا لہجہ سخت ہوگیا۔ "کیونکہ ہماری دیوی کا حکم ہے کہ ہم اپنے علاقے میں آنے والے کو واپس نہ جانے دیں اور اسے دیوی کی بھینٹ چڑھا دیں۔"

"اوہ---" فریدی خوفزدہ ہوگیا۔ "تو کیا مجھے بھی دیوی-----!"

"نہیں---" سپہ سالار ڈونگا جلدی سے بولا۔ "تم چونکہ ایک بدروح کے شوہر ہو اس لئے تمہارے ساتھ دوسرا سلوک کیا جائے گا اور سردار طورم تمہارے لئے مقدس کیلاش سے ہدایات طلب کرے گا۔"

"مقدس کیلاش---وہ کون ہے---؟" فریدی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارے قبیلے کا وچ ڈاکٹر---لیکن اب تم دیر مت کرو۔ بستی میں ہمارا انتظار ہورہا ہے۔"

"تو کیا بستی والوں کو میری یہاں موجودگی کا علم ہے---؟"

"ہاں---ایک گھنٹہ پہلے تمہیں یہاں پڑے دیکھ کر ہمارے ایک ساحل

محافظ نے وہاں جاکر سردار کو اطلاع دی تھی اور سردار کے حکم پر ہی ہم تمہیں گرفتار کرنے آئے ہیں۔۔۔۔" سپہ سالار ڈونگا نے جواب دیا۔ "آؤ۔۔۔"

پھر اس کے اشارے پر چاروں نیزہ برداروں نے فریدی کو گھیرے میں لے لیا اور سپہ سالار چل دیا۔ فریدی اس کے پیچھے قدم اٹھاتا ہوا کوثر کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہ کہاں ہے اور اگر اسے قاہرہ سے یہاں پہنچانے میں ناقلوس کی روح کا ہاتھ کارفرما تھا تو کوثر اس کی مدد کے لئے اب تک کیوں نہیں پہنچی۔

طیارے میں کوثر نے بتایا تھا کہ انہیں آئندہ زندگی میں بھی ناقلوس کی طرف سے خطرہ رہے گا اور وہ شہزادی فارینہ اور شہزادہ کیوقس کو کبھی اکٹھے نہیں رہنے دے گا۔ اس نے شہزادی فارینہ یعنی کوثر کے عزائم کو ناکام بنانے کے لئے ہی اپنی پراسرار طاقتوں سے موسم میں تبدیلی پیدا کرکے ان کے طیارے کو واپس قاہرہ جانے پر مجبور کردیا تھا اور پھر دوسرا وار کرکے کوثر اور فریدی کو جدا کرڈالا تھا جس کے نتیجے میں فریدی اس وقت افریقہ کے جنگلات میں چل رہا تھا۔

وہ جوں جوں آگے بڑھ رہے تھے، جنگل گھنا ہوتا جارہا تھا۔ وہ ایک مخصوص راستے پر چل رہے تھے جو شاید پہلے بھی آمدورفت کے لئے استعمال ہوتا رہتا تھا لیکن ناہموار اور ٹیڑھا میڑھا تھا۔ فریدی کو جنگلات میں سفر کرنے کا تجربہ نہیں تھا، اس لئے بار بار ٹھوکر کھاتا جارہا تھا۔ سپہ سالار ڈونگا اس سے دو قدم آگے چل رہا تھا جبکہ دو جنگلی فریدی کے دائیں بائیں اور دو پیچھے تھے۔

پندرہ بیس منٹ بعد اچانک ایک ایسی گونج دار آواز ابھری جیسے ڈھول پر چوٹ لگائی گئی ہو۔ اس کے بعد ایسی ہی آواز کچھ فاصلے سے سنائی دی پھر تیسری اور چوتھی آواز۔۔۔۔اس طرح ایک سلسلہ سا شروع ہوگیا۔

"سپہ سالار۔۔۔۔ یہ ڈھول کیوں بجائے جارہے ہیں۔۔۔۔؟" فریدی نے حیرت سے پوچھا۔

"راستے میں موجود ہمارے سپاہی ایک دوسرے کو ہماری آمد کی اطلاع دے رہے ہیں۔" سپہ سالار نے رکے بغیر جواب دیا۔

اور فریدی کے ذہن میں رائیڈر ہیگوڈ کے ایک ناول کا سین گھوم گیا۔ اس میں بھی جنگلی پیغام رسانی کے لئے نقارے استعمال کرتے تھے اور یہ سلسلہ ان کی آبادی تک پھیلا ہوا تھا۔ مزید دس منٹ کے سفر کے بعد جنگل چھدرا ہونے لگا۔ درختوں کا ایک دوسرے سے فاصلے بڑھنے لگا۔ پھر گھاس پھوس کے جھونپڑوں پر مشتمل ایک بستی کے آثار نظر آنے لگے۔

اس بستی کے گرد گھنے درختوں کے سلسلے تھے۔ جلد ہی وہ بستی کے ابتدائی جھونپڑوں کے قریب پہنچ گئے۔ وہ ایک دائرے کی صورت میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان

کے سامنے کی جانب بستی میں داخل ہونے کا پندرہ بیس فٹ کشادہ راستہ تھا اور وہاں چند جنگلی کھڑے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

ان کے وہاں پہنچتے ہی وہ جنگلی اپنی زبان میں نعرے لگانے لگے۔ ان کے انداز سے خوشی کا اظہار ہو رہا تھا۔ فریدی حیرت سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ سپہ سالار ڈونگا نے ہاتھ بلند کیا اور نعرے لگانے والے ایک دم خاموش ہو کر راستے سے ایک طرف ہٹ گئے۔

وہ لوگ بستی میں داخل ہوئے تو جنگلی ان کے پیچھے چل دیئے۔ بستی کے اندر خاصا وسیع میدان سا تھا جس کے گرد جھونپڑے تھے جبکہ داخلی راستہ کے بالکل سامنے اور میدان کی دوسری جانب ایک جھونپڑا چبوترہ نما ٹیلے پر بنا ہوا تھا۔ سپہ سالار اسی جانب بڑھ رہا تھا۔ جھونپڑوں کے دروازوں سے جنگلی عورتیں اور بچے فریدی کی طرف دیکھ رہے تھے لیکن کسی نے باہر آنے کی کوشش نہ کی۔ ان کے چہروں پر خوشی ناچ رہی تھی اور آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی جو فریدی کی سمجھ سے بالاتر تھی۔

سپہ سالار ڈونگا چبوترے کے پاس جا رکا۔ اسی لمحے فریدی کی نگاہیں اس جھونپڑے کی چھت پر بیٹھے ہوئے عقاب پر پڑیں اور وہ چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ کافی بڑا عقاب تھا اور اس کی تیز نگاہیں فریدی پر مرکوز تھیں۔ پھر اچانک وہ عقاب چیخا اور فضا میں بلند ہو کر پرواز کرتا ہوا سیدھا فریدی کی طرف آیا۔ فریدی بوکھلا کر ایک دم جھک گیا لیکن عقاب اسے چھوئے بغیر گزر گیا۔ کچھ دور جا کر وہ پلٹا اور واپس اڑتا ہوا جھونپڑے پر جا بیٹھا۔

عقاب کی اس حرکت پر سپہ سالار اور دوسرے جنگلیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور وہ بڑی عجیب سی نگاہوں کے ساتھ فریدی کی طرف دیکھنے لگے۔ شاید عقاب کا فریدی کو نقصان پہنچائے بغیر واپس اپنی جگہ جا بیٹھنا ان کے لئے ایک غیر متوقع فعل تھا۔ خود فریدی کو بھی حیرت تھی کہ عقاب تیزی کے ساتھ اس

پر حملہ کرنے آیا تھا لیکن حملہ کئے بغیر اس کے اوپر سے گزر گیا تھا۔ حالانکہ فریدی کی اپنے دفاع کی کوشش ایسی نہیں تھی کہ وہ عقاب کے حملے سے خود کو محفوظ رکھ سکتا۔

اچانک چبوترے پر بنے ہوئے جھونپڑے کے دروازے میں ایک طویل القامت اور قوی الجثہ شخص نمودار ہوا اور اسے دیکھتے ہی سپہ سالار سمیت تمام جنگلی رکوع کے انداز میں جھک گئے۔ وہ شخص فریدی کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔

فریدی کے اندازے کے مطابق وہ اس بستی کا سردار طورم ہی تھا۔ اس کی کشادہ پیشانی پر سفید مٹی سے تین متوازی لکیریں کھنچی ہوئی تھیں اور کانوں میں بالے تھے۔ چند لمحوں تک وہ تیز نگاہوں سے فریدی کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے منہ سے کوئی لفظ نکالا اور جھکے ہوئے جنگلی سیدھے کھڑے ہو گئے لیکن سپہ سالار کے سوا سب کے سر جھکے ہوئے تھے۔

سردار طورم نے سپہ سالار ڈونگا کی طرف دیکھ کر جنگلی زبان میں کچھ کہا۔ جواب میں سپہ سالار بولنے لگا۔ ان دونوں میں چند لمحوں تک گفتگو ہوتی رہی۔ اس دوران سردار کی نگاہیں فریدی پر مرکوز رہیں اور اس کے چہرے کے تاثرات بار بار تبدیل ہوتے رہے۔ اس کی آنکھوں میں کبھی حیرت اور کبھی خوف پیدا ہوجاتا تھا۔ اگرچہ وہ دونوں افریقی زبان میں گفتگو کررہے تھے لیکن فریدی سمجھ گیا تھا کہ وہ اسی کے بارے میں بات کررہے تھے۔

"اجنبی۔۔۔!" دفعتاً" سپہ سالار نے فریدی کو مخاطب کیا۔ "سردار کو تمہارے اس بیان پر شک ہے کہ تم کسی بدروح کے شوہر ہو۔ اگر یہ درست ہے تو اس بدروح نے تمہاری مدد کیوں نہیں کی۔۔۔؟"

"سپہ سالار۔۔۔ اس وقت میں اپنی سچائی میں کوئی ثبوت پیش نہیں کرسکتا۔۔۔" فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تو پھر تمہیں یہاں کے دستور کے مطابق سورج دیوی ی بھینٹ چڑھادیا جائے۔۔۔بولو؟" سپہ سالار نے پوچھا۔

فریدی سمجھ چکا تھا کہ سردار طورم انگریزی نہیں جانتا اور شاید پوری بستی میں صرف سپہ سالار ہی انگریزی میں بات چیت کرسکتا ہے۔ اس نے جواب میں کہا۔

"تم لوگوں کی مرضی ہے جو چاہو مجھ سے سلوک کرو۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ اگر تم لوگوں نے مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو شہزادی کی روح تمہاری بستی کو فنا کردے گی اور میرا انتقام لینے کے لئے وہ یہاں خون کی ندیاں بہادے گی کیونکہ میں اس کا شوہر ہوں اور وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہتی ہے۔۔۔"

سپہ سالار نے سردار طورم کو اپنی زبان میں فریدی کے جواب سے آگاہ کیا ر ایک لمحہ کے لئے سردار کے چہرے سے خوف ٹپکنے لگا۔ فریدی دل ہی دل میں ش ہوا کہ اس کی دھمکی موثر رہی تھی۔ خود کو سورج دیوی کی بھینٹ چڑھنے سے انے کا اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی راستہ نہ تھا کہ ان لوگوں کو بدروح سے فزدہ کیا جائے۔

سردار طورم چند لمحوں تک خاموشی سے کچھ سوچتا اور خوفزدہ نگاہوں سے یدی کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے سپہ سالار سے کچھ کہا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے ایات دے رہا ہو۔ چند لمحوں بعد وہ پلٹا اور اپنے جھونپڑے میں گھس گیا۔ سپہ لار فریدی کی طرف پلٹا اور نرم لہجے میں بولا۔

"سردار نے حکم دیا ہے کہ تمہیں پورن ماشی کی رات تک قید میں رکھا ئے۔ اس دوران اگر تمہارے ساتھی بدروح نے تمہیں بچانے کی کوشش نہ کی تو ج دیوی کی بھینٹ چڑھادیا جائے گا۔"

"پورن ماشی کی رات کون سی ہوتی ہے اور کب آئے گی۔۔۔؟" فریدی نے ے مطمئن ہوتے ہوئے پوچھا۔

"چاند کی چودھویں رات جب پورا چاند نکلتا ہے۔ آج چاند کی بیس تاریخ ۔ اگلے ماہ کی اس رات تک چوبیس دنوں کا وقفہ ہے۔ اس دوران اگر تم نے ا سے فرار ہونے کی کوشش کی تو تمہیں قتل کردیا جائے گا۔۔۔"

سپہ سالار کی وضاحت سن کر فریدی نے اطمینان کا سانس لیا۔ چوبیس دن کی ت بہت تھی۔ اس دوران وہ ان لوگوں کا اعتماد حاصل کرکے اپنی آزادی کی ش کرسکتا تھا اور اس بات کا بھی امکان تھا کہ کوثر اس کی مدد کے لئے وہاں جاتی۔ اب تک کے واقعات نے ثابت کردیا تھا کہ کوثر کی روح زمان و مکاں کی ے آزاد تھی اور اس کے لئے فاصلوں کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔

پہ سالار نے اپنے ساتھیوں سے کچھ کہا۔ پھر فریدی کو چلنے کا اشارہ کیا اور

بائیں جانب کے جھونپڑوں کی طرف بڑھا۔ فریدی جنگلی سپاہیوں کے گھیرے میں اس کے پیچھے چل دیا۔

سپہ سالار ایک جھونپڑے کے سامنے رکا جس کا دروازہ لکڑی کے تختوں کے ساتھ بنایا گیا تھا۔ ان تختوں میں دو دو انچ کا فاصلہ تھا۔ ایک جنگلی نے دروازہ کھولا اور فریدی کو اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا لیکن فریدی کھڑا رہا۔ اس پر سپہ سالار کی آنکھوں سے غصہ جھانکنے لگا۔

"اجنبی---اندر جاؤ--- پورن ماشی کی رات تک تم اسی میں رہوگے---" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے---لیکن خوراک کے بغیر میں اتنے دن کیسے زندہ رہ سکتا ہوں سپہ سالار---" فریدی نے منہ بنا کر کہا۔

"خوراک کی تم فکر مت کرو---تم اب سورج دیوی کی امانت ہو اس لئے تمہیں کمزور نہیں ہونے دیا جائے گا اور تمہیں اچھی خوراک اور آرام مہیا کیا جائے گا تاکہ قربانی کے دن تک تم مزید صحت مند اور موٹے ہو جاؤ---- سورج دیوی کمزور اور بیمار جسم کی بھینٹ قبول نہیں کرتی---"

"مجھے اس وقت خوراک کی ضرورت ہے۔ میں نے گزشتہ رات کے بعد اب تک کچھ نہیں کھایا---"

"تم اندر تو چلو۔ تمہارے لئے ابھی کھانا بھجوا دیا جائے گا۔ کھانے کے ساتھ ساتھ ایک خدمت گار بھی جو تمہاری ہر ضرورت کا خیال رکھے گی اور تمہارا دل بہلاتی رہے گی---"

فریدی اس کے آخری جملے کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ "کیا تمہاری طرح وہ بھی انگریزی میں بات کر سکے گی---؟"

"ہاں اجنبی---پوری بستی میں میرے علاوہ صرف کاشی ہی انگریزی میں بات چیت کر سکتی ہے---"

"کاشی---وہ کون ہے---؟" فریدی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہی جو تمہاری خدمت پر مامور کی جائے گی۔ میں نے ہی اسے انگریزی سکھائی تھی---" سپہ سالار نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "امید ہے اس کے ساتھ تمہارا اچھا وقت گزرے گا--- وہ سابق سپہ سالار کی بیٹی ہے۔"

فریدی جھونپڑے میں داخل ہوا۔ اندر فرش پر گھاس پھوس بچھا ہوا تھا۔ دروازے کے سوا اس میں باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ اس کے اندر آنے پر باہر سے دروازہ بند کر دیا گیا۔ اس کے باوجود وہاں اندھیرا نہیں تھا۔ دیواروں اور دروازے کے سوراخوں سے باہر کی روشنی اندر پہنچ رہی تھی۔

فریدی نے پلٹ کر ایک سوراخ سے باہر جھانکا۔ دو نیزہ بردار جنگلی دروازے کے سامنے کھڑے تھے جبکہ دوسرے سپہ سالار کے ساتھ چلے گئے تھے۔ فریدی نے طویل سانس لیا اور فرش پر بیٹھ کر کھانے کا انتظار کرنے لگا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک سیاہ فام دوشیزہ نے اندر قدم رکھا۔ دروازہ پھر بند ہو گیا لیکن فریدی نے توجہ نہ دی۔ اس کی نگاہیں اس جنگلی لڑکی پر جم کر رہ گئیں جس کی عمر سترہ اٹھارہ برس سے زیادہ معلوم نہ ہوتی تھی۔ اس کے سیاہ لمبے بال شانوں پر لہرا رہے تھے۔ سینے پر باریک اور پرانے کپڑے کی تین چار انچ چوڑی پٹی بندھی تھی اور پیٹ سے نیچے گھٹنوں تک ایک کپڑا لپٹا ہوا تھا۔ اس کی دونوں کلائیوں میں چھوٹے چھوٹے سفید پھولوں کے گجرے تھے۔ سیاہ رنگت کے باوجود اس کے چہرے کے نقوش تیکھے اور دلکش تھے۔ گہری سیاہ آنکھوں میں جوانی کا خمار لئے وہ فریدی کی طرف دیکھتی ہوئی مسکرا رہی تھی۔

وہ دونوں چند لمحوں تک ایک دوسرے کے سراپا کا جائزہ لیتے رہے۔ پھر وہ آگے بڑھی اور ہاتھوں میں پکڑی ہوئی تنکوں کی چھابی فریدی کے آگے رکھ دی۔ اس میں بھنے ہوئے پرندے کی بوٹیاں اور چند جنگلی سیب تھے۔

"اجنبی----!" وہ ایک قدم پیچھے ہٹ کر انگریزی میں بولی۔ "کھانا کھالو۔"

پھر وہ جھونپڑے کے بائیں گوشے کی طرف بڑھی۔ وہاں پانی کا مٹکا نما مٹی کا برتن اور ایک پیالہ رکھا تھا۔ اس نے پیالے میں پانی ڈالا اور لاکر فریدی کے سامنے رکھ دیا۔ کھانا دیکھ کر فریدی کی بھوک تیز ہوگئی۔

"آؤ---تم بھی کھاؤ لڑکی---!" اس نے کھانا شروع کرتے ہوئے اس سیاہ فام حسینہ کو دعوت دی۔

"مجھے ابھی بھوک نہیں ہے اجنبی---" وہ اس کے سامنے بیٹھتی ہوئی مسکرائی۔ "میرا نام کاشی ہے---"

"اوہ--- تو تم میری خدمت پر مامور کی گئی ہو اور میرے ساتھ رہو گی---؟" فریدی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

جواب میں کاشی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سرہلایا۔

کھانا کھانے کے دوران ان دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی اور فریدی خاموشی سے کھانا کھاتے ہوئے کاشی کے معصوم جنگلی حسن کا جائزہ لیتا اور سوچتا رہا۔ کاشی بھی اس کے چہرے پر نگاہیں جمائے اس کی آنکھوں میں جھانکتی اور دھیرے دھیرے مسکراتی رہی۔

دروازے کی دو انچ چوڑی درزوں سے باہر کھڑے نگران جنگلی بخوبی دکھائی دے رہے تھے لیکن ان کا رخ دروازے کی طرف نہیں تھا۔ پھر وہ دروازے کے بالکل قریب نہ تھے بلکہ وہاں سے تقریباً چھ فٹ کے فاصلے پر تھے اور اتنے فاصلے سے وہ جھونپڑے میں ہونے والی باتیں نہیں سن سکتے تھے۔ اس کے باوجود بھی فریدی نے محتاط رہنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔

کھانا کھاکر اس نے پانی کا پیالہ اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ کاشی نے تیزی سے ہاتھ بڑھاکر پیالہ اٹھالیا۔ فریدی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تو وہ آہستہ سے ہنس دی۔

"لو---پیؤ میرے اجنبی مہمان---!" اس نے پیالہ ہتھیلی پر رکھ کر فریدی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ---!" فریدی نے پیالہ تھامتے ہوئے مسکراکر کہا۔ "تم نے یہ تکلیف کیوں کی---میں خود اٹھانے لگا تھا---"

"میرا یہاں آنے کا یا بھیجے جانے کا مقصد تمہاری خدمت کرنا ہے اجنبی مہمان---" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی بولی۔

اگرچہ اسے انگریزی پر مکمل عبور حاصل نہ تھا اور وہ اٹک اٹک کر بولتی تھی،

اس کے باوجود اس کی آواز فریدی کو بہت دلکش محسوس ہوئی۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر نکال لیا۔ پھر سگریٹ سلگاتے ہوئے اس نے کن انکھیوں سے کاشی کی طرف دیکھا تو وہ عجیب سی نگاہوں سے لائٹر کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"تو سپہ سالار نے تمہیں یہی بتایا ہے کہ میں مہمان ہوں---" اس نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے کاشی سے پوچھا۔

"ہاں اجنبی---!" اس نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام اجنبی نہیں' فریدی ہے۔" فریدی مسکرایا۔

"فریدی---؟" اس نے آہستہ سے دہرایا۔

فریدی نے سرہلاتے ہوئے کہا۔ "ہاں--- تمہیں میرے بارے میں اور کیا کیا بتایا گیا ہے---؟"

"یہ کہ تم کسی بدروح کے شوہر ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ اگرچہ مقدس عقاب کا تمہارے ساتھ رویہ ظاہر کرتا ہے کہ تم غیر معمولی اور پراسرار قوت رکھتے ہو جو اسی بدروح کی وجہ سے ہوسکتی ہے لیکن ابھی تمہارے دعوے پر یقین نہیں کیا گیا اور تمہارے بیان کی تصدیق ہونے تک تمہارے ساتھ مہمانوں والا سلوک روا رکھا جائے گا---" کاشی نے بتایا۔

"گویا ان لوگوں کو ابھی یقین نہیں کہ میں کسی بدروح کا شوہر ہوں---" فریدی مسکرایا۔

"ہاں---!" اس نے اثبات میں سرہلایا۔ "چنانچہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہاری ہر قسم کی خدمت کروں اور دیکھوں کہ وہ بدروح تمہارے پاس کس طرح اور کس صورت میں آتی جاتی ہے---"

"اچھا---!" فریدی نے سمجھنے والے انداز میں سر کو جنبش دی۔ "فرض کرو کہ وہ بدروح مجھ سے ملنے نہیں آتی یا تمہاری موجودگی میں نہیں آتی یا تم اسے نہیں

دیکھ پاتیں تو پھر---؟"

"پھر مقدس کیلاش سے رجوع کیا جائے گا اور وہ تمہارے بیان کی تصدیق اپنے جادو کے ذریعے کرے گا۔"

"مقدس کیلاش--- قبیلے کا وچ ڈاکٹر---؟" فریدی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں---!" وہ حیرت سے بولی۔ "کیا تم اسے جانتے ہو---؟"

"نہیں--- البتہ سپہ سالار ڈونگا نے اس کا ذکر کیا تھا۔ وہ کس قسم کا آدمی ہے اور اس نے بھی میرے بیان کی تصدیق نہ کی تو پھر---؟"

"پھر---!" وہ سرجھکا کر آہستہ سے بولی۔ "پھر حسب دستور تمہیں سورج دیوی کی بھینٹ چڑھا دیا جائے گا اور---!"

وہ مزید کوئی لفظ کہے بغیر خاموش ہوگئی۔ فریدی اس کی ادھوری بات پر تجسس میں مبتلا ہوگیا۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ بھینٹ چڑھائے جانے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس نے کاشی کے دوبارہ بولنے کا انتظار کیا لیکن وہ خاموش ہی رہی۔

"کاشی--- آگے بتاؤنا--- پھر کیا ہوگا---؟" چند ثانیوں بعد اس نے خود ہی پوچھ ڈالا۔

"وہی جو ہر اجنبی کے ساتھ ہوتا ہے---" وہ اس کی طرف دیکھ کر قدرے سنجیدہ لہجے میں بولی۔ "یعنی تمہارا گوشت تبرک کے طور پر بستی والوں میں بانٹ دیا جائے گا---"

"کیا---؟" فریدی حیرت سے اچھل پڑا۔ "کیا تم لوگ انسانی گوشت کھاتے ہو؟ آدم خور ہو---؟"

"یہی سمجھ لو--- لیکن صرف بھینٹ کا گوشت--- ورنہ عام انسانی گوشت نہیں---"

فریدی مزید کوئی سوال کرنے کی بجائے سوچ میں پڑ گیا۔ وہ لوگ آدم خور تھے اور انسانی گوشت کھاتے تھے۔ شاید اس کا انجام بھی یہی ہو--- اسے یاد آیا کہ

اس کے بستی میں پہنچنے پر بستی کے مکینوں نے خوشی کے نعرے لگائے تھے۔ غالباً ان کا خوشی کا اظہار اسی وجہ سے تھا کہ انہیں اس کا گوشت کھانے کو ملنے والا تھا۔

"ایک بات تو بتاؤ---!" اس نے چند لمحوں بعد کاشی کے شباب پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔ "سپہ سالار ڈونگا بتا رہا تھا کہ تم سابق سپہ سالار کی بیٹی ہو۔ کیا میری خدمت کے لئے بستی کی کوئی عام لڑکی موجود نہ تھی---؟"

اس کے سوال پر کاشی مسکرائی اور اس کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی مخمور لہجے میں بولی۔ "کیا میں تمہیں پسند نہیں آئی فریدی-----؟"

اس کے لہجے میں ایسی دلفریبی اور دلکشی تھی کہ فریدی کے خوابیدہ جذبات بیدار ہونے لگے۔

"یہ بات نہیں کاشی---" اس نے نرمی سے کہا۔ "تم بہت خوبصورت اور پیاری لڑکی ہو۔ لیکن مجھے حیرت ہے کہ میری خدمت پر صرف تمہیں ہی کیوں مامور کیا گیا---؟"

"اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ میں تمہاری زبان میں بات چیت کر سکتی ہوں---" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "لیکن بڑی وجہ قبیلے کا قانون ہے۔ اس قانون کے مطابق یہ خدمت اسی لڑکی سے لی جاتی ہے جو سب سے آخر میں یتیم ہوئی ہو۔ میرا باپ صرف ایک ماہ پہلے ہلاک ہوا ہے۔ اس کے بعد سے بستی میں اب تک کوئی ایسا آدمی-----!"

"تمہارے باپ کو کس نے ہلاک کیا-----؟" فریدی نے اس کی بات قطع کرتے ہوئے جلدی سے پوچھا۔

"سردار طورم نے----" کاشی کی آواز ایک دم بھرا گئی۔

"کیوں---؟" فریدی نے حیرت سے پوچھا۔ "کیا ان کا آپس میں کوئی جھگڑا ہوا تھا---؟"

"ہاں---!" کاشی نے اثبات میں سر ہلایا۔

پھر اس نے خوفزدہ نگاہوں سے دروازے کی طرف دیکھا اور فوراً ہی ہاتھ سے اپنے آنسو پونچھ ڈالے۔

"کیا تم اس جھگڑے کی تفصیل نہیں بتاؤ گی---؟" فریدی نے اسے اپنی طرف متوجہ پا کر سوال کیا۔

"اس وقت مناسب نہیں----" وہ آہستہ سے بولی۔ "سردار کو پتا چل گیا کہ میں نے تمہیں بستی کا کوئی راز بتایا ہے تو وہ میری کھال اتار دے گا۔ بہت ظالم ہے وہ----"

"ہوں----پھر کب مناسب وقت آئے گا---" فریدی اس کا مطلب سمجھ گیا تھا۔

"رات کو---اس وقت پہرے دار بھی موجود ہیں اور سپہ سالار ڈونگا کے آنے کا بھی امکان ہے----"

"تو کیا رات کے وقت پہرے دار نہ ہوں گے---؟" فریدی نے پوچھا۔

"ہوں گے----لیکن اس وقت اندھیرے میں ہم قریب ہو کر آہستہ باتیں کریں گے---" وہ عجیب سے انداز میں مسکرائی۔

فریدی اس کی مسکراہٹ کا مطلب سمجھ گیا اور اس کے جسم پر چیونٹیاں سی رینگنے لگیں۔ اس نے جذباتی نگاہوں سے کاشی کے سراپے کا جائزہ لیا اور دل ہی دل میں اس کا کوثر سے موازنہ کرنے لگا۔

سردار طورم اپنے جھونپڑے میں بے تابی سے ٹہل رہا تھا۔ اچانک وہ رکا اور دروازے کے پاس کھڑے سپہ سالار ڈونگا کی طرف تیز نگاہوں سے دیکھنے لگا جو چند لمحے پہلے اندر آیا تھا۔ ایک لمحہ بعد اس نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"کیا تم نے ساحل کے صرف اسی حصے کا جائزہ لینے پر اکتفا کیا ہے جہاں اجنبی پایا گیا تھا؟"

"نہیں سردار۔۔۔میں وہاں سے دونوں جانب دور تک گیا ہوں۔۔۔۔" سپہ سالار نے مودبانہ انداز میں کہا۔ "لیکن مجھے کہیں بھی کوئی کشتی وغیرہ نظر نہیں آئی۔۔۔"

"حیرت انگیز۔۔۔!" سردار بڑبڑایا۔ "کسی آبی سواری کے بغیر آج تک کوئی اجنبی ہمارے ساحل پر نہیں آیا۔"

"سردار۔۔۔مجھے تو اجنبی کا بیان درست لگتا ہے۔۔۔"

"کیا مطلب۔۔۔؟" سردار طورم نے اسے گھورا۔

"اس نے کہا تھا کہ اسے نیند کے دوران ایک بھٹکی ہوئی روح نے ہمارے ساحل پر لا پھینکا تھا۔"

"مگر کیوں۔۔۔اگر وہ بدروح اس کی بیوی ہے تو اس نے اسے ہمارے علاقے میں کیوں پہنچایا۔۔۔؟" سردار نے سوال کیا۔

"یہ بات وہ بھی نہیں جانتا۔۔۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وہ بدروح اس کی حفاظت کر رہی ہے۔ کیونکہ مقدس عقاب اسے چھوئے بغیر گزر گیا تھا۔۔۔" سپہ سالار بولا۔

"ہوں۔۔۔!" سردار طورم نے سر کو جنبش دی۔ پھر وہ دوبارہ ٹہلنے اور سوچنے لگا۔

سپہ سالار خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد سردار رک کر اس سے دوبارہ مخاطب ہوا۔

"اگر اس کے ساتھ واقعی کوئی بدروح ہے تو وہ ہمارے لئے خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔ تم مقدس کیلاش کے پاس جاؤ اور اس سے بات کرو' وہ اصل بات بتادے گا۔۔۔"

"بہت بہتر۔۔۔" سپہ سالار ڈونگا نے سر جھکا کر مودبانہ لہجے میں کہا۔ "اور کوئی حکم۔۔۔؟"

"نہیں۔۔۔شام ہونے سے پہلے پہلے یہ معمہ حل ہو جانا چاہئے کیونکہ بستی والے بھی مقدس عقاب کے رویہ کے سبب اس اجنبی سے کچھ خائف ہو چکے ہیں۔ تم فوراً مقدس کیلاش کے پاس چلے جاؤ۔"

سپہ سالار نے سر جھکایا۔ پھر پلٹا اور باہر نکل آیا۔ چبوترے سے نیچے دو جنگلی سپاہی اس کے منتظر تھے۔ سپہ سالار ان کے قریب پہنچا اور انہیں اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتا ہوا بستی کے خارجی راستے کی طرف چل دیا۔ سپاہی اس کے پیچھے ہولئے۔ بستی سے باہر آکر وہ بائیں جانب چلنے لگے۔

اس جانب درختوں کے درمیان ایک راستہ تھا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ گھنے درختوں کے درمیان گھرے ہوئے ایک جھونپڑے کے پاس جا پہنچے۔ اس جھونپڑے کے باہر ایک بانس نما لکڑی زمین میں گڑی ہوئی تھی اور اس پر ایک استخوانی انسانی کھوپڑی ٹنگی ہوئی تھی۔ وہ تینوں اس خوفناک انسانی کھوپڑی سے چند قدم پیچھے ہی رک گئے۔ اسی لمحے اس کھوپڑی میں حرکت ہوئی اور وہ اپنی جگہ سے فضا میں بلند ہوگئی۔

کھوپڑی کے حرکت میں آتے ہی وہ تینوں رکوع کے انداز میں جھک گئے۔

کھوپڑی ہوا میں تیرتی ہوئی ان کی طرف آئی اور ان کے گرد ایک چکر لگانے کے بعد پرواز کرتی ہوئی جھونپڑے کے دروازے سے اندر چلی گئی۔ چند لمحوں بعد کھوپڑی باہر آئی اور بانس کے سرے پر ٹک گئی۔

ایک دو لمحوں بعد اندر سے ایک اسی نوے سال کا بوڑھا برآمد ہوا۔ وہ سیاہ فام اور کمزور جسم کا مالک تھا۔ اس کے سر کے بال ہی نہیں' بھنویں اور پلکیں تک سفید تھیں۔ اس نے نچلے دھڑ پر سیاہ رنگ کا کپڑا لپیٹا ہوا تھا اور باقی بدن برہنہ تھا۔ ناک طوطے کی چونچ کی مانند خم دار اور آنکھیں گول تھیں جن میں عجیب سی شیطانی چمک نظر آتی تھی۔ اس کے کانوں میں بڑے بڑے بالے اور گلے میں چھوٹی چھوٹی ہڈیوں کی مالا پہنی ہوئی تھی۔

"سپہ سالار ڈونگا---!" بوڑھے نے کھوپڑی کے پاس رک کر ان تینوں کا جائزہ لیتے ہوئے بلند آواز سے کہا۔

اس کی آواز سنتے ہی وہ تینوں سیدھے کھڑے ہوگئے لیکن ان کے سر بہ دستور جھکے رہے۔

"مقدس کیلاش----- سردار طورم کے حکم پر حاضر ہوا ہوں۔" سپہ سالار نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے----" بوڑھے نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پاٹ دار آواز میں کہا۔

"اجنبی خود کو کسی بدروح کا شوہر بتاتا ہے مقدس کیلاش-----" سپہ سالار دوبارہ بولا۔ "سردار چاہتا ہے کہ آپ اس کے بیان کی تصدیق کرکے بتائیں کہ حقیقت کیا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرکے بتادوں گا۔" مقدس کیلاش نے کہا۔ "اس نے کیا بتایا ہے----؟"

جواب میں سپہ سالار نے اسے تفصیل سے بتایا کہ فریدی نے بدروح کے سلسلے میں کیا بیان دیا تھا۔ اس نے مقدس عقاب کا بھی ذکر کیا کہ وہ کس طرح فریدی سے خوفزدہ ہوکر اسے چھونے میں ناکام رہا تھا۔ تفصیل سن کر مقدس کیلاش کی گول مگر سرخ سرخ آنکھیں سوچنے کے انداز میں سکڑ گئیں۔ پھر اس نے ایکدم اپنا داہنا پاؤں زمین پر زور سے مارا اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے لگا۔ اس کے پاؤں کی دھمک سن کر سپہ سالار ڈونگا اور اس کے دونوں ماتحتوں نے سر اٹھا کر اس کی

طرف دیکھا۔ اس کے ہونٹ ہلتے دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو گئے اور وحشت آمیز نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

ایک دو لمحوں بعد اچانک مقدس کیلاش نے ہوا میں پھونک ماری۔ فوراً ہی جھونپڑے کے بائیں پہلو سے سفید رنگ کا ایک چھوٹا سا کتا برآمد ہوا اور خاموشی سے مقدس کیلاش کے قریب آکر اس کے پاؤں چاٹنے لگا۔ کتے کو دیکھ کر تینوں جنگلی خوفزدہ نظر آنے لگے تھے۔ وہ متوحش نگاہوں سے کتے کی طرف دیکھتے ہوئے زیر لب کچھ بدبدا رہے تھے۔

"اجنبی کون ہے اور اس علاقے میں کیسے پہنچا ہے۔۔۔۔؟" مقدس کیلاش کتے پر نگاہیں جماتے ہوئے غرایا۔

جواب میں کتا آہستہ آہستہ بھونکنے لگا۔ چند لمحوں بعد کتا خاموش ہوا تو مقدس کیلاش نے پھر سوال کیا۔ کتے نے اس بار بھی اپنی زبان میں جواب دیا۔ تب مقدس کیلاش نے اسے ہلکی سی ٹھوکر رسید کی اور وہ ٹیاؤں ٹیاؤں کرتا ہوا جھونپڑے کے عقب کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

"سنو سپہ سالار۔۔۔۔ ساگونہ کی روح نے اجنبی کے بیان کی اتنی تصدیق کردی ہے کہ وہ یہاں اپنی مرضی سے نہیں آیا۔" مقدس کیلاش نے سپہ سالار کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ "اسے کسی بدروح نے ہمارے ساحل پر پہنچایا ہے اور وہ پانچ ہزار برس پرانی ہے لیکن وہ بدروح اس اجنبی کی بیوی یا اجنبی اس بدروح کا شوہر ہرگز نہیں ہے۔"

"اوہ۔۔۔۔!" سپہ سالار چونک کر بولا۔ "گویا اجنبی نے ہم سے غلط بیانی کی ہے۔۔۔۔؟"

"اس نے مکمل طور پر سچ نہیں بولا۔ ساگونہ کی روح کسی امر مجبوری کے سبب اس قدیم روح کا نام نہیں بتا سکی لیکن میں صبح ہونے سے پہلے تمام تفصیلات معلوم کرلوں گا۔" مقدس کیلاش نے سر جھٹکا۔ "تم لوگ جاؤ۔ میں کل کسی وقت اجنبی

سے خود ملوں گا اور اس سے گفتگو کر کے آخری فیصلہ دوں گا۔"

"بہت بہتر مقدس کیلاش۔۔۔۔" سپہ سالار ڈونگا نے سر جھکا کر کہا۔ "میں سردار طورم کو آپ کی طرف سے کیا جواب دوں؟"

"صرف یہ کہ کل تک صبر سے کام لے۔ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اجنبی سے وہی سلوک کیا جائے جو منہ میں آئے شکار کو ذبح کرنے سے پہلے کیا جاتا ہے۔" مقدس کیلاش نے آخری جملہ قدرے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ایسا ہی کیا جا رہا ہے مقدس کیلاش۔۔۔۔ اس کی خدمت پر کاشی کو مامور کردیا گیا ہے۔" سپہ سالار ڈونگا نے جواباً کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔

اور پلٹ کر اپنے جھونپڑے میں گھس گیا۔ سپہ سالار نے اپنے ساتھیوں کو واپسی کا اشارہ کیا اور پلٹ کر بستی کی طرف قدم اٹھانے لگا۔

فریدی بے تابی سے رات ہونے کا انتظار کررہا تھا۔ کاشی اس کے سامنے بیٹھی اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ شام ہونے میں ابھی چند گھنٹے باقی تھے۔ فریدی کا ذہن بے حد الجھا ہوا تھا اور وہ اب تک یہ معمہ نہیں حل کرسکا تھا کہ اسے قاہرہ کے ہوٹل سے ان دور دراز جنگلوں میں کس طاقت نے پہنچایا تھا' کوثر نے یا ناقلوس کی روح نے۔

"فریدی---- کیا تم مجھ سے باتیں نہیں کروگے----" طویل خاموشی سے اکتاکر کاشی نے اسے مخاطب کیا۔

اور فریدی چونک کر خالی خالی نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ کاشی کے موٹے سیاہ لبوں پر دلکش سی مسکراہٹ رقصاں تھی۔ فریدی بھی اس سیاہ حسن کے سحر میں کھو سا گیا۔ وہ اس سے تقریباً" دو فٹ کے فاصلے پر آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی۔ اس کی جھیل جیسی گہری آنکھوں میں عجیب سی مستی اور کشش تھی۔ فریدی خود کو اس کی آنکھوں کے سمندر میں غوطہ زن محسوس کررہا تھا اور اس کا دل چاہ رہا تھا کہ کاشی کو چھوکر اس کی نرمی اور گرمی کو محسوس کرے لیکن باہر کھڑے پہرہ داروں کی موجودگی اسے روک رہی تھی۔

"فریدی----" دفعتاً" وہ پلکیں جھپکا کر آہستہ سے بولی۔

"ہوں----!" فریدی کو جیسے ایکدم ہوش سا آگیا۔

"وہ بدروح کون ہے جس کے تم شوہر ہو----؟" کاشی نے سوال کیا۔

"شہزادی فارینہ----!" فریدی مسکرایا۔ "پانچ چھ ہزار برس پہلے کے ایک فرعون شرطوقس کی بیٹی۔"

"لیکن اس سے تمہاری شادی کیسے ممکن ہوسکی----؟" کاشی نے تحیر آمیز لہجے میں پوچھا۔

"یہ ایک طویل داستان ہے کاشی----!" فریدی نے جواب میں کہا۔ "وقت آنے پر میں تمہیں ساری بات بتادوں گا۔ فی الحال تم یہ بتاؤ کہ میں اس قید سے کس طرح چھٹکارا پاسکتا ہوں----؟"

"سوچنا پڑے گا۔ کیا تم یہاں سے جانا چاہتے ہو----؟"

"ہاں----کیونکہ تمہارا سردار مجھے سورج دیوی کی بھینٹ چڑھانا چاہتا ہے اور میں بچنا چاہتا ہوں----"

"کیا تم مجھے بھی اپنے ساتھ لے جاؤ گے----؟" کاشی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

فریدی انکار کرنا ہی چاہتا تھا کہ اسے ایک دم خیال آیا کہ یہ مناسب نہ دگا۔ کاشی کے ناز و انداز اور اس میں دلچسپی لینے سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اسے پسند لرنے لگی ہے۔

"ہاں---- اگر تمہاری خواہش ہو تو---- چلو گی میرے ساتھ----؟" ں نے پوچھا۔

"کیوں نہیں----" وہ مسکرائی۔ "تمہارے ساتھ تو میں سات سمندر پار بھی جاسکتی ہوں۔ لیکن میرا قبیلہ مجھے جانے نہیں دے گا۔ وہ میرے ٹکڑے کردیں گے----"

"کیا تم موت سے ڈرتی ہو----؟" فریدی نے سوال کیا۔

"پہلے ڈرتی تھی' اب نہیں----" کاشی آہستہ سے ہنسی۔ "جب سے باپ کو ردار طورم کے ہاتھوں مرتے دیکھا ہے' موت کا خوف دل سے نکل گیا ہے۔ اب تو ا ایک ہی تمنا ہے----"

"وہ کیا----؟" فریدی اس کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "مجھے بتاؤ۔ ممکن ہے

میں تمہاری تمنا پوری کرسکوں۔"

"نہیں۔ تم تو خود چند دن کے مہمان ہو اور پورن ماشی کی رات کو موت کی آغوش میں پہنچ جاؤ گے۔"

"خیال ہے تمہارا۔" فریدی نے لاپروائی سے کندھے اچکائے۔ "میری حفاظت بدروحیں کرتی ہیں۔"

"لیکن تم وہ کام نہیں کرسکتے جو میں کرنا چاہتی ہوں۔" وہ بولی "اور یہ اتنا آسان نہیں ہے۔"

"کاشی---- تم میری طاقت سے ناواقف ہو۔" فریدی نے جوش میں آتے ہوئے کہا۔ "مجھے کوثر کا انتظار ہے۔ وہ جب بھی آئی میں یہاں سے نکل جاؤں گا۔"

"کوثر کون ہے----؟" کاشی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہی بدروح---- اس جنم میں اس کا نام شہزادی فارینہ نہیں بلکہ کوثر ہے----"

"کیا تم اس سے محبت کرتے ہو----؟" اس نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

"شاید---- البتہ وہ مجھے ٹوٹ کر چاہتی ہے----" وہ مسکرایا۔ "اور میرے بچے کی ماں بننے والی ہے۔"

اس انکشاف پر کاشی کے چہرے پر قدرے مایوسی کے تاثرات نمودار ہوئے اور وہ سرجھکا کر کچھ سوچنے لگی۔ فریدی سمجھ گیا کہ وہ لڑکی اس سے کیا توقعات وابستہ کررہی تھی۔

"ہاں---- تم نے بتایا نہیں کہ تم اپنا کونسا ارمان پورا کرنا چاہتی ہو----" اس نے گفتگو کا رخ بدلنے کے لئے پوچھا۔

"میں اپنے باپ کے خون کا انتقام لینا چاہتی ہوں فریدی----" وہ آہستہ سے بولی۔ "لیکن ابھی تک مجھے کوئی موقع نہیں ملا' اب تمہاری آمد سے کچھ امید پیدا ہوگئی۔"

"اوہ---- کیا تم سردار سے بدلہ----" فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں----!" وہ تیزی سے اس کی بات کاٹتی ہوئی بولی۔ "جب تک میں اسے اپنے ہاتھوں موت کے گھاٹ نہ اتاردوں گی' بے سکون رہوں گی۔ کیونکہ میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے باپ کو خاک و خون میں غلطاں اور دم توڑتے دیکھا ہے----"

"اگر تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاؤ تو کیا قبیلے والے تمہیں معاف کردیں گے----؟"

"نہیں---- لیکن مجھے اس کی پروا نہیں' چاہے وہ میرے ٹکڑے کر ڈالیں۔" وہ زہریلے انداز میں ہنسی۔ "مجھے اپنے انجام کی ہرگز فکر نہیں۔"

"زندگی بہت حسین چیز ہے کاشی۔ میرا خیال ہے کہ تم اسے معاف کردو تو اچھا ہے۔" فریدی نے کہا۔

"ناممکن----!" اس نے سرجھکا۔ "تم میرے کرب کو محسوس نہیں کرسکتے ورنہ ایسا مشورہ نہ دیتے فریدی۔"

"میں نے تو یونہی کہہ دیا---- ورنہ مجھے سردار کی زندگی یا موت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" فریدی جلدی سے بولا۔ "بلکہ اگر تم کہو تو میں خود سردار طورم سے تمہارے باپ کے قتل کا انتقام لینے کے لئے تیار ہوں۔"

اسی لمحے باہر سے کوئی آہٹ ہوئی اور وہ دونوں خاموش ہوگئے۔ فریدی نے دروازے کی طرف دیکھا۔ باہر سپہ سالار ڈونگا پہرے داروں سے کچھ کہہ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ وہاں سے چلاگیا۔

"وہ سپاہیوں سے کیا کہہ رہا تھا----؟" فریدی نے کاشی سے پوچھا۔

"وہ سپاہیوں کو حکم دے گیا ہے کہ تمہاری سختی سے نگرانی ہونی چاہئے اور رات کے وقت دو کی بجائے چار آدمی پہرہ دیں۔"

فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "شاید اسے خطرہ ہے کہ میں رات کے وقت

بھاگنے کی کوشش کروں گا۔"

"یہی بات ہوگی ورنہ وہ محض اتنا کہنے کے لئے یہاں نہ آتا۔" کاشی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تو کاشی اٹھ کر باہر چلی گئی۔ چند منٹ بعد وہ ایک جلتی ہوئی مشعل لے کر آئی اور ایک دیوار میں لگادی۔ پھر وہ دوبارہ جھونپڑے سے نکل گئی۔ اس بار واپسی پر وہ فریدی کے لئے کھانا لائی تھی۔ فریدی نے دیکھا' کھانا اس کی ضرورت سے کافی زیادہ تھا۔

"ارے ---- یہ سارا تو میں نہیں کھاسکوں گا ----" وہ تیزی سے بولا۔

کاشی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں تحیر تھا۔ پھر اس کے لبوں پر شرارت آمیز سی مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔

"یہ سب کچھ تمہارے لئے ہے فریدی اور تمہیں کھانا پڑے گا۔" اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ "سردار طورم حکم عدولی پسند نہیں کرتا۔"

"اوہ ---- تو کیا یہ سردار طورم کا حکم ہے کہ اتنا زیادہ کھاکر اپنا معدہ خراب کرلوں ----؟" فریدی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ---- اور اگر تم نے ایک لقمہ بھی بچایا تو آئندہ چار دن تک تمہیں بھوکا رکھا جائے گا ----"

"نہیں ---- میں اپنا ہاضمہ نہیں بگاڑ سکتا۔ بھوکا رہ لوں گا ----" فریدی کا لہجہ فیصلہ کن تھا۔

"کیا ----؟" وہ حیرت سے بولی۔ "تم چار دن بھوک برداشت کرلوگے؟"

"جب آدمی کو کھانے کے لئے کچھ بھی دستیاب نہ ہو تو وہ چار کیا آٹھ دن بھی بھوک برداشت کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔" فریدی نے تلخ لہجے میں کہا۔ "تم یہ کھانا لے جاؤ اور سردار طورم کے منہ پر مار آؤ ----"

"بہت جی دار معلوم ہوتے ہو۔۔۔۔" وہ ایک دم ہنس پڑی۔ "بہرحال اب کھانا شروع کردو۔۔۔۔"

"بالکل نہیں۔۔۔۔ میں انسان ہوں' جانور نہیں بننا چاہتا۔۔۔۔" فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

اور کاشی ایک بار پھر ہنس دی۔ اس نے شوخ لہجے میں کہا۔ "گھبراؤ مت۔۔۔۔ اس میں میرے حصے کا کھانا بھی شامل ہے پیارے۔"

فریدی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور مسکرانے لگا۔ مشعل کی روشنی میں کاشی کی آنکھوں سے شرارت ٹپک رہی تھی۔ پھر وہ کھانا کھانے لگے۔ کھانے کے دوران کاشی اسے بڑی محبت پاش نگاہوں سے دیکھتی رہی۔

جھونپڑے کے باہر تاریکی پھیل چکی تھی۔ پہرے داروں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوچکا تھا۔ لیکن سردار طورم اور سپہ سالار کے خدشات بے جا تھے۔ فریدی کا فوری طور پر وہاں سے فرار ہونے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ کھانا کھانے کے بعد کاشی نے برتن اٹھا کر ایک کونے میں رکھ دیئے۔ فریدی نے ایک سگریٹ سلگایا اور اٹھ کر ٹہلنے لگا۔

"کیا سونے کا ارادہ نہیں ہے۔۔۔۔؟" کاشی نے حیرت سے پوچھا۔

"چند منٹ بعد۔۔۔۔ ذرا سگریٹ پی لوں۔۔۔۔" فریدی نے کہا۔ "تم نے سونا ہو تو سوجاؤ۔۔۔۔"

کاشی مزید کچھ کہے بغیر گھاس پھوس کے بستر پر لیٹ گئی۔ فریدی نے دروازے کی جھریوں سے باہر جھانکا۔ شارچی قبیلہ کی بستی پر سناٹا طاری ہوچکا تھا۔ سپاہی جھونپڑے کے دروازے پر چھ سات قدم کے فاصلے پر کھڑے آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کررہے تھے۔

فریدی کو ان کی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ شاید وہ سپاہی بہت ہی آہستہ آہستہ بول رہے تھے۔ فریدی کا اندازہ تھا کہ وہاں رات کے وقت بلند آواز

میں بات کرنے کی اجازت نہ ہوگی یا پھر یہ اس قبیلے کا قانون تھا کہ رات کے وقت کسی کی آواز جھونپڑے کے اندر آرام کرنے والوں کو بے سکون نہ کرے۔

سگریٹ ختم کرنے کے بعد اس نے کاشی کی طرف دیکھا تو وہ پہلو کے بل لیٹی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ نیند کے خمار سے اس کی آنکھیں سرخ ہورہی تھیں۔ اس نے فریدی کو اپنی طرف متوجہ پایا تو سیدھی لیٹتی ہوئی بولی۔ "اب آبھی جاؤ فریدی۔۔۔۔"

اس کے لہجے میں خاصی گرمی تھی۔ ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ بلند کرکے ایک توبہ شکن انگڑائی لی۔

فریدی نے احتیاط سے سگریٹ بجھایا۔ پھر آگے بڑھا اور کاشی سے چند فٹ کے فاصلے پر لیٹنے لگا۔

"مشعل تو بجھادونا۔۔۔۔!" وہ تیزی سے بولی۔ "ورنہ نیند نہیں آئے گی مجھے۔۔۔۔"

فریدی نے مشعل بجھائی اور جھونپڑے میں گھپ اندھیرا پھیل گیا۔ فریدی پلٹا اور اندازے سے پہلی جگہ پر آکر لیٹ گیا۔ لیکن فی الحال اس کا سونے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ وہ جاگنا چاہتا تھا۔ اس امید پر کہ شاید کوثر کی روح اس سے ملنے اور اس کی مدد کرنے کے لئے آجائے۔۔۔۔

جھونپڑے میں مکمل خاموشی اور تاریکی کا راج تھا۔ چند لمحوں بعد خشک گھاس کے چرمرانے کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ شاید کاشی نے کروٹ لی تھی۔ لیکن ایک دو لمحوں بعد ہی فریدی کو اپنے چہرے کے بالکل قریب کسی کی تیز تیز سانسیں سنائی دینے لگیں۔ پھر ایک لرزتی ہوئی ہلکی سی آواز ابھری۔ "کیا تم جاگ رہے ہو فریدی۔۔۔۔؟"

اس کے ساتھ ہی ایک انسانی ہاتھ اس کے سینے پر رینگنے لگا۔ اس ہاتھ کا لمس محسوس کرکے فریدی کے رگ وپے میں سنسنی سی پھیل گئی اور اس کی شریانوں میں خون کی گردش ایک دم تیز ہوتی چلی گئی۔

جھونپڑے کی فضا' تیز اور ناہموار سانسوں سے ارتعاش کی کیفیت میں تھی اور گرم گرم سانسیں بتدریج بے ترتیب ہوتی جارہی تھیں۔ جذبات کا سمندر تلاطم خیز ہوتا جارہا تھا۔

مگر اس سے پہلے کہ مشتعل اور بپھرے ہوئے جذبات تسکین کی منزل پر پہنچتے' اچانک باہر سے ابھرنے والی ایک تیز اور کرخت چیخ نے ان دونوں کو جدا کر ڈالا۔

فریدی نے چونکتے ہوئے اپنے سرہانے رکھے لباس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ وہ چیخ کسی پرندے کی معلوم ہوتی تھی۔ وہ جلدی سے لباس پہن کر دروازے کے قریب آیا اور باہر جھانکنے لگا۔ باہر تاریکی میں کھڑے سپاہیوں کے ہیولے نظر آرہے تھے جبکہ ایک بہت بڑا پرندہ بستی کی فضا میں ادھر سے ادھر اڑتا پھر رہا تھا۔

اچانک فریدی کو اپنی پشت پر کسی کے ہاتھ کا لمس محسوس ہوا اور ساتھ ہی کانوں میں ناہموار سانسیں سنائی دیں۔

"کاشی---!" فریدی اس کے جسم کا مخصوص لمس پہچان کر آہستہ سے بولا۔ "یہ چیخ کیسی تھی---؟"

"مم--- مقدس---مقدس عقاب کی---" وہ لرزتی ہوئی خوفزدہ آواز میں بولی۔

"اچھا--- تو یہ باہر وہی اڑ رہا ہے۔" فریدی نے کہا۔ "کیا وہ روزانہ اس وقت چیختا ہے---؟"

"نہیں--- یقیناً" کوئی خاص بات ہے۔" وہ اس کے سینے سے لگتی ہوئی بولی۔ "وہ بستی والوں کو کسی خطرے سے ہوشیار کرنے کے لئے چیختا ہے۔ شاید کوئی

اجنبی روح بستی میں داخل ہوئی ہے۔"

اس کے جواب پر فریدی چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ اسی لمحے باہر سے عجیب اور پراسرار سی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یوں لگتا تھا جیسے کتے رو رہے ہوں۔ کاشی کے بازوؤں کی گرفت فریدی کی کمر کے گرد ایک دم سخت ہوگئی اور فریدی اس کے دل کی دھک دھک اپنے سینے پر محسوس کرنے لگا۔ یقیناً" وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہوچکی تھی۔

"ڈرو مت کاشی---!" فریدی اس کی پشت سہلاتا ہوا اس کے کان میں آہستہ سے بولا۔ "تمہاری بستی میں کتے بھی ہیں---؟"

"نن--- نہیں---" وہ ہکلائی۔ "یہ کتوں کی نہیں بلکہ بدروحوں کی آوازیں ہیں---"

فریدی نے باہر جھانکا۔ مقدس عقاب اب بھی اڑتا پھر رہا تھا لیکن پہرہ دینے والے چاروں سپاہی غائب ہوچکے تھے۔ شاید وہ خوفزدہ ہوکر کہیں چھپ گئے تھے۔

"فف--- فریدی --- مجھے سنبھالو---!" کاشی بہ مشکل بولی تھی۔ "میں--- میں گرجاؤں گی۔"

فریدی کی گرفت میں اس کا بدن ڈھیلا پڑتا جارہا تھا۔ وہ اندھیرے میں الٹے پاؤں پیچھے ہٹا اور اس نے کاشی کو آہستہ سے نیچے لٹادیا' لیکن وہ پھر اس کے سینے سے لپٹ گئی۔

"تم--- تم مجھے خود سے جدا مت کرو--- میرے قریب رہو فریدی---" وہ دہشت زدہ آواز میں بولی۔

"اطمینان رکھو --- میں کہیں نہیں جارہا---" فریدی اسے خود سے جدا کرنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔

"نہیں--- نہیں--- دروازے کی طرف مت جاؤ۔ یہیں رہو۔" وہ اس کے گلے میں اپنی بانہوں کی گرفت سخت کرتی ہوئی منمنائی۔

مجبوراً فریدی اس کے پہلو میں دراز ہوگیا۔ اندھیرے کے باوجود وہ کاشی کی کیفیت محسوس کررہا تھا جس کا بدن خوف سے کانپ رہا تھا۔ باہر کتوں کے رونے کی آوازیں تیز ہوتی جارہی تھی۔ کاشی کے بیان کے مطابق وہ بدروحوں کے رونے کی آواز تھی۔ فریدی سوچنے لگا کہ وہ بدروحیں کیوں رو رہی ہیں اور کہاں سے آئی ہیں؟ کیا وہ اسی علاقے سے تعلق رکھتی ہیں یا نیل کی سرزمین سے وہاں آئی ہیں؟

آہستہ آہستہ کاشی کا لرزتا ہوا جسم پرسکون ہوتا چلاگیا۔ شاید اس کا خوف دور ہوگیا تھا اور وہ خود کو فریدی کی آغوش میں محفوظ سمجھ رہی تھی۔ فریدی کی گردن سے لپٹے اس کے بازوؤں کی سختی بھی ختم ہوگئی تھی اور کتوں کے رونے کی آواز بھی بند ہوچکی تھی۔

"کیا پہلے بھی کبھی یہاں بدروحیں آئی ہیں---؟" اس نے آہستہ آواز میں کاشی سے پوچھا۔

لیکن کاشی نے کوئی جواب نہ دیا۔ فریدی نے اسے ہلایا لیکن کاشی نے کوئی حرکت نہ کی۔ شاید وہ سوگئی تھی یا پھربدروحوں کی دہشت نے اسے بے ہوش کرڈالا تھا۔ فریدی اس سے الگ ہوکر اٹھا اور دوبارہ دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی تیز ہوا کا جھونکا اندر آیا اور فریدی بے ساختہ اچھل پڑا۔ اس ہوا میں ایک مخصوص خوشبو شامل تھی اور فریدی اس خوشبو کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ گزشتہ شب قاہرہ میں وہ اسی خوشبو سے اپنا دل بہلاتا رہا تھا۔

"شہزادے---!" دفعتاً اسے قریب ہی ایک سرگوشی سنائی دی۔ "میں آگئی ہوں پیارے---!"

"کوثر---!" فریدی کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"ہاں میری جان---" اس کے کانوں میں کوثر کی سانسوں کی بازگشت گونجی۔ "تمہیں میرا انتظار تھا نا؟"

"ہاں ڈارلنگ-----!" فریدی ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔

لیکن اس کے ہاتھ ہوا میں لہرا کر رہ گئے۔
"تم کہاں ہو کوثر----؟" وہ چونکتا ہوا بولا۔
"تمہارے بالکل قریب---- لیکن تم مجھے دیکھ نہیں سکتے----" کوثر کی آواز سنائی دی۔ "میں اس وقت جسم کے بغیر ہوں----"
"اوہ----!" فریدی مایوس ہوگیا۔ "تم اب تک کہاں تھیں----؟"
"بتادوں گی---- گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے پیارے---- ساری رات پڑی ہے۔ اطمینان سے حال دل سناؤں گی بھی اور سنوں گی بھی۔ بیٹھ جاؤ----"
فریدی کوثر کی آمد سے بے حد خوشی محسوس کررہا تھا۔ وہ بیٹھ گیا۔ اسی لمحے دروازہ بند ہوگیا۔
"سناؤ---- ان لوگوں نے تم سے کوئی زیادتی تو نہیں کی----؟" کوثر کی آواز قریب سے ابھری۔
"فی الحال تو نہیں---- لیکن یہ لوگ مجھے اپنی دیوی کی بھینٹ چڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔" فریدی نے بتایا۔
"وہ کبھی اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہوسکیں گے میری جان----" کوثر ہنسی۔ "یہ کاشی کیسی لڑکی ہے----؟"
"کیا تم نہیں جانتیں----؟" فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔
"جانتی ہوں----" وہ معنی خیز لہجے میں بولی۔
فریدی نے پیار سے پوچھ۔ "کیا تم نے ہی مجھے یہاں لا پھینکا تھا----؟"
"نہیں پیارے---- میں تو کبھی ایک لمحے کے لئے بھی تمہیں خود سے جدا نہیں کرسکتی----"
"پھر---- میں یہاں کیسے پہنچ گیا----؟" فریدی نے حیرت سے پوچھا۔
"شاید تم ناقلوس کی روح کو بھول گئے ہو---- یہ سب اسی خبیث کی شرارت ہے----" وہ بولی۔

"اچھا----!" فریدی نے سرہلایا۔ "لیکن ڈارلنگ تم اپنا بدن کہاں چھوڑ آئی ہو----؟"
جواب میں اسے کوثر کی کرب آمیز آہ سنائی دی اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔
"کیا ہوا میری جان----؟" اس نے تیزی سے پوچھا۔
"شاید تمہیں یہ سن کر دکھ ہوگا کہ میرا بدن جسے تم کوثر کی حیثیت سے پہچانتے تھے، مجھ سے چھین لیا گیا ہے۔" وہ سسکیاں لیتی ہوئی بولی۔
"اوہ----!" فریدی اچھل پڑا۔ "کس نے چھینا ہے؟ ناقلوس نے----؟"
"ہاں---- وہی میرا ازلی دشمن ہے فریدی ڈیئر----" وہ کرب آمیز لہجے میں بولی۔ "اور اسی لئے مجھے یہاں تک پہنچنے میں دیر ہوگئی----"
کوثر کی بات سن کر فریدی کے رگ و پے میں سنسنی سی پھیلتی چلی گئی۔

کوثر کی آمد فریدی کے لئے مسرت انگیز تھی اور فوری طور پر اسے اطمینان قلب حاصل ہوا تھا لیکن اس کا جسم چھینے جانے کی خبرنے اسے پریشان کر ڈالا تھا۔ اب کوثر محض ایک روح تھی جسے وہ نہ دیکھ سکتا تھا اور نہ چھو سکتا تھا۔ صرف اس کی دلکش آواز سن سکتا تھا اور اس سے باتیں کر سکتا تھا۔ لیکن محض باتوں سے آدمی کی تسکین نہیں ہو سکتی، خاص طور پر فریدی جیسے نوجوان کی۔

لیکن اب کوثر محض ایک روح تھی جس سے وہ اپنے فطری جذبات کو تسکین نہیں پہنچا سکتا تھا۔ ایسے میں شارچی قبیلہ کی حسینہ کاشی ہی اس کی حیوانی ضروریات پوری کر سکتی تھی جو بدروحوں کے خوف سے بے ہوش ہو گئی تھی اور تاریکی میں اس سے چند فٹ کے فاصلے پر پڑی تھی۔

"کیا بات ہے ڈیئر---- تم کیوں پریشان ہو گئے ہو----؟" اسے اپنے پہلو سے کوثر کی آواز سنائی دی۔

"میں ناقلوس کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔" فریدی نے بات بنائی۔ "آخر یہ سب کچھ ہوا کیسے؟ اس نے تمہیں تمہارے بدن سے کیسے محروم کیا اور تم پر کیا بیتی جبکہ قاہرہ کے ہوٹل میں تم میری آغوش میں سو رہی تھیں----؟"

"پہلے یہ بتاؤ کہ اس لڑکی سے تمہارا کیا تعلق ہے----؟" کوثر نے پوچھا۔

"بے فکر رہو---- میرا اس کے ساتھ تعلق ناجائز نہیں ہے۔" فریدی اس کے لہجے میں شک کی آمیزش محسوس کرتا ہوا بولا۔ "یہ میری خدمت پر مامور کی گئی ہے۔ اس کا باپ سردار طورم کے ہاتھوں قتل ہو چکا ہے اور یہ اس سے انتقام لینا چاہتی ہے----"

"جب تم ہوٹل کے کمرے میں میرے بازو پر سر رکھے سو رہے تھے، اس وقت اچانک ناقلوس کی روح وہاں پہنچ گئی تھی----" کوثر بتانے لگی۔ "اس کے آتے ہی میری آنکھ کھل گئی تھی لیکن اس سے پہلے کہ میں اپنے دفاع کا کوئی انتظام کرتی، ناقلوس نے مجھ پر پھونک ماری اور میرا بدن نیم جاں ہو گیا۔ میں دیکھ سکتی تھی، سن سکتی تھی مگر حرکت کرنے اور بولنے سے معذور تھی۔ پھر اس نے جادو کے ذریعے سرسام جن کو طلب کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ تمہیں افریقہ کی سرزمین پر چھوڑ آئے۔ سرسام جن نے تمہیں اٹھایا اور غائب ہو گیا۔ ناقلوس نے قہقہہ لگایا اور بڑے تحقیر آمیز لہجے میں مجھ سے مخاطب ہوا۔

"شہزادی---- تم نے میری طاقت کا اندازہ لگایا ہوگا۔ تم سمجھتی تھیں کہ میں بے خبر ہوں یا اتنا کمزور ہوں کہ شہزادہ کیوقس سے تمہارے میل جول میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ شہزادے سے تمہارا دوبارہ ملنا میری طاقت کا ہی کرشمہ تھا۔

میں چاہتا تھا کہ تمہیں شہزادہ کیوقس سے چند دن لذت وصال حاصل کرنے کا موقع دوں تاکہ جب میں تم دونوں کو دوبارہ جدائی کی آگ میں جھونکوں تو تم ہمیشہ اس آگ میں سلگتی رہو۔ چنانچہ میں نے شہزادے کو فریدی کی شکل میں تم سے ملانے کا انتظام کیا تھا۔

لیکن جب تم نے میری طاقت اور رسائی کی حدود سے باہر نکلنے کی کوشش کی اور شہزادے کے ساتھ سمندر پار جانا چاہا تو میں نے تمہیں روکا جس کے نتیجے میں طیارے کو واپس آنا پڑا اور اب----"

وہ خاموش ہو کر ہنسنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ دوبارہ بولا۔ "اب میں تمہیں اس بدن سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دوں گا، جسے فریدی کوثر کے نام سے جانتا ہے اور تم یہ بدن دوبارہ کبھی بھی حاصل نہ کر سکو گی---- اس بدن کے بغیر نہ تو فریدی تمہیں قبول کرے گا اور نہ ہی تم فریدی سے اپنے جذبات کی تسکین کا سامان

کرسکوگی۔۔۔۔"

مجھے اس نابکار پر بے تحاشا غصہ آیا۔ میں اسے اس کی بکواس کا جواب دینا چاہتی تھی لیکن میری زبان حرکت کرنے سے لاچار تھی۔ میں اسے خونخوار نگاہوں سے گھور کر رہ گئی۔ اتنے میں سرسام جن واپس آگیا۔

اس نے ناقلوس کو بتایا کہ وہ تمہیں افریقہ کے ایک ویران ساحل پر ڈال آیا ہے جس کے قریب ہی جنگلات میں ایک آدم خور قبیلے کی بستی ہے اور وہ قبیلہ ایک بدروح کا پجاری ہے جسے وہ سورج دیوی کے نام سے پکارتے ہیں اور اپنے علاقے میں آنے والے ہر اجنبی کو سورج دیوی کی بھینٹ چڑھانے کے بعد اس کا گوشت کھاجاتے ہیں۔

یہ سن کر مجھے سخت تشویش ہوئی اور میں تمہاری مدد کو پہنچنے کے لئے بے تاب ہوگئی۔ ناقلوس نے سرسام جن سے کہا۔

"اب شہزادی فارینہ کے بدن کو لے جاؤ اور اسے سائبیریا کے برف زار میں پھینک آؤ۔۔۔"

پھر اس نے کچھ پڑھ کر پھونک ماری اور میں اپنے بدن سے جدا ہوگئی۔ سرسام جن میرا جسم اٹھا کر غائب ہوگیا اور ناقلوس میری طرف دیکھ کر اپنی کامیابی پر قہقہے لگانے لگا۔

"جاؤ شہزادی۔۔۔۔!" اس نے چند لمحوں بعد کہا۔ "اب قیامت تک شہزادے کیوقس اور اپنے بدن کو تلاش کرتی رہو۔ میں نے تمہارے باپ شرطوقس سے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں کبھی بھی شہزادے سے نہ ملنے دوں گا۔ اور میں نے وعدہ پورا کردیا ہے۔ آئندہ مجھے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ یہ میرا آخری وار ہے جس کا اثر ہمیشہ قائم رہے گا۔۔۔۔"

یہ کہہ کر ناقلوس کی روح غائب ہوگئی اور میں تمہاری تلاش میں چل پڑی۔

افریقہ پہنچ کر میں سارا دن اس بستی کو تلاش کرتی رہی اور آخرکار کامیاب

ہوگئی۔۔۔"

کوثر کی آپ بیتی سن کر فریدی نے گہرا سانس لیا۔ پھر بولا۔ "اب کیا پروگرام ہے ڈارلنگ۔۔۔؟"

"میں تمہیں لینے آئی ہوں پیارے۔۔۔ لیکن جسم کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔۔۔ تمہیں چند دن انتظار کرنا ہوگا۔۔۔"

"کیوں۔۔۔؟" فریدی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "تم چند دن میں کیا کرنا چاہتی ہو۔۔۔؟"

"میں کوئی بدن حاصل کرنے کی کوشش کروں گی۔ اس کے لئے مجھے کیا کرنا پڑے گا، یہ جاننا تمہارے لئے مناسب نہیں ہے۔ البتہ تمہیں یہاں کسی قسم کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا تعلق تمہاری روح سے ہے اور جب بھی تمہیں کوئی خطرہ درپیش ہوا، میں ایک لمحہ میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی۔"

"اوہ۔۔۔ تو کیا تم بستی سے باہر جاؤ گی۔۔۔؟" فریدی نے سوال کیا۔

"ہاں۔۔۔ مجھے وہ طاقت حاصل کرنی ہے جس سے میں دوسرے جسم کو اپنا سکوں۔۔۔" کوثر نے کہا۔ "ناقلوس نے مجھ پر جو حربہ استعمال کیا تھا، اس نے میری وہ قوت سلب کرلی تھی جس کے ذریعے میں کسی بھی جسم میں داخل ہوسکتی تھی۔ اس قوت کو دوبارہ پانے کے لئے مجھے چند دن کسی دوسری قدیم روح کو خوش کرنا ہوگا۔۔۔"

"خوش کرنے سے تمہاری کیا مراد ہے۔۔۔؟" فریدی نے حیرت سے پوچھا۔ "کیا تم اس کے بستر کی زینت بنوگی۔۔۔؟"

"غلط مت سوچو ڈیئر۔۔۔!" وہ ہنس پڑی۔ "روحیں جسم کے بغیر ایسے عمل سے نہیں گزر سکتیں۔ بہرحال میں تمہیں مناسب وقت پر تمہارے اس سوال کا جواب دے دوں گی۔۔۔"

فریدی بھی مسکرانے لگا۔ "لیکن ڈارلنگ۔۔۔ میں تمہارے بغیر اتنے دن

کیسے گزاروں گا۔۔۔۔؟"

"مجبوری ہے۔ ورنہ تم جیسے مزے دار آدمی سے جدا ہونے کو کس کمبخت کا جی چاہتا ہے۔" کوثر نے شوخ لہجے میں کہا۔

اس کا مطلب سمجھ کر فریدی کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

کوثر کی روح چند منٹ بعد رخصت ہونے لگی تو اس نے فریدی کو گڈنائٹ کہا۔ فریدی کو اس کی آمد سے اگرچہ کافی خوشی محسوس ہوئی تھی لیکن اب وہ بھی یہی چاہتا تھا کہ کوثر جلد چلی جائے۔

دروازہ کھلا اور بند ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی باہر سے ہوا کا شور اور کتوں کے رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ چند لمحوں کے اندر وہ آوازیں بتدریج معدوم ہوتی چلی گئیں۔ تب فریدی اندھیرے میں ٹٹولتا ہوا کاشی کے قریب آگیا۔ وہ ہر خطرے سے بے نیاز بے ہوش پڑی تھی۔ اسے ہوش میں لانے کے لئے فریدی اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے بدن کے مخصوص حصوں کو حرارت پہنچانے کی کوشش کرنے لگا۔

کچھ دیر بعد فریدی کو احساس ہوا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا کیونکہ اتنی دیر میں اس کا اپنا وجود جلنے لگا تھا لیکن کاشی کو ہوش نہ آیا۔ اکتا کر وہ اس کے قریب سے ہٹ گیا اور پیکٹ سے ایک سگریٹ نکال کر سلگانے لگا۔ بستی پر گہرا سناٹا طاری تھا۔ پہرے دار بھی واپس نہیں آئے تھے جو کوثر کی آمد سے پہلے غائب ہوگئے تھے۔

فریدی چاہتا تو اس موقع سے فائدہ اٹھا کر وہاں سے فرار ہوسکتا تھا لیکن اس کا کوئی خاص فائدہ نہ تھا۔ جنگلیوں سے بچ کر وہ زیادہ سے زیادہ ساحل تک ہی پہنچ سکتا تھا۔ لیکن کسی کشتی کے بغیر سمندر میں سفر کرنا ممکن نہ تھا اور اگر وہ کسی بحری جہاز کے ادھر سے گزرنے کا انتظار کرتا تو اس بات کا قوی امکان تھا کہ جنگلی صبح کے اجالے میں اسے تلاش کرتے ہوئے ساحل پر پہنچ جاتے اور اسے دوبارہ

گرفتار کر کے واپس بستی میں لے آتے۔

فریدی کو اچانک خیال آیا کہ اسے کوثر سے مقدس عقاب کے بارے میں پوچھنا چاہئے تھا۔ اسے اپنی غلطی پر افسوس ہونے لگا کہ اسے کوثر کی موجودگی میں مقدس عقاب کا خیال کیوں نہ آیا۔ کوثر ایک روح تھی اور وہ اسے روحوں کے بارے میں بتا سکتی تھی۔ مقدس عقاب کی شکل میں بھی کوئی روح تھی جس سے بستی والے ڈرتے تھے۔ اس کے علاوہ قبیلے کے وچ ڈاکٹر یا جادوگر کے بارے میں بھی وہ جاننا چاہتا تھا جسے بستی والے مقدس کیلاش کہتے تھے۔

دفعتاً اندھیرے میں کاشی کی کراہ ابھری اور فریدی کے خیالات کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ شاید کاشی ہوش میں آرہی تھی۔ وہ سرکتا ہوا کاشی کے قریب آگیا۔

"فریدی ---- فریدی ---- تم کہاں ہو ----؟" کاشی کے حلق سے خوفزدہ سی آواز خارج ہوئی۔

"میں تمہارے پاس ہی ہوں ڈیئر ----!" فریدی نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

اور وہ کروٹ لے کر اس کے سینے سے لگ گئی۔ اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ فریدی نے اسے بازوؤں میں لے لیا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں کاشی ---- سب ٹھیک ہے ----" وہ اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"وہ ---- وہ ---- چلی گئی ----؟" کاشی نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"وہ کون ----؟ یہاں تو کوئی نہیں آیا ----" فریدی اس کا خوف مٹانے کے لئے آہستہ سے ہنسا۔

"مگر ---- کتوں کے رونے کی صدائیں ----" کاشی نے کہنا چاہا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی تھی ----" فریدی نے اس کی بات قطع کرتے ہوئے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ "اگر کوئی بدروح بستی میں آئی بھی تھی تو اب وہ نہیں

ہے۔ کیا مشعل جلاؤں ----؟"

"نہیں ---- نہیں ----" وہ اس کی کمر کے گرد اپنے بازو حمائل کرتی ہوئی بولی۔ "پہرے دار دیکھ لیں گے' اور یہ رات ضائع ہو جائے گی۔"

"پہرے دار آرام کرنے جا چکے ہیں میری جان ----"

دن کا اجالا پھیلنے پر کاشی نے اسے بیدار کردیا۔

فریدی نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ بہت خوش اور نکھری نکھری لگ رہی تھی۔

"صبح ہوچکی ہے۔ پہرے دار واپس آچکے ہیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے فریدی سے کہا۔ "میں ناشتا لینے جارہی ہوں-----"

پھر اس نے دروازہ کھولا اور باہر چلی گئی۔ فریدی نے اٹھ کر باہر جھانکا۔ دو پہرے دار باہر کھڑے تھے۔ بستی کے زن و مرد اور بچے ادھر ادھر آجارہے تھے۔ مگر فریدی کے جھونپڑے کے قریب سے جو بھی گزرتا' وہ خوفزدہ نگاہوں سے جھونپڑے کی طرف دیکھتا ہوا گزرتا تھا۔ چند منٹ بعد کاشی کھانا لے آئی۔ اس نے کھانا فریدی کے سامنے رکھا۔ پھر پلٹ کر دروازہ بند کیا اور اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

"کھاؤ-----!" اس نے فریدی کی طرف محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا اور وہ مسکرا دیا۔

اس نے کھانے کے دوران کاشی سے پوچھا۔ "تم نے کوئی خاص بات سنی ہے-----؟"

"ہاں-----میں خود تمہیں بتانے والی تھی۔ بستی والے تم سے خوفزدہ ہوچکے ہیں۔" وہ جلدی سے بولی۔ "گزشتہ رات بدروحوں کے خوف سے کوئی بھی سکون سے نہیں سو سکا۔ سب کا خیال ہے کہ تم جس بدروح کے شوہر ہو' وہ تم سے ملنے آئی تھی۔ بعض نے اس جھونپڑے کا دروازہ خودبخود کھلتے اور بند ہوتے بھی دیکھا تھا' لیکن ڈر کے مارے کوئی اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا-----"

"اوہ-----!" فریدی نے مصنوعی حیرت کا اظہار کیا۔ "لیکن وہ یہاں تو نہیں

آئی تھی-----"

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو فریدی-----؟" وہ غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

"تمہیں شک ہے-----؟" فریدی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم نے اسے دیکھا تھا-----؟"

"نہیں-----مجھے تو اپنا ہوش نہ رہا تھا-----" وہ بھی مسکرادی۔ "بہرحال سردار طورم نے مشورے کے لئے فوری طور پر سپہ سالار ڈونگا کو مقدس کیلاش کے پاس بھیج دیا ہے-----"

"وہ کس قسم کا مشورہ کرنے گیا ہے-----؟" فریدی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"معلوم نہیں-----مجھے تو میری ایک دوست نے یہ باتیں بتائی ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ سردار طورم تمہارا معاملہ مقدس کیلاش کے سپرد کرنے کی کوشش کرے گا کیونکہ صرف وہی ایک ایسا شخص ہے جو بدروحوں پر قابو پاسکتا ہے اور سورج دیوی سے رابطہ قائم کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔"

"تو کیا مجھے مقدس کیلاش کے حوالے کردیا جائے گا-----؟"

"کیا پتا-----یہ تو سپہ سالار ڈونگا کی واپسی پر ہی معلوم ہوگا۔ ممکن ہے مقدس کیلاش خود یہاں آجائے۔" وہ بولی۔

"وہ کیسا آدمی ہے-----؟" فریدی نے تشویش آمیز لہجے میں پوچھا۔

"بہت طاقتور اور شیطان صفت شخص ہے وہ-----" کاشی کے لہجے میں نفرت تھی۔ "اس کے پاس پراسرار طاقتیں ہیں جن کے بل پر وہ پورے قبیلہ کو اپنا غلام بنائے ہوئے ہے۔ سردار طورم بھی اس سے ڈرتا ہے۔ بستی کا سردار بھی وہی مقرر کرتا ہے اور سپہ سالار بھی۔ بستی میں جس لڑکی کی بھی شادی ہو' اسے پہلی رات مقدس کیلاش کے جھونپڑے میں گزارنا پڑتی ہے اور وہ اس لڑکی کے بدن میں روحانی طاقت بھر کر صبح اسے واپس بستی میں بھیج دیتا ہے لیکن میں جانتی ہوں کہ وہ

شیطان کس قسم کی روحانی طاقت بھرتا ہے۔"

فریدی اس کا مطلب سمجھ کر مسکرانے لگا۔ ٹھیک اسی لمحے باہر سے شور بلند ہونے لگا۔

سپہ سالار ڈونگا مقدس کیلاش کے سامنے سر جھکائے کھڑا گزشتہ رات کا واقعہ اسے سنا رہا تھا۔ اسے سردار طورم نے وہاں بھیجا تھا۔ سپہ سالار کے پیچھے بستی کے دو افراد بھی کھڑے تھے۔

"ان لوگوں نے اجنبی کے جھونپڑے کا دروازہ کھلتے اور بند ہوتے دیکھا تھا۔" سپہ سالار دونوں کی طرف اشارہ کرکے بولا۔

"کیا تم نے کسی کو قیدی کے جھونپڑے میں داخل ہوتے یا باہر نکلتے دیکھا تھا---؟" مقدس کیلاش نے ان سے سوال کیا۔

"نہیں---!" ایک آدمی نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیا۔

"اچھا--- تم ٹھہرو--- میں ابھی معلوم کرلیتا ہوں---" مقدس کیلاش نے سپہ سالار سے کہا۔

وہ پلٹا اور جھونپڑے میں داخل ہوگیا۔ سپہ سالار ڈونگا انتظار کرنے لگا۔ چند منٹ بعد مقدس کیلاش دوبارہ باہر آیا اور لکڑی پر ٹنگی کھوپڑی کے پاس رک کر سپہ سالار سے بولا۔

"میں نے معلوم کرلیا ہے۔ گزشتہ رات ایک بدروح اجنبی کے جھونپڑے میں گئی تھی اور چند منٹ بعد چلی گئی تھی۔ اب میرا اس اجنبی سے ملنا ضروری ہوگیا ہے کیونکہ وہ بدروح اس اجنبی کو یہاں سے لے جانے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن فی الحال وہ اتنی طاقت نہیں رکھتی' اس لئے اس نے ایسا نہیں کیا---"

پھر مقدس کیلاش چبوترے سے اترا اور بستی کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "آؤ سپہ سالار۔ چلیں۔"

سپہ سالار ڈونگا اور دونوں جنگلی اس کے پیچھے چل دیئے۔ وہ بستی کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ایک جنگلی نے زور سے نعرہ لگایا۔ جواب میں بستی کے اندر سے بھی نعرے سنائی دینے لگے اور کئی لوگ بستی سے باہر آگئے۔ وہ سب مقدس کیلاش کی آمد کا اعلان کر رہے تھے۔

مقدس کیلاش اور سپہ سالار ڈونگا بستی کے داخلی راستے پر پہنچے تو وہاں بستی کا سردار طورم چند سپاہیوں کے ہمراہ مقدس کیلاش کے استقبال کے لئے موجود تھا۔ مقدس کیلاش کو دیکھ کر وہ رکوع کے انداز میں جھکا۔ پھر سیدھا ہوا اور آگے بڑھ کر مقدس کیلاش کے دونوں ہاتھوں پر بوسہ دے کر پیچھے ہٹ گیا۔ مقدس کیلاش آگے بڑھا اور سب اس کے پیچھے ہولیے۔

جونہی وہ لوگ بستی میں داخل ہوئے سردار طورم کے جھونپڑے پر بیٹھا مقدس عقاب اپنی جگہ سے اڑا اور مقدس کیلاش کے کندھے پر آبیٹھا۔ مقدس کیلاش اور اس کے ہم رکاب رک گئے۔ مقدس عقاب کی چونچ کیلاش کے کان کے قریب تھی اور وہ آہستہ آہستہ غرغرا رہا تھا۔

مقدس کیلاش پوری توجہ سے عقاب کی آواز سن رہا تھا۔ شاید عقاب اسے اپنی زبان میں کچھ بتا رہا تھا۔ مقدس کیلاش کے چہرے کے تاثرات بار بار بدل رہے تھے۔ کبھی اس کی گول آنکھیں سکڑ جاتیں اور کبھی اس کی پیشانی پر سلوٹ پڑ جاتے۔ چند لمحوں تک وہ خاموشی اور انہماک سے عقاب کی آواز سنتا رہا۔ اس دوران تمام جنگلی خوفزدہ انداز میں عقاب کی طرف دیکھتے رہے۔

پھر عقاب خاموش ہوگیا۔ مقدس کیلاش نے یوں سر ہلایا جیسے عقاب کی بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔ اس نے دوسرا ہاتھ اٹھا کر عقاب کی پشت پر پھیرا اور عقاب اس کے کندھے سے اڑ کر پرواز کرتا ہوا دوبارہ سردار طورم کے جھونپڑے پر جا بیٹھا۔

"طورم ---!" مقدس کیلاش نے سردار کی طرف پلٹ کر اسے مخاطب

کیا۔ "اجنبی کی خدمت پر کسے مامور کیا گیا ہے؟"

"سابقہ سپہ سالار کی بیٹی کو ---!" سردار طورم نے ادب سے جواب دیا۔

"اب وہ اجنبی کے بچے کی ماں بنے گی۔ وہ لڑکی سے عورت بن چکی ہے ---" مقدس کیلاش کے لبوں پر خوفناک سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ "چنانچہ اس اجنبی کو سورج دیوی کی بھینٹ چڑھانا ضروری ہوگیا ہے۔"

یہ کہہ کر وہ آگے بڑھنے لگا۔ اس کے عقب میں دوسرے لوگ بھی قدم اٹھانے لگے۔ بستی کے وسط میں پہنچ کر وہ رک گیا۔ پھر اس نے سپہ سالار ڈونگا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میرے یہاں بیٹھنے کا انتظام کرو سپہ سالار --- میں یہیں اجنبی قیدی سے ملاقات کروں گا ---"

یہ سن کر سپہ سالار ڈونگا نے چند جنگلیوں کو تخت لانے کی ہدایت کی۔ وہ فوراً ہی سردار طورم کے جھونپڑے کی طرف بھاگے۔ چند لمحوں بعد وہ سردار طورم کے جھونپڑے سے ایک چوکور اور چوبی تخت اٹھائے برآمد ہوئے اور تخت لاکر مقدس کیلاش کے قریب رکھ دیا۔ مقدس کیلاش تخت پر بیٹھ گیا۔ جنگلی اس کے سامنے سر جھکا کر کھڑے ہوگئے جبکہ سپہ سالار ڈونگا اس جھونپڑے کی طرف بڑھ گیا جس میں فریدی کو قید کیا گیا تھا۔

جھونپڑے میں فریدی اور کاشی دروازے کے قریب کھڑے باہر کا منظر دیکھ رہے تھے۔ کاشی نے فریدی کو بتادیا تھا کہ تخت پر بیٹھا ہوا بوڑھا ہی مقدس کیلاش ہے۔ پھر انہوں نے سپہ سالار کو اپنی طرف آتے دیکھا تو دروازے سے ہٹ کر جھونپڑے کے وسط میں بیٹھ گئے۔

"یہ سپہ سالار ادھر کیوں آرہا ہے ---؟" فریدی نے کاشی سے پوچھا۔

"معلوم نہیں --- شاید تمہیں مقدس کیلاش کے سامنے پیش کیا جانے والا ---" اس نے آہستہ سے کہا۔

فریدی فکرمند ہوگیا۔ کچھ دیر پہلے کاشی نے اسے اطلاع دی تھی کہ سردار طورم نے سپہ سالار کو مشورے کے لئے مقدس کیلاش کی طرف بھیجا ہے لیکن مقدس کیلاش خود وہاں چلا آیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئی خاص بات تھی جس کے سبب کیلاش کو وہاں آنے کی ضرورت پڑی تھی اور وہ خاص بات یقیناً" کوثر کی آمد اور واپسی ہی ہوسکتی تھی۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سپہ سالار ڈونگا دونوں پہرہ داروں کے ہمراہ اندر آگیا۔ اس نے وزدیدہ نگاہوں سے فریدی کی طرف دیکھا۔ کاشی نے پہلے ہی سر جھکالیا تھا۔

"آؤ سپہ سالار---- خیریت تو ہے----؟" فریدی نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا۔

"تمہیں مقدس کیلاش نے طلب کیا ہے۔ باہر چلو----" سپہ سالار نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا یہ لڑکی بھی میرے ساتھ آئے----؟" فریدی نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں---- یہ تمہاری ترجمانی کرے گی۔ کیونکہ مقدس کیلاش انگریزی نہیں جانتا----" سپہ سالار بولا۔

چنانچہ کاشی بھی کھڑی ہوگئی۔ پھر وہ دونوں سپہ سالار کے پیچھے پیچھے جھونپڑے سے باہر آئے اور اس طرف بڑھنے لگے جہاں وہ پر اسرار بوڑھا چوبی تخت پر بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے سردار طورم اور دوسرے جنگلی سرجھکائے کھڑے تھے جبکہ بستی کی عورتیں اور بچے جھونپڑوں کے دروازوں میں کھڑے مقدس کیلاش کی طرف دیکھ رہے تھے۔

سپہ سالار ڈونگا فریدی اور کاشی کو لئے مقدس کیلاش کے سامنے پہنچا اور سرجھکا کر بائیں جانب کھڑا ہوگیا۔

کاشی نے رکوع کے انداز میں جھک کر مقدس کیلاش کو سلام کیا۔ پھر سیدھی

ہوئی اور سرجھکا کر ادب سے کھڑی ہوگئی۔ سفید بالوں والا بوڑھا غور سے فریدی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ فریدی بھی اسی کی طرف متوجہ تھا لیکن وہ مقدس کیلاش سے نگاہیں نہ ملا سکا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس بوڑھے کی آنکھوں سے مقناطیسی لہریں سی نکل کر اس کی پیشانی کے راستے دماغ میں سرایت کرتی جارہی ہوں۔

دفعتاً" مقدس کیلاش نے افریقی زبان میں فریدی سے کچھ کہا۔ فریدی نے کاشی کی طرف دیکھا۔

"کاشی----!" سردار طورم نے اپنی زبان میں کاشی سے کہا۔ "اجنبی کو بتاؤ مقدس کیلاش کیا کہہ رہا ہے۔"

کاشی نے سر اٹھایا اور فریدی سے انگریزی میں بولی۔ "اجنبی---گزشتہ رات بستی میں آنے والی بدروح کون تھی----؟"

"وہ میری بیوی شہزادی فارینہ تھی---" فریدی نے جواب دیا اور کاشی نے اس کا جواب اپنی زبان میں مقدس کیلاش کو ٹرانسفر کردیا۔ جواب سن کر مقدس کیلاش کی پیشانی پر بل پڑگئے اور وہ فریدی کو گھورنے لگا۔

مقدس کیلاش چند لمحوں تک فریدی کو گھورتا رہا۔ پھر بولا۔ "وہ تم سے ملنے کیوں آئی تھی۔۔۔؟"

"کیا ایک بیوی اپنے شوہر سے نہیں مل سکتی۔۔۔؟" فریدی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"لیکن یہاں سورج دیوی کی حکومت ہے اور اس کی منشا کے بغیر کسی بد روح کو یہاں آنے کی اجازت نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ وہ دوبارہ آئی تو میں اسے اس قانون سے آگاہ کردوں گا۔" فریدی بولا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ تمہیں یہاں سے نکالنے کے لئے آئی تھی۔" مقدس کیلاش نے سخت لہجے میں کہا۔ "پھر وہ تمہیں اپنے ساتھ کیوں نہیں لے گئی۔۔۔؟"

"وہ چاہتی ہے کہ میں چند دن اور بستی والوں کی مہربانی اور میزبانی کا لطف اٹھاؤں۔۔۔"

"ہاہاہا۔۔۔!" مقدس کیلاش کے منہ سے مکروہ قسم کا قہقہہ خارج ہوا۔ "یہ کیوں نہیں کہتے کہ وہ بے بس ہے اور تمہیں یہاں سے لے جانے کی اس کے پاس طاقت نہیں ہے۔"

"نہیں۔۔۔ تمہارا اندازہ غلط ہے مقدس کیلاش۔۔۔" فریدی نے منہ بنا کر کہا۔ "وہ جب چاہے مجھے یہاں سے لے جاسکتی ہے۔ اس کے پاس بے شمار طاقتیں ہیں اور کوئی اس کا راستہ نہیں روک سکتا۔"

"سورج دیوی سے زیادہ طاقتور روح اور کوئی نہیں ہوسکتی اجنبی۔۔۔۔" کیلاش غرایا۔

"وقت آنے پر اس کا بھی فیصلہ ہوجائے گا کہ زیادہ طاقتور کون ہے۔" فریدی نے ہنس کر کہا۔

ٹھیک اسی وقت بادل کا ایک ٹکڑا سورج کے سامنے آگیا اور اس کا سایہ بستی پر پڑنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے وہاں موجود تمام جنگلیوں نے اپنی زبان میں نعرہ بلند کیا۔ ان کے چہروں پر خوشی ناچنے لگی تھی۔ اس پر فریدی کو حیرت ہوئی۔

"سورج دیوی آگئی ہے اجنبی۔۔۔۔!" مقدس کیلاش نے فریدی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اور اس نے تمہارا چیلنج قبول کرلیا ہے۔"

"سورج دیوی کہاں ہے۔۔۔۔؟" فریدی نے چونکتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا۔

"آسمان پر۔ اس بادل پر سوار ہے لیکن میرے سوا اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا اور نہ ہی اس کی آواز سن سکتا ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ تمہیں پورن ماشی کی رات کی بجائے کل ہی اس کی بھینٹ چڑھادیا جائے تاکہ وہ دیکھ سکے کہ شہزادی فارینہ تمہیں کیسے بچاتی ہے۔ اگر وہ تمہیں مرنے سے بچانے میں کامیاب ہوگئی تو ہمارا قبیلہ آئندہ سورج دیوی کی بجائے شہزادی کی پوجا کیا کرے گا۔۔۔"

فریدی نے بادل کی طرف دیکھا۔ بادل میں کوئی حرکت نہیں تھی اور وہ ایک ہی جگہ ٹھہرا ہوا تھا۔

"میں تمہاری دیوی سے ملنا چاہتا ہوں۔۔۔۔" فریدی نے دوبارہ کیلاش کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یہ ممکن نہیں ہے۔" کیلاش نے نفی میں سرہلایا۔ "وہ جب تک خود نہ چاہے' کوئی اس سے ملاقات نہیں کرسکتا۔"

"تم میری خواہش اس تک پہنچادو۔۔۔۔" فریدی بولا۔

"وہ سن رہی ہے۔۔۔" کیلاش مکروہ انداز میں مسکرایا۔

پھر اس نے سر اٹھا کر بادل کی طرف دیکھا۔ ایک دو لمحوں بعد اس نے فریدی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اس نے تمہاری درخواست قبول کرلی ہے۔ چنانچہ آج رات تمہیں سورج دیوی سے ملایا جائے گا۔"

یہ سن کر فریدی کا دماغ چکرا گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ واقعی سورج دیوی بادل پر سوار ہے۔ یا وہ بوڑھا اپنی طرف سے باتیں بنارہا ہے۔ تمام جنگلی سرجھکائے کھڑے تھے۔ مقدس کیلاش نے چند لمحوں کے لئے دوبارہ بادل کی طرف دیکھا۔ پھر فریدی سے بولا۔

"دیوی کا حکم ہے کہ آج سورج ڈوبنے کے بعد تمہیں اس کے پاس پہنچادیا جائے۔ تم شام کو تیار رہنا۔۔۔۔"

اسی لمحے بادل میں حرکت ہوئی اور وہ بکھرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ غائب ہوگیا۔

"سورج دیوی کے پجاریو۔۔۔۔ کل رات تمہیں اس اجنبی کا لذیذ گوشت ملے گا۔" مقدس کیلاش نے بلند آواز میں وہاں موجود جنگلیوں سے کہا۔ "چنانچہ میری عبادت کے لئے بستی کی سب سے کم عمر دوشیزہ میرے مسکن میں پہنچادی جائے۔"

یہ سن کر جنگلی خوشی سے نعرے لگانے لگے۔ مقدس کیلاش تخت سے اترا اور بستی سے باہر کو چل دیا۔ سردار طورم اور دوسرے لوگ بھی اس کے پیچھے چل دیئے جبکہ سپہ سالار ڈونگا نے کاشی اور فریدی کو ان کے جھونپڑے کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ وہ دونوں جھونپڑے میں داخل ہوئے تو پہرہ داروں نے دروازہ بند کردیا اور سپہ سالار واپس چل دیا۔

فریدی نے طویل سانس لیا اور فرش پر بیٹھ گیا۔ کاشی اس کے سامنے بیٹھ گئی لیکن اب وہ بہت پریشان اور اداس لگ رہی تھی۔

"کاشی۔۔۔۔ تم کیوں پریشان ہو۔۔۔۔؟" فریدی نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔

"مجھے تمہاری فکر ہے فریدی۔۔۔۔ کل شب تمہیں دیوی کی۔۔۔۔!" کاشی کہنے لگی۔

"فکر مت کرو میری جان۔۔۔۔" فریدی مسکرایا۔ "شہزادی فارینہ کی روح سورج دیوی سے زیادہ طاقتور ہے۔"

"مگر وہ ہے کہاں۔۔۔۔؟" کاشی نے پوچھا۔ "تم نے گزشتہ رات اس کی آمد مجھ سے کیوں چھپائی تھی۔۔۔۔؟"

"تمہارا خوف دور کرنے کے لئے۔ اگر بتادیتا تو تم پھر بے ہوش ہوجاتیں اور رات ضائع ہوجاتی۔۔۔۔" فریدی بولا۔

اور کاشی کے لبوں پر حیا آمیز تبسم پھیل گیا۔

فریدی اس کے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات دیکھ کر زیر لب مسکرا رہا تھا۔ دفعتاً اسے سورج دیوی کا خیال آگیا جس سے وہ آج شام ملاقات کرنے والا تھا۔ مقدس کیلاش نے کہا تھا کہ سورج ڈوبنے کے بعد اسے سورج دیوی سے ملاقات کے لئے لے جایا جائے گا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ کوئی جیتی جاگتی دیوی تھی اور اس کا کوئی خاص ٹھکانا تھا جہاں فریدی کی اس سے ملاقات ہونا تھی۔

"کاشی۔۔۔۔!" اس نے کاشی کا ہاتھ سہلاتے ہوئے کہا۔ "سورج دیوی کہاں رہتی ہے اور اس کی شکل کیسی ہے؟"

"میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا نہ ہی کوئی اسے دیکھ سکتا ہے۔ البتہ وہ خود جسے چاہے اپنا درشن کرادیتی ہے۔ مقدس کیلاش کے علاوہ صرف سردار طورم نے ہی اسے دیکھا ہے۔" کاشی نے بتایا۔ "وہ ایک پہاڑی غار میں رہتی ہے لیکن اس طرف مقدس کیلاش اور سردار کے سوا کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ سردار بھی مقدس کیلاش کی اجازت سے ہی وہاں جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی وہاں

جائے تو اس پر سورج دیوی کا عذاب نازل ہوتا ہے اور وہ بدروحوں کی غذا بن جاتا ہے۔۔۔"

"اچھا۔۔۔ تو کیا مجھے دیوی سے ملاقات کے لئے اسی غار میں لے جایا جائے گا۔۔۔؟" فریدی نے حیرت سے پوچھا۔

"شاید۔۔۔ ممکن ہے مقدس کیلاش کو اس مقصد کے لئے کسی خاص مقام کا پتا ہو۔۔۔"

فریدی نے کچھ سوچا۔ پھر بولا۔ "کیا تم بھی میرے ساتھ چلوگی۔۔۔؟"

"خواہش تو ہے۔۔۔ لیکن اس کے لئے تمہیں مقدس کیلاش سے کہنا پڑے گا۔۔۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

فریدی نے سرہلایا اور سوچنے لگا کہ کوثر کہاں ہے اور اس سے اگلی ملاقات کب ہوگی۔ کاش سورج دیوی سے ملاقات سے پہلے اس کی کوثر سے بات ہوجائے۔

بستی سے باہر آکر مقدس کیلاش نے پلٹ کر اپنے پیچھے آنے والوں کی طرف دیکھا اور ہاتھ بلند کرکے انہیں ٹھہرنے کا اشارہ کیا۔ تمام جنگلی جہاں تھے، وہیں رک گئے۔ مقدس کیلاش نے سردار طورم کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا اور وہ قدم بڑھا کر اس کے قریب پہنچ گیا۔

"تم میرے ساتھ آؤ طورم۔ تم سے مشاورت کرنی ہے مجھے۔" مقدس کیلاش نے آہستہ سے کہا۔

اور سردار طورم نے سر جھکادیا۔ مقدس کیلاش کی آواز بستی والوں تک نہیں پہنچی تھی۔ پھر اس نے سپہ سالار ڈونگا کو اپنے قریب بلایا اور تحکمانہ لہجے میں اس سے کہا۔

"سپہ سالار۔۔۔ اجنبی پر پہرہ سخت کردیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ قید سے فرار ہوجائے۔۔۔"

"بہت بہتر۔۔۔" سپہ سالار نے سرجھکا کر کہا۔ "آپ فکر مت کریں مقدس کیلاش۔۔۔ میرے جیتے جی وہ اجنبی قید خانے سے ایک قدم بھی باہر نہیں رکھ سکے گا۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ کوئی غیر معمولی بات ہو تو مجھے اطلاع کردینا۔ سردار میرے ساتھ جارہا ہے۔ ہوشیار رہنا۔" مقدس کیلاش بولا۔

پھر وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چل پڑا۔ سردار طورم بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ چند منٹ بعد مقدس کیلاش سردار کے ساتھ اپنے جھونپڑے کے پاس پہنچا۔ ٹھیک اسی لمحے جھونپڑے کی پشت کی جانب سے ایک لنگور برآمد ہوا اور

مقدس کیلاش کے قریب آکر اس کے پیروں میں بیٹھ گیا۔ اس کے منہ سے ہلکی ہلکی غراہٹیں خارج ہو رہی تھیں۔ مقدس کیلاش چونک پڑا اور غور سے اس کی غراہٹیں سننے لگا۔

چند لمحوں بعد لنگور اٹھا اور دوڑتا ہوا جھونپڑے کی پشت کی جانب چلا گیا۔ مقدس کیلاش نے پلٹ کر سردار طورم سے کہا۔

"سردار---- میری غیر موجودگی میں کوئی بد روح یہاں آئی تھی----"

"اوہ----!" سردار طورم کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ "کیا شہزادی فارینہ----؟"

"لنگور جن نے اس کا نام نہیں بتایا----" مقدس کیلاش نے پرسوچ انداز میں کہا۔ "لیکن وہ کوئی اجنبی روح ہی ہوگی۔ ورنہ لنگور جن اس علاقے کی تمام روحوں سے واقف ہے----"

"شہزادی فارینہ کی روح گزشتہ رات سے ہمارے علاقے میں آئی ہوئی ہے----" سردار نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں---- لیکن وہ شہزادی کے دشمن ناقلوس کی روح بھی ہو سکتی ہے جس نے اجنبی کو ہمارے ساحل پر پھینکا تھا۔" مقدس کیلاش نے جھونپڑے کے دروازے کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک اسی لمحے دروازے کے پاس بانس پر ٹنگی ہوئی انسانی کھوپڑی سے ہلکی سے چیخ خارج ہوئی اور کیلاش رک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ سردار طورم بھی رک گیا۔ کھوپڑی کی آنکھوں کے بے نور گڑھوں سے ہوا کی سرسراہٹ جیسی آواز خارج ہونے لگی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ آواز بند ہوگئی۔

"اوہ---- اس بدبخت کو میرے گھر میں داخل ہونے کی جرات کیسے ہوئی---" مقدس کیلاش غرایا۔

اور بڑھ کر جھونپڑے میں داخل ہوگیا۔ سردار طورم بھی اندر آگیا۔

جھونپڑے کے وسط میں گھاس پھوس کے فرش پر شیر کی کھال بچھی ہوئی تھی۔ چھت کے ساتھ چند انسانی کھوپڑیاں معلق تھیں جبکہ بائیں کونے میں ایک صحت مند قسم کا الو دیوار سے چمٹا ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مقدس کیلاش فرش پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی اس الو نے دیوار چھوڑ دی اور جھونپڑے میں ادھر ادھر اڑنے لگا۔ سردار طورم خوفزدہ نگاہوں سے الو کی طرف دیکھ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد الو مقدس کیلاش کے کندھے پر آبیٹھا۔

کیلاش نے پیار سے الو کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور بولا۔ "تم باہر کا جائزہ لے کر دیکھو کہ آس پاس کوئی بدروح تو نہیں ہے۔ ہو تو مجھے فوراً مطلع کرنا۔"

اس کا حکم سن کر الو اس کے کندھے سے بلند ہوا اور اڑتا ہوا باہر نکل گیا۔

سردار طورم نے اطمینان کا سانس لیا۔

"بیٹھ جاؤ سردار۔۔۔" مقدس کیلاش نے سردار کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مقدس کیلاش۔۔۔ مقدس کھوپڑی نے کیا بتایا تھا۔۔۔؟" سردار نے اس کے سامنے ادب سے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"اجنبی بدروح اندر آئی تھی اور چند لمحوں بعد باہر نکل گئی تھی۔۔۔" کیلاش نے غصہ سے کہا۔ "اس جرات کی میں اسے سخت سزا دوں گا۔ ذرا میرے سامنے تو آئے۔"

"مقدس کیلاش۔۔۔!" سردار طورم خوفزدہ لہجے میں بولا۔ "یقیناً اجنبی بدروح بہت طاقتور ہے۔ ورنہ کسی عام روح میں اتنی جرات نہیں ہوسکتی۔"

"پروا مت کرو طورم۔۔۔ وہ جو کوئی بھی ہے، میں جلد ہی اسے اپنی غلامی کا طوق پہنادوں گا۔ تم یہ بتاؤ کہ اجنبی قیدی کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ وہ بدبخت سورج دیوی سے ملنا چاہتا ہے۔"

"آپ وہی کریں جو سورج دیوی نے حکم دیا ہے۔۔۔" سردار نے جواب میں کہا۔

"مگر میں نہیں چاہتا کہ وہ سورج دیوی سے ملے۔۔۔" مقدس کیلاش نے غصے سے کہا۔

"اس میں کیا مضائقہ ہے مقدس کیلاش۔۔۔؟" سردار نے بے اختیار چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ممکن ہے وہ دیوی سے اپنی جان بخشی کی درخواست کر بیٹھے اور دیوی اسے معاف کردے۔ اس طرح وہ بچ جائے گا اور بستی والے اس کے گوشت سے محروم رہ جائیں گے۔"

"لیکن آپ نے بستی والوں کے سامنے اجنبی سے کہا ہے کہ آج شام دیوی سے اس کی ملاقات کرائی جائے گی۔۔۔"

مقدس کیلاش نے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ دیوی سے ملنے کے بعد اسے قتل کردیا جائے تاکہ وہ اپنی بدروح بیوی شہزادی فارینہ کو دیوی کے بارے میں نہ بتاسکے۔ اس لئے تم دیوی کے غار کے پاس چند تیرانداز چھپادو اور وہ میرا اشارہ پاتے ہی اسے تیروں سے چھلنی کردیں۔"

"بہت بہتر۔۔۔ آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی۔۔۔" سردار نے سر ہلایا۔ "کاشی کا کیا ہوگا۔۔۔؟"

"وہ ساتھ جائے گی اور اس کا انجام بھی وہی ہوگا۔۔۔" اس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"لیکن اسے ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اسے بستی میں ہی ختم کردیا جائے گا۔"

"نہیں۔۔۔ سورج دیوی ہرگز پسند نہیں کرے گی۔ یہ دیوی کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا کہ شارچی قبیلے کی لڑکی کسی اجنبی کے بچے کی ماں بنے۔۔۔"

"میں سمجھ گیا۔۔۔" سردار طورم نے سر کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔ "لیکن اجنبی کا دعویٰ ہے کہ شہزادی فارینہ کی روح اس کی محافظ ہے اور وہ سورج دیوی سے زیادہ طاقتور ہے۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ وہ اجنبی کو قتل ہونے سے بچالے گی ـــــ؟" مقدس کیلاش زہریلے لہجے میں بولا۔ "لیکن یہ ناممکن ہے۔ اگر وہ اتنی ہی طاقتور ہوتی تو اجنبی کو تمہاری قید سے نکال کر لے جاچکی ہوتی ـــــ"

سردار نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔ "اگر سورج دیوی نے اجنبی کی جان بخشی کردی تو پھر ـــــ کیا اس صورت میں بھی اجنبی قیدی کو قتل کردیا جائے گا ـــــ؟"

"سورج دیوی سے میں اجنبی کے قتل کی اجازت لے لوں گا۔" مقدس کیلاش نے لاپروائی سے کہا۔

اسی لمحے الو اڑتا ہوا اندر آیا اور مقدس کیلاش کے کندھے پر بیٹھ کر منہ سے چیں چیں کی آوازیں خارج کرنے لگا۔

اس کی آواز سن کر مقدس کیلاش نے اطمینان کا سانس لیا۔ پھر اس نے سردار طورم کو واپس جانے کی ہدایت کی اور وہ اٹھ کر جھونپڑے سے باہر نکل گیا۔

سارا دن فریدی فکر مند رہا۔ اگرچہ وہ کاشی کے ساتھ بظاہر پیار و محبت کی باتیں کرتا رہا تھا لیکن اندرونی طور پر اضطراب میں مبتلا رہا۔ اس دوران کاشی صرف ایک بار چند منٹ کے لئے باہر گئی تھی اور دوپہر کا کھانا لائی تھی جبکہ فریدی دوبار پہرہ داروں کے نرغے میں رفع حاجت کے لئے بستی سے باہر تک گیا تھا۔

شام ہونے لگی تو کاشی نے اس سے کہا۔ "سورج ڈوبنے کے بعد تمہیں دیوی سے ملاقات کے لئے لے جایا جائے گا۔"

"ہاں ـــــ!" فریدی نے اس کے لہجے میں چھپی اداسی محسوس کرکے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ "لیکن تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر سردار نے میرے ساتھ تمہیں نہ بھیجا تو میں بھی نہیں جاؤں گا ـــــ"

کاشی کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔ "کیا تم میری خاطر سردار کی خفگی مول لے سکو گے ـــــ؟"

"تمہاری خاطر تو میں جان بھی دے سکتا ہوں کاشی ـــــ" فریدی نے اپنائیت سے کہا۔

"کیوں ـــــ مجھ میں ایسی کیا خوبی ہے ـــــ؟" وہ شوخ لہجے میں بولی۔

"کیا تم نہیں جانتیں ـــــ؟" فریدی نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"تم بہت پیاری باتیں کرتے ہو فریدی ـــــ" وہ ہنس پڑی۔

"صرف باتیں؟" فریدی مسکرایا۔

اور اس کا مطلب سمجھ کر وہ شرما گئی۔ پھر اٹھتی ہوئی بولی۔ "میرا خیال ہے کہ کھانا کھالو۔ جانے کب واپسی ہو۔"

فریدی خاموش رہا اور وہ چلی گئی۔ وہ کھانا لائی تو دونوں نے کھانا کھایا۔ باہر سورج غروب ہو رہا تھا۔ وہ کھانے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ دروازہ کھلا اور سپہ سالار ڈونگا چار سپاہیوں کے ہمراہ اندر آگیا۔

"اجنبی۔۔۔۔ چلو۔۔۔۔" اس نے فریدی کو مخاطب کیا۔ "مقدس کیلاش نے تمہیں طلب کیا ہے۔"

"کیوں۔۔۔۔ کیا دیوی سے میری ملاقات نہیں کرائی جائے گی؟" فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"اسی سلسلے میں تمہیں مقدس کیلاش کے پاس لے جایا جا رہا ہے۔ کاشی بھی ساتھ جائے گی۔"

اپنا نام سن کر کاشی مسکرانے لگی۔ پھر فریدی اور کاشی ان لوگوں کے ساتھ باہر آئے۔ ابھی اندھیرا نہیں پھیلا تھا۔ بستی کے لوگ اپنے اپنے گھروں کے باہر کھڑے فریدی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ بستی سے باہر آکر وہ ایک طرف بڑھنے لگے۔ سپہ سالار ڈونگا آگے تھا۔ اس کے پیچھے کاشی اور فریدی اور پھر چاروں سپاہی چل رہے تھے۔ گھنے درختوں میں اندھیرا تھا اور جوں جوں وہ آگے بڑھ رہے تھے اندھیرا گہرا ہوتا جا رہا تھا۔

پانچ منٹ کے سفر کے بعد تاریکی اتنی بڑھ گئی کہ فریدی کو آگے چلتا ہوا سپہ سالار ہیولا سا محسوس ہونے لگا۔ ایک جگہ فریدی کو ٹھوکر لگی اور کاشی نے جلدی سے اسے تھام لیا۔ پھر وہ فریدی کا ہاتھ پکڑ کر چلنے لگی۔"

"فریدی۔۔۔۔؟" دفعتاً فریدی کو ایک جانی پہچانی سرگوشی سنائی دی۔

اور وہ بے ساختہ اچھل پڑا۔ وہ رکنے ہی لگا تھا کہ کوثر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔ "چلتے رہو ڈیئر۔۔۔۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ گھبرانے کی بالکل ضرورت نہیں۔۔۔۔"

فریدی مسکرانے لگا۔ اب وہ بہت اطمینان محسوس کر رہا تھا۔ کوثر کی آمد سے

تمام تفکرات اس کے ذہن سے دھل گئے تھے اور وہ خود کو تازہ دم سا پا رہا تھا۔

مزید پانچ منٹ کے بعد انہیں روشنی دکھائی دینے لگی۔ چند لمحوں بعد وہ گھنے درختوں سے نکل کر مقدس کیلاش کے جھونپڑے کے سامنے پہنچے تو فریدی کے رگ و پے میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ جھونپڑے کے باہر بانس پر ٹنگی انسانی کھوپڑی کی آنکھوں سے روشنی کی تیز شعاعیں خارج ہو رہی تھیں جس سے وہاں کافی اجالا ہو رہا تھا۔ وہاں پہنچ کر سپہ سالار رک گیا۔

ٹھیک اسی لمحے بانس پر ٹنگی پراسرار کھوپڑی میں حرکت ہوئی اور وہ اپنی جگہ سے فضا میں بلند ہونے لگی۔ فریدی حیرت و خوف کی کیفیت میں کھوپڑی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ سپہ سالار ڈونگا سے دو قدم پیچھے کھڑا تھا جب کہ عقب میں چاروں نیزہ بردار جنگلی کھڑے تھے۔ کھوپڑی کے فضا میں بلند ہوتے ہی سپہ سالار اور اس کے ساتھی رکوع کے انداز میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھک گئے۔ فریدی نے سپہ سالار کو جھکتے دیکھا تو اسے خیال آیا کہ اسے بھی ان کی تقلید کرنی چاہئے لیکن پھر اس نے کھوپڑی کی طرف دیکھا تو بوکھلا گیا۔ کھوپڑی ہوا میں تیرتی ہوئی اس کی طرف آ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے خارج ہونے والی پراسرار روشنی کی لہریں فریدی پر پڑ رہی تھیں۔

فریدی کو ایکدم خطرے کا احساس ہوا۔ دوسرے ہی لمحے وہ تیزی سے مڑ کر بائیں جانب دوڑ پڑا۔ پراسرار کھوپڑی کے حلق سے ایک خوفناک چیخ خارج ہوئی اور وہ رخ بدل کر تیزی سے فریدی کی طرف پرواز کرنے لگی۔ اس کی چیخ سن کر فریدی کے دوڑتے ہوئے قدم ڈگمگائے اور وہ راستے میں حائل درخت سے ٹکراتے ٹکراتے رہ گیا۔ سپہ سالار اور اس کے ساتھی بھی تیزی سے سیدھے ہوئے اور نیزے سنبھال کر اس کی طرف لپکے جبکہ کاشی وہیں کھڑی رہی۔

"رک جاؤ اجنبی۔۔۔۔ رک جاؤ۔۔۔۔!" سپہ سالار ڈونگا نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

فریدی نے ایک لمحہ کے لئے پلٹ کر دیکھا اور درخت کے تنے کی آڑ میں رک گیا۔ روشن کھوپڑی قریب آچکی تھی۔ مگر فریدی کے رکتے ہی وہ درخت سے چند فٹ پیچھے ہوا میں معلق ہوگئی۔ سپہ سالار اور اس کے ساتھی دوڑتے ہوئے فریدی کے پاس پہنچے اور انہوں نے فریدی کو نرغے میں لے لیا۔

"کیا بات ہے۔۔۔ تم نے بھاگنے کی کوشش کیوں کی۔۔۔؟" سپہ سالار نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اس سے۔۔۔ اس سے بچنے کے لئے۔ یہ میری طرف آرہی تھی۔۔۔" فریدی نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"مقدس کھوپڑی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔۔۔ چلو۔۔۔" سپہ سالار نے سخت لہجے میں کہا۔

فریدی نے سر جھکایا اور ان کے نرغے میں واپس جھونپڑے کی طرف چل دیا۔ مقدس کھوپڑی بھی ہوا میں تیرتی ہوئی جھونپڑے کی طرف بڑھی اور دروازے سے اندر چلی گئی۔ ایک دو لمحوں کے لئے وہاں تاریکی پھیل گئی۔ کاشی کے پاس پہنچ کر وہ رکے ہی تھے کہ کھوپڑی جھونپڑے سے باہر آئی اور بانس پر ٹک گئی۔ اب وہاں پھر اجالا تھا۔ چند لمحوں بعد جھونپڑے سے سردار طورم اور مقدس کیلاش باہر آئے اور تمام جنگلی ایک بار پھر جھک گئے۔ کاشی نے ان کی تقلید کی تھی۔

"سپہ سالار۔۔۔!" مقدس کیلاش نے ایک نظر فریدی کی طرف دیکھ کر بلند آواز سے کہا۔

اس کی آواز سن کر وہ سب سیدھے کھڑے ہوگئے۔ کیلاش نے دوبارہ سپہ سالار ڈونگا سے کچھ کہا۔

"مقدس کیلاش کہہ رہا ہے کہ کیا تم اب بھی سورج دیوی سے ملنے کا ارادہ رکھتے ہو۔۔۔؟" سپہ سالار نے فریدی سے پوچھا۔

جواب میں فریدی نے اثبات میں سرہلادیا۔ ٹھیک اسی لمحے جھونپڑے کے

عقب سے ایک کتا برآمد ہوا اور دوڑتا ہوا مقدس کیلاش کے پاؤں میں پہنچ کر اس کے پیر چاٹنے لگا۔ اس کے منہ سے ہلکی ہلکی غراہٹیں خارج ہورہی تھیں۔

"اوہ۔۔۔!" مقدس کیلاش نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔ پھر فریدی کو گھورتا ہوا بولا۔

"اجنبی۔۔۔ مقدس ساگونا نے بتایا ہے کہ تمہارے ساتھ ایک بدروح بھی یہاں آئی ہے۔ کون ہے وہ۔۔۔؟"

"مجھے معلوم نہیں۔۔۔" فریدی نے سپہ سالار سے انگریزی میں سوال سن کر جواب دیا۔

"جھوٹ مت بولو۔۔۔ مقدس ساگونا کی اطلاع غلط نہیں ہوسکتی۔۔۔" کیلاش نے غصے سے کہا۔

پھر اس نے جنگلی زبان میں کتے سے کچھ کہا۔ جواب میں کتا آہستہ آہستہ بھونکنے لگا۔ تمام جنگلی خوفزدہ نگاہوں سے اس کتے کی طرف دیکھ رہے تھے اور فریدی حیران ہورہا تھا کہ کتے کو وہاں کوثر کی آمد کا علم کیسے ہوگیا؟ کیا وہ کتا بھی کوئی بدروح ہے؟

پراسرار کتے سے کیلاش کی گفتگو ایسی ہی تھی جیسے وہ کتے سے سوال کر رہا ہو اور کتا اپنی زبان میں جواب دے رہا ہو۔ کاشی کی نگاہیں کتے پر مرکوز تھیں اور وہ کافی وحشت زدہ نظر آرہی تھی۔ چند لمحوں بعد کتا دوڑتا ہوا جھونپڑے کے عقب میں غائب ہوگیا اور مقدس کیلاش فریدی کو غصیلی نگاہوں سے گھورنے لگا۔ چند ثانیوں کے بعد وہ سخت لہجے میں بولا۔

"مقدس ساگونا کی روح نے بتادیا ہے کہ اس بدروح سے تمہارا قریبی اور جسمانی تعلق ہے۔ یقیناً" وہ تمہاری بیوی شہزادی فارینہ ہوگی۔ لیکن تم اس خوش فہمی میں مبتلا نہ رہنا کہ وہ تمہاری کوئی مدد کرسکے گی۔ اس جیسی ہزاروں بدروحیں میری غلام ہیں----"

یہ سن کر فریدی کو حیرت کا جھٹکا لگا۔ یقیناً" کتے کے جسم میں مقدس ساگونا کی روح تھی جس نے کیلاش کو کوثر کے بارے میں بتایا تھا۔ سپہ سالار ڈونگا کیلاش اور فریدی کے درمیان ترجمان بنا ہوا تھا۔ فریدی نے کیلاش کی بات پر کوئی تبصرہ نہ کیا اور خاموش رہا۔

"سپہ سالار--- سپاہیوں کو واپس بستی میں بھیج دو اور تم ہمارے ساتھ چلو---" دفعتاً" کیلاش نے سپہ سالار سے کہا۔

اس کا حکم سن کر سپہ سالار ڈونگا نے اپنے ماتحتوں کو بستی میں جانے کا حکم دیا۔ وہ چاروں فوراً" ہی وہاں سے واپس چل دیئے۔ مقدس کیلاش اور سردار طورم چبوترے سے اترے اور دائیں جانب چل دیئے۔ سپہ سالار نے فریدی اور کاشی کو روانگی کا اشارہ کیا اور وہ دونوں سردار طورم کے پیچھے قدم اٹھانے لگے۔ سپہ سالار

ان کے پیچھے تھا جبکہ مقدس کیلاش سردار طورم سے ایک قدم آگے چل رہا تھا۔

ان کے روانہ ہوتے ہی مقدس کھوپڑی فضا میں بلند ہوئی اور ان پانچوں کے اوپر ہوا میں تیرنے لگی۔ اس کی آنکھوں سے خارج ہونے والی پراسرار روشنی میں انہیں چلنے اور راستہ دیکھنے میں کوئی دشواری محسوس نہیں ہوئی۔

"کیا ہم سورج دیوی کی طرف جارہے ہیں---؟" فریدی نے اپنے پہلو میں چلنے والی کاشی سے سرگوشی کی۔

"ہاں---!" اس نے خوفزدہ آواز میں آہستہ سے کہا۔

اور فریدی کا ہاتھ تھام لیا۔ سپہ سالار اور سردار ان سے دو دو قدم کے فاصلے پر تھے اس لئے ان کی سرگوشی نہ سن سکتے تھے۔ گھنے درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان چند فٹ چوڑے مخصوص راستے پر چلتے ہوئے فریدی کاشی کے ساتھ سرگوشیوں میں باتیں کرتا رہا۔ اسے حیرت تھی کہ کوثر نے دوبارہ اس سے رابطہ قائم نہیں کیا تھا۔ شاید وہ ان کے ساتھ نہیں تھی یا پھر دانستہ خاموش تھی۔

چند منٹ بعد جنگل چھدرا ہونے لگا۔ درختوں میں فاصلہ بڑھنے لگا اور زمین سخت محسوس ہونے لگی۔ مقدس کھوپڑی کی آنکھوں سے خارج ہونے والی روشنی زمین پر پڑ رہی تھی اس لئے وہ سامنے کا منظر واضح طور پر نہیں دیکھ سکتے تھے۔

مزید چند منٹ بعد راستہ بتدریج بلند ہونے لگا۔ وہاں درخت بہت کم تھے۔ بلندی کی طرف دو تین منٹ سفر کرنے کے بعد وہ گہرائی کی طرف اترنے لگے۔ ڈھلوان راستے پر کچھ دیر چلنے کے بعد وہ ایک وادی میں پہنچ گئے۔ کچھ فاصلے پر ایک بلند پہاڑی کا ہیولا دکھائی دے رہا تھا۔ وہاں پہنچ کر مقدس کیلاش رک گیا۔ کھوپڑی بھی رک گئی۔

"سپہ سالار--- تم اپنے مقام پر جاؤ---" اس نے پلٹ کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔ پھر سردار سے بولا۔ "تم یہاں ٹھہرو۔"

سپہ سالار بائیں جانب بڑھا اور اندھیرے میں مدغم ہوگیا۔

"تم دونوں میرے پیچھے آؤ———!" مقدس کیلاش نے کاشی سے کہا۔ "اب تم ہی میری ترجمانی کرو گی۔"

یہ کہہ کر وہ پہاڑی کی طرف بڑھنے لگا۔ اس طرف سے کسی آبشار کے گرنے کا شور ابھر رہا تھا۔ مقدس کھوپڑی ان کے اوپر ہوا میں تیر رہی تھی۔ ناہموار پتھریلے راستے پر فریدی اور کاشی مقدس کیلاش کے پیچھے چل رہے تھے۔ لیکن انجانے خوف سے فریدی کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ کاشی نے اسے بتایا تھا کہ سورج دیوی ایک پہاڑی غار میں رہتی ہے اور وہ غار یقیناً" سامنے نظر آنے والی پہاڑی میں ہی تھا۔ آبشار کا شور تیز ہوتا جا رہا تھا۔

چند منٹ بعد وہ پہاڑی کے قریب پہنچ گئے۔ وہاں پہاڑی سے ایک آبشار نیچے گر رہا تھا اور اس کا پانی دائیں جانب بہہ رہا تھا۔ بائیں جانب پہاڑی میں کشادہ دہانے والا غار نظر آ رہا تھا۔ غار کے آگے ایک بڑا پتھر پڑا تھا جو کسی چٹان سے کم نہ تھا لیکن اس کی زمین سے بلندی دو فٹ سے زیادہ نہ تھی البتہ اس کی بالائی سطح اتنی وسیع تھی کہ اس پر دو افراد لیٹ سکتے تھے۔

مقدس کیلاش نے فریدی اور کاشی کو رکنے کا اشارہ کیا اور خود بڑھ کر اس پتھر پر چڑھ گیا۔ فریدی اور کاشی اپنی جگہ رکے اسے دیکھ رہے تھے۔ کیلاش نے پتھر پر کھڑے ہو کر غار کی طرف منہ کیا اور بلند آواز سے اپنی زبان میں کچھ کہنے لگا۔ چند لمحوں بعد اچانک مقدس کھوپڑی کی آنکھیں بجھ گئیں اور وہاں ایکدم تاریکی پھیل گئی۔ اس کے ساتھ ہی کیلاش خاموش ہو گیا۔ اس کے خاموش ہوتے ہی فضا میں ایک زناٹے دار آواز گونجنے لگی۔

کاشی نے جلدی سے فریدی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ فریدی نے محسوس کیا کہ کاشی کے بدن پر کپکپی طاری تھی۔ تاریکی میں وہ اس کے چہرے کے تاثرات نہ دیکھ سکا۔ زناٹے دار آواز غار کی طرف سے آ رہی تھی۔ چند لمحوں بعد اچانک غار میں روشنی سی پھیل گئی۔ روشنی ہوتے ہی مقدس کیلاش گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جھک گیا۔ فریدی

دھڑکتے دل کے ساتھ غار کی طرف دیکھ رہا تھا۔ زناٹے دار آواز بتدریج تیز ہوتی جا رہی تھی۔

چند لمحوں بعد آواز ایک دم بند ہو گئی اور غار کے دہانے میں ایک نورانی پیکر نمودار ہو گیا۔ فریدی نے اسے دیکھا اور اس کا دل دھڑکنا بھول گیا۔

وہ ایک نسوانی پیکر تھا جس کی جلد برف کی مانند سفید تھی۔ دراز قامت جسم پر انتہائی دلکش خد و خال والا چہرہ' جھیل جیسی گہری اور چمکدار آنکھیں' ستواں ناک' صراحی دار گردن' جسم پر انتہائی دلکش لہراتے ہوئے لمبے سیاہ بال کسی حسن پرست شاعر کا خیال معلوم ہو رہے تھے۔ اس کے خوبصورت لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

اس شعلہ بدن کو دیکھ کر فریدی کی آنکھیں گویا پتھرا سی گئیں۔ اس کی محویت کا یہ عالم تھا کہ اسے آبشار کا شور تک نہ سنائی دے رہا تھا۔ کاشی اسے دیکھتے ہی سجدے میں گر گئی تھی لیکن فریدی کی نگاہیں اس آتشی پیکر سے کسی مقناطیس کی مانند چپک کر رہ گئیں۔ فریدی کی نگاہیں بار بار اس کومل بدن کے چہرے سے پھسل کر اس کے پاؤں تک چلی جاتی تھی۔ ایسا حسین و پر شباب نسوانی وجود اس نے کبھی تصورات میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہی شعلہ پیکر دلربا حسینہ سورج دیوی ہے۔

مقدس کیلاش بھی سجدے میں گرا ہوا تھا جبکہ دیوی کے نمودار ہوتے ہی مقدس کھوپڑی غائب ہو گئی تھی یا تاریکی میں کسی طرف چلی گئی تھی۔ فریدی ماحول سے بے خبر اس حسن کی دیوی کے سیمیں بدن میں کھویا ہوا تھا جو مسکراتی ہوئی اس کی طرف دیکھ رہی تھی اور فریدی کا دل کہہ رہا تھا کہ اسے بھی بارگاہ حسن میں سجدے کا نذرانہ پیش کرنا چاہئے لیکن اسی لمحے سورج دیوی کے لبوں میں حرکت ہوئی اور فریدی کی محویت کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔

سورج دیوی کے خوبصورت لبوں کی حرکت کے ساتھ ہی اس کی انتہائی دلکش اور شیریں آواز فریدی کے کانوں میں رس گھولنے لگی۔ لیکن وہ آواز سن کر فریدی کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا اور اس کے پورے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑتی چلی گئی۔ وہ کوثر کی آواز کو ہزاروں میں بھی پہچان سکتا تھا۔

"فریدی۔۔۔۔ کہاں کھوگئے ہو۔۔۔۔؟" اس نے پوچھا تھا۔

"تت۔۔۔تت۔۔۔تم۔۔۔تم کوثر ہو۔۔۔۔؟" فریدی حیرت کی شدت سے ہکلایا۔

"نہیں۔۔۔۔!" سورج دیوی آہستہ سے ہنسی اور اس کے موتیوں جیسے دانت روشنی میں چمکنے لگے۔

"مم۔۔۔ مگر۔۔۔۔ تمہاری آواز۔۔۔۔؟" فریدی بوکھلا کر بولا۔

"ہاں۔۔۔ تم چونکہ شہزادی فاریہ کی آواز سے مانوس ہو، اس لئے تم سے خطاب کے ملئے میں نے اسی کا لب و لہجہ اپنایا ہے۔ کیا تمہیں اس پر کوئی اعتراض ہے۔۔۔۔؟"

"نہیں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔" فریدی ہکلایا۔ "مگر تم کون ہو۔۔۔۔؟"

"وہی جسے دیکھنے اور ملنے کی تم نے خواہش ظاہر کی تھی۔۔۔ میرے قریب آجاؤ۔۔۔۔ آؤنا۔۔۔۔"

یہ سن کر فریدی کو حیرت ہوئی اور وہ سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ ایک دو لمحوں بعد وہ پھر بولی۔

"گھبراؤ مت۔۔۔۔ اس وقت تم میرے مہمان ہو اور میں بہت عرصے سے

تمہاری منتظر تھی۔۔۔"

فریدی کو حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا۔ سورج دیوی جو ایک روح تھی، اسے اپنا مہمان بنا رہی تھی۔ اس نے دیوی کے حسین اور ہوشربا بدن پر ایک نظر ڈالی۔ پھر سجدے میں پڑے مقدس کیلاش کی طرف دیکھا۔

"اس کی فکر مت کرو۔ یہ اس وقت اندھا اور بہرہ ہے اور جب تک میں نہ چاہوں یہ حرکت نہیں کرے گا۔ آؤ میں تمہیں اپنے آشرم کی سیر کراتی ہوں، آؤ نا۔۔۔"

اس کے آخری لفظ میں اتنی چاہت اور اپنائیت تھی کہ فریدی کے قدم خود بخود اس کی طرف اٹھ گئے۔ وہ اپنے مرطوب گلابی ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ بکھرائے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ فریدی سحر زدہ انداز میں چلتا ہوا اس کے قریب پہنچا تو اس نے اپنا مرمریں ہاتھ فریدی کی طرف بڑھادیا۔ فریدی نے بے اختیار اس کا ہاتھ تھام لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے وجود میں ایک سرد سی لہر دوڑ گئی۔ دیوی کا ہاتھ برف کی مانند ٹھنڈا تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے وہ برفانی ہاتھ چھوڑ دیا۔

"آؤ۔۔۔۔!" دیوی نے اس بار خود اس کا ہاتھ تھام لیا۔

پھر وہ مڑی اور غار میں داخل ہوگئی۔ فریدی نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کی گرفت سے نکالنے کی کوشش نہ کی اور اس کے پہلو میں قدم بڑھانے لگا۔ دیوی کے ہاتھ اب وہ بھی روشنی کے ہالے میں تھا۔ غار کافی کشادہ تھا اور اس کی دیواروں سے عجیب سی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ فرش بھی بالکل ہموار تھا اور غار کی چھت دیوی کے سر سے تین فٹ بلند تھی۔ انجانے خوف سے فریدی کا بدن لرز رہا تھا۔ چند قدم چلنے کے بعد وہاں ایک دم تاریکی پھیل گئی۔ فریدی کا دل زور سے دھڑکا اور اس نے قدم روک لیے۔

اس کے رکتے ہی دیوی نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور فریدی خوفزدہ ہوگیا۔

"تم ---- تم کہاں ہو دیوی ----؟" اس نے گھبرا کر پوچھا۔

جواب میں فوراً ہی وہاں دوبارہ روشنی پھیل گئی۔ فریدی نے ادھر ادھر دیکھا اور حیرت سے اچھل پڑا۔ اس وقت وہ غار کی بجائے ایک بہت ہی خوبصورت سجے ہوئے کمرے میں تھا۔ اس کمرے کے وسط میں جدید قسم کا صوفہ سیٹ رکھا تھا۔ بائیں جانب دیوار کے پاس ایک خوبصورت ڈبل بیڈ نظر آرہا تھا۔ فریدی کو یوں لگا جیسے وہ کسی ماڈرن بنگلے میں کھڑا ہے۔ اسی لمحے عقب سے دیوی کی آواز آئی۔

"بیٹھ جاؤ فریدی ---- یہ میرا بیڈ روم ہے ----"

فریدی نے جلدی سے پلٹ کر دیکھا تو عقب میں دیوی کھڑی مسکرا رہی تھی۔ اس نے بڑھ کر فریدی کا ہاتھ اپنے سرد ہاتھ میں لیا اور صوفے کی طرف بڑھتی ہوئی مسرت آمیز لہجے میں بولی۔

"ہزاروں برس بعد آج پہلی بار میں خوشی محسوس کر رہی ہوں فریدی۔ طویل انتظار کے بعد تم ملے ہو ----"

وہ فریدی کو صوفے پر بٹھا کر اس کے پہلو میں بیٹھ گئی۔ اس کا کندھا فریدی کے کندھے کو چھو رہا تھا اور اس کے گلابی بدن کی ٹھنڈک فریدی کے بدن کو جھلسا رہی تھی۔

"لیکن یہ کمرہ' یہ ماڈرن فرنیچر ----!" فریدی کہنے لگا۔

"سب تمہاری خاطر ہے۔" وہ ہنسی۔ "کیونکہ تم جدید دنیا کے باسی ہو اس لئے تمہارے مزاج کے مطابق یہ سب اہتمام کیا گیا ہے۔ صرف اور صرف تمہاری خاطر فریدی ڈیئر ----!"

"کیوں ----؟ تم کون ہو ----؟" فریدی نے اس کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"ہزاروں برس پہلے میرا مادی جسم مر گیا تھا مگر میری روح زندہ رہی۔" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔

"میں سمجھا نہیں دیوی ----" فریدی اس کی قربت سے پگھلنے لگا تھا۔

دیوی کے مرمریں بدن سے عجیب قسم کی تیز اور مسحور کن خوشبو اٹھ رہی تھی جو فریدی کے حواس پر چھا رہی تھی اور اس کے ذہن پر انجانا سا خمار طاری ہوتا جا رہا تھا۔ اس کے سرد پہلو کی ٹھنڈک فریدی کو جھلسا رہی تھی اور وہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ خود کو زیادہ دیر تک قابو میں نہ رکھ سکے گا۔ دیوی کا پیکر اس کے وجود میں ہیجان پیدا کر رہا تھا۔

"یہ سمجھانے کا وقت ہے نہ سمجھنے کا ----" وہ فریدی کا ہاتھ اپنے سرد ہاتھ میں لیتی ہوئی مسکرائی۔ "میں نے یہ طویل عرصہ بہت کرب میں گزارا ہے ڈیئر ---- تمہارے انتظار کی اذیت سہتے سہتے ہزاروں سال گزر گئے ہیں۔ اب مجھ میں ضبط کی طاقت نہیں رہی فریدی ---- میں بہت پیاسی ہوں ---- مجھے پیار کرو میری جان ----"

"م ---- مگر ---- تم ایک روح ہو ----" فریدی سٹپٹا گیا۔

"ہاں ---- لیکن اس وقت اپنے جسم میں ہوں ---- یہ دیکھو ----" اس نے کہتے ہوئے فریدی کا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھ دیا۔ "کیا یہ گوشت پوست کا بدن نہیں ہے؟ کیا تم میرے وجود کو محسوس نہیں کر رہے ----"

اس کے سرد سینے کا گداز محسوس کر کے فریدی کے وجود میں آگ سی لگ گئی۔

"تم نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔" فریدی نے دو گھنٹے بعد اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ ـــــ کیا اب بھی اس کی ضرورت باقی ہے ـــــ" وہ عجیب سے انداز میں ہنسی۔ تمہیں ابھی میرے بارے میں کچھ اندازہ نہیں ہوا ـــــ؟"

"سوری ـــــ اس وقت میں اپنے آپ میں نہیں تھا ـــــ" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "غالباً" میں بے ہوش ہوگیا تھا ـــــ"

"اف ـــــ! تم بے ہوشی میں بھی کتنے ظالم ثابت ہوئے ہو۔ بہرحال میں تمہاری شکر گزار ہوں ـــــ"

"شکریہ تو مجھے تمہارا ادا کرنا چاہئے کہ تم نے مجھ جیسے شخص کو اپنے قابل سمجھا دیوی ـــــ"

"دیوی نہیں، صرف مہ پارہ کہو ـــــ!" وہ جلدی سے بولی۔ "دیوی تو میں شارچی قبیلے کے لئے ہوں ـــــ"

"مہ پارہ ـــــ!" فریدی بے ساختہ چونک پڑا۔ "کیا تمہارا نام مہ پارہ ہے ـــــ؟"

"ہاں ـــــ اور آج سے چار ہزار برس پہلے میں ایک دھوبی کی بیٹی تھی ـــــ" وہ کہنے لگی۔ "میں اپنے باپ کے ساتھ کپڑے دھونے کے لئے روزانہ دریا پر جایا کرتی تھی۔ ایک دن یونان کا ایک فاتح سکندر اعظم اپنے لشکر کے ساتھ دریا عبور کرنے لگا تو اس لشکر کا ایک نوجوان سپاہی جو سب سے پیچھے آرہا تھا، اپنے گھوڑے سے پھسل کر دریا میں گر گیا اور لشکر والوں کو علم نہ ہوسکا۔ میں اپنے باپ

کے ساتھ دریا کے کنارے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ میرے باپ نے نوجوان کو ڈوبتے دیکھا تو فوراً" دریا میں کود پڑا۔ نوجوان پانی میں غوطے کھاتا ہوا بچاؤ کے لئے ہاتھ پیر مار رہا تھا۔ میرا باپ تیرتا ہوا جب اس کے قریب پہنچا تو وہ بے ہوش ہوچکا تھا۔ میرا باپ اسے دریا سے نکال کر کنارے پر لایا۔ وہ بے حد خوبصورت تھا۔ میں نے اسے دیکھا تو اس پر فریفتہ ہوگئی۔ اتنی دیر میں سکندر اعظم کا لشکر دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچ چکا تھا۔

نوجوان کو ہوش میں لانے تک سکندری لشکر اتنی دور جاچکا تھا کہ نوجوان کا اس تک پہنچنا ممکن نہ رہا تھا۔ ہمارے پاس کوئی سواری بھی نہیں تھی کہ نوجوان کو لشکر تک پہنچاتے۔ ہم اسے گھر لے آئے۔ نوجوان نے میرے باپ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد کہا۔

"نہ جانے دریا عبور کرنے کے بعد لشکر کس سمت گیا ہے۔ آپ مجھ پر ایک اور احسان کریں کہ لشکر کی واپسی تک مجھے اپنے گھر میں قیام کرنے دیں۔ لشکر واپس آئے گا تو میں چلا جاؤں گا ـــــ"

میرا باپ رضامند ہوگیا اور وہ نوجوان ہمارے ساتھ رہنے لگا۔ وہ بھی مجھے پسند کرنے لگا تھا۔ چند دن میں ہی ہم دونوں ایک دوسرے کی محبت میں مبتلا ہوگئے۔ نوجوان ہمارے ساتھ دریا پر جاتا اور میرے باپ کا ہاتھ بٹایا کرتا تھا۔ سکندر اعظم کا لشکر واپس آیا لیکن نوجوان وہاں سے نہ گیا۔ ہم ایک دوسرے کی جدائی برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ چنانچہ جب لشکر واپسی پر وہاں سے گزرا تو وہ چھپ گیا۔ لشکر کے جانے کے بعد میرے باپ نے اس سے پوچھ گچھ کی کہ وہ لشکر کے ساتھ کیوں نہیں گیا تو نوجوان نے میری محبت کا اقرار کرتے ہوئے اس سے میرے رشتہ کی بات کی۔

میرے باپ کے پاس انکار کی گنجائش نہیں تھی۔ وہ بھی دیکھ چکا تھا کہ میں اس نوجوان کو کتنا پسند کرتی ہوں۔ چنانچہ اس نے نوجوان سے کہا۔

"میری ایک شرط ہے کہ شادی کے بعد تم ہمارے پاس ہی رہو گے۔ اگر

اپنے وطن یونان جاؤ گے تو میری بیٹی کو ساتھ نہ لے جا سکو گے۔ چاہو تو میں تمہیں ایران کی فوج میں بھرتی کروا دوں گا۔"

نوجوان جس کا نام بقراط تھا' میرے باپ کی شرط مان گیا اور یوں ہم دونوں کی شادی ہوگئی۔ شادی کے دو دن بعد میرا باپ بیمار پڑ گیا اور اس روز میں اور بقراط دریا پر کپڑے دھونے آئے۔ دوپہر کے وقت دریا کے کنارے درختوں کے سایہ میں ہم دونوں آرام کررہے تھے کہ ایران کا شہزادہ شکار کھیلتا ہوا اس طرف آنکلا۔ اس کے ساتھ چند سپاہی بھی تھے۔ شہزادے نے مجھے دیکھا تو مجھ پر فریفتہ ہوگیا۔ اس نے مجھے شادی کی پیشکش کی جو میں نے ٹھکرادی۔ تب شہزادے نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ مجھے زبردستی اٹھا کر لے چلیں۔

بقراط نے جوش میں آکر انہیں للکارا اور مجھے بچانے کے لئے ان سے لڑائی کی۔ اس لڑائی میں بقراط مارا گیا۔ اس کی خون آلودہ لاش دیکھ کر میں صدمہ سے بے ہوش ہوگئی۔ ہوش آیا تو شہزادہ اور اس کے ساتھی جا چکے تھے۔ میں نے قسم کھائی کہ ایرانی شہزادے سے بقراط کی موت کا انتقام لوں گی۔ لیکن یہ آسان نہ تھا۔ چنانچہ میں ایران کے ایک بہت بڑے جادوگر کے پاس گئی۔

جادوگر نے میرا مدعا جان کر پہلے تو انکار کیا مگر پھر میری منت سماجت پر میری امداد کرنے پر تیار ہوگیا۔

"ایرانی شہزادے سے انتقام لینے کے لئے تمہیں افریقہ کے جنگلات میں چالیس ہفتے کا ایک عمل کرنا ہوگا جس سے تمہیں اتنی طاقت حاصل ہوجائے گی کہ تم بہ آسانی شہزادے سے انتقام لے سکو گی۔"

جادوگر کی بات سن کر میں نے کہا۔ "پروا نہیں۔ اپنے محبوب کا انتقام لینے کے لئے میں چالیس ہفتے تو کیا چالیس سال بھی افریقہ میں گزار سکتی ہوں۔ لیکن میں یہ بھی چاہتی ہوں کہ شہزادے سے انتقام لینے کے بعد میں اپنے محبوب کو بھی مل سکوں---"

"اس عمل کو کامیابی سے مکمل کرنے کے بعد تم اپنی ہر خواہش پوری کرسکوگی لیکن اپنے محبوب سے تمہاری ملاقات ہزاروں سال بعد ہوگی اور وہ خود بخود اس جگہ پہنچے گا جہاں تم چالیس ہفتے کا عمل کرو گی---" جادوگر نے بتایا۔

"تو کیا میں اس کے انتظار میں ہزاروں سال زندہ رہ سکوں گی---؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں--- لیکن تمہارے مرنے کے بعد تمہاری روح میں بھی پراسرار قوتیں باقی رہیں گی---"

پھر جادوگر نے مجھے وہ عمل بتایا اور اس مقام کی بھی نشاندہی کی۔ میں ہزاروں میل کا سفر کرکے یہاں پہنچی اور اس غار میں عمل شروع کردیا۔ اس دوران میں ضرورت کے وقت ہی غار سے باہر آتی تھی۔ ایک دن ایک جنگلی نے مجھے دیکھ لیا اور مجھے بدروح سمجھ کر اپنے قبیلے میں جاکر مشہور کردیا کہ غار میں بدروح رہتی ہے۔ جنگلی بدروحوں سے بہت خوف کھاتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے دیوی سمجھ کر پوجنا شروع کردیا۔ چونکہ میں سورج نکلنے پر غار سے باہر آتی تھی اس لئے وہ مجھے سورج دیوی کہنے لگے۔ چالیس ہفتے کا عمل مکمل ہوتے ہی مجھے بے شمار ماورائی قوتیں حاصل ہوگئیں۔ اب میں اپنے محبوب کا انتقام لے سکتی تھی۔

لیکن جب میں واپس ایران پہنچی تو شہزادہ آذر مرچکا تھا۔ اس طرح میں اس سے انتقام لئے بغیر ہی واپس یہاں آگئی اور اپنی پراسرار قوتوں سے شارچی قبیلے کو فائدے پہنچانے لگی۔ پچانوے سال بعد ایک دن میں بیمار ہوئی اور مرگئی لیکن میری روح پر کوئی اثر نہ پڑا۔ پھر اس علاقے کی کئی روحوں سے میری ملاقات ہوئی اور اپنی ماورائی قوتوں کی بدولت مجھے ان پر برتری حاصل رہی۔ میں نے اپنے محبوب کے انتظار میں یہاں چار ہزار برس کا طویل عرصہ گزارا ہے۔۔۔۔"

"تو کیا تمہارا محبوب ابھی تک نہیں آیا۔۔۔؟" فریدی نے اس کے خاموش ہونے پر سوال کیا۔

"ہاں۔۔۔ آج آگیا ہے۔۔۔" وہ فریدی کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی مسکرائی۔ "اور وہ تم ہو۔۔۔"

"کیا۔۔۔!" فریدی بے ساختہ اچھل پڑا۔ "مگر میں تو فریدی ہوں۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ تم بقراط ہو۔ البتہ اس جنم میں تمہارا نام فریدی ہے۔" وہ اپنے الفاظ پر زور دیتی ہوئی بولی۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔" فریدی اٹھ کر بیٹھتا ہوا بولا۔ "میں ہرگز بقراط نہیں ہوں۔۔۔"

"اوہ۔۔۔ لیکن تمہاری صورت تو وہی ہے۔ بالکل وہی۔۔۔" وہ چونکتی ہوئی بولی۔

"ہوسکتا ہے۔۔۔ لیکن بہرحال میں بقراط نہیں ہوں۔۔۔"

"خیر۔۔۔ تم جو کوئی بھی ہو، میں تمہاری مشکور ہوں۔" وہ کہتی ہوئی بستر سے

اتر گئی۔ "اب تم جاسکتے ہو۔ لیکن تمہاری زندگی خطرے میں ہے۔ کیلاش نے تمہاری ہلاکت کا سامان کر رکھا ہے۔ اس غار سے باہر جاتے ہی شارچی قبیلے کے چھپے ہوئے تیرانداز تمہیں چھلنی کر ڈالیں گے۔"

"کیا تم کیلاش کو میرے قتل سے باز نہیں رکھ سکتیں۔۔۔" فریدی نے پریشان ہوکر پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ کیونکہ تمہاری حمایت یا مدد کرنے سے کیلاش اور اس کے ساتھی مجھ سے بدظن ہوجائیں گے۔ البتہ میں اتنا کرسکتی ہوں کہ وہ پورن ماشی کی رات تک تمہیں زندہ رکھیں۔ آؤ۔۔۔"

فریدی اٹھا اور دیوی کے پیچھے چل دیا۔ اس ماڈرن کمرے سے باہر قدم رکھتے ہی ایکدم تاریکی پھیل گئی۔ اس کے ساتھ ہی کسی سرد ہاتھ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ فریدی کے لئے وہ ہاتھ اجنبی نہ تھا۔ دیوی اندھیرے میں اسے باہر لے جارہی تھی۔ غار کے دہانے پر پہنچ کر غار میں روشنی پھیل گئی اور سورج دیوی کے گرد بھی نور کا ہالہ نظر آنے لگا۔

باہر مقدس کیلاش بے تابانہ ٹہل رہا تھا۔ دیوی کو دیکھتے ہی وہ سجدے میں گر پڑا جبکہ کاشی بدستور سجدے میں پڑی تھی۔ دیوی نے فریدی کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اس کے اشارے پر فریدی چلتا ہوا کاشی کے پاس آکھڑا ہوا۔

"کیلاش۔۔۔!" دیوی کی تحکمانہ آواز فضا میں گونجی۔ "قیدی کو واپس لے جاؤ اور اسے پورن ماشی کی رات تک زندہ رکھو۔ اس سے پہلے میں بھینٹ قبول نہیں کروں گی۔۔۔"

اس کے ساتھ ہی وہ پلٹی اور وہاں ایکدم اندھیرا پھیل گیا۔ تب مقدس کیلاش اور کاشی سیدھے کھڑے ہوگئے۔ ٹھیک اسی لمحے ان کے سر پر فضا میں مقدس کھوپڑی نمودار ہوئی اور اس کی آنکھوں سے روشنی خارج ہوکر زمین پر پڑنے لگی۔

فریدی نے کاشی کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر خوف و دہشت چھائی ہوئی

تھی اور وہ فریدی کی طرف اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے وہ بھی کوئی بدروح ہو۔ دونوں کی نگاہیں ملیں تو فریدی مسکرایا۔ جواب میں کاشی کے لب کچھ کہنے کے لئے کھلے لیکن اس نے فوراً" ہی ہونٹ بھینچ لیے۔ شاید اسے وہاں کیلاش کی موجودگی کا احساس ہوگیا تھا۔

مقدس کیلاش پتھر سے اتر کر فریدی کے پاس آیا اور غور سے فریدی کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم نے دیوی سے کیا کہا تھا---؟" ایک دو لمحوں بعد اس نے سخت لہجے میں پوچھا اور کاشی اس کے الفاظ کا ترجمہ کرنے لگی۔

"میں نے اس سے درخواست کی تھی کہ وہ میری جان بخش دے---" فریدی بولا۔ "لیکن اس نے معاف نہیں کیا---"

"اوہ--- تو کیا اتنی دیر تک یہی بات ہوتی رہی تھی---؟" اس نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔ پھر وہ فریدی کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا عجیب سے لہجے میں بولا۔ "اجنبی۔ شاید تمہیں وقت کا احساس نہیں ہوسکا۔ تم نے پورا ایک پہر وہاں گزارا ہے۔"

"تم درست کہتے ہو مقدس کیلاش---" فریدی اس سے نگاہیں چراتا ہوا بولا۔ "مجھے واقعی وقت کا احساس نہیں ہوا۔ کیونکہ میں سورج دیوی کی دہشت سے بے ہوش ہوگیا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے ہوش آیا ہے---"

"بہرحال تم خوش قسمت ہو کہ دیوی نے تمہیں شرف ملاقات بخشا اور اس طرح تمہاری زندگی کی آخری خواہش پوری ہوگئی۔ اب تم واپس بستی میں جاؤ گے کاشی کے ساتھ۔ راستے میں سردار طورم تمہارا منتظر ہوگا۔"

"کیا تم ساتھ نہیں چلو گے---؟" فریدی نے پوچھا۔

"نہیں--- میں چند منٹ بعد روانہ ہوں گا---" اس نے جواب دیا۔

"مگر اندھیرے میں ہم راستہ کیسے دیکھ سکیں گے مقدس کیلاش؟"

"یہ تمہارے ساتھ جائے گی---" کیلاش نے مقدس کھوپڑی کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "لیکن یہ صرف وادی سے باہر تک جائے گی۔ اس سے آگے تم سردار کے ساتھ جاؤ گے۔"

یہ کہہ کر وہ بائیں جانب چل دیا اور جلد ہی اندھیرے میں مدغم ہوگیا۔ فریدی نے طویل سانس لے کر کاشی کی طرف دیکھا اور اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔

"آؤ چلیں۔ سردار ہمارا انتظار کررہا ہے۔"

مقدس کھوپڑی کی آنکھوں سے خارج ہونے والی روشنی ان دونوں پر پڑ رہی تھی اور وہ ایک دوسرے کو واضح طور پر دیکھ سکتے تھے۔ کاشی نے فریدی کی طرف خوفزدہ نگاہوں سے دیکھا اور اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو تھام لیا۔ فریدی نے اس کے ہاتھ میں کپکپاہٹ سی محسوس کی۔

"کیا بات ہے کاشی--- تم اتنی خوفزدہ کیوں ہو---؟" فریدی نے واپسی کے لئے قدم اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"تم اتنی دیر سورج دیوی کے مسکن میں کیا کرتے رہے ہو فریدی؟" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"کچھ نہیں---" فریدی اس کے سوال پر چونک پڑا۔ "لیکن تمہارا کیا اندازہ ہے---؟"

"کوئی بھی نہیں---" وہ خوفزدہ انداز میں بولی۔ مقدس کھوپڑی بھی ان کے ساتھ ساتھ ہوا میں تیر رہی تھی۔

"پھر تم نے یہ سوال کیوں کیا۔ حالانکہ میں کیلاش کو بھی بتاچکا ہوں---"

"مقدس کیلاش بہت غصے میں تھا اور تمہیں برا بھلا کہہ رہا تھا---" اس نے بتایا۔

"کیوں---؟" فریدی نے قدم روک لئے۔ "کیا اسے کوئی شبہ تھا---؟"

"ہاں--- وہ کہہ رہا تھا کہ اجنبی نے یقیناً" سورج دیوی کو کوئی نقصان

پہنچانے کی کوشش کی ہوگی یا پھر دیوی اس پر مہربان ہو کر اس کے بدن کا خراج لے رہی ہوگی----"

"اچھا----" فریدی نے دوبارہ آگے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کیا سورج دیوی نے پہلے بھی کسی سے ایسا سلوک کیا ہے----؟"

"پتا نہیں----" کاشی نے نفی میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "لیکن مقدس کیلاش دیوی کا خاص معتمد ہے اور وہ دیوی کے بارے میں کافی معلومات رکھتا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اجنبی کی زندگی کی یہ آخری رات------!"

اس سے پہلے کہ کاشی کا جملہ مکمل ہوتا' اچانک وادی میں ایک کربناک چیخ بلند ہوئی اور وہ اچھل کر فریدی سے لپٹتی چلی گئی۔

کربناک چیخ دائیں جانب کچھ فاصلے پر واقع ایک چٹان کے عقب سے ابھری تھی۔ فریدی بھی وہ چیخ سن کر پریشان ہوگیا تھا۔ کاشی خوفزدہ انداز میں اس کے سینے سے لپٹی کانپ رہی تھی۔ فریدی نے ایک ہاتھ سے اس کی پشت سہلائی اور بڑی نرمی کے ساتھ اسے خود سے جدا کرتا ہوا بولا۔

"حوصلہ کرو کاشی۔ ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارے پاس ہی ہوں۔"

اسی لمحے دائیں جانب سے ایک اور دہشت زدہ سی چیخ ابھری اور کاشی پھر فریدی سے لپٹ گئی۔ فریدی نے اس سمت دیکھا لیکن اس طرف تاریکی میں صرف چٹان کا ہیولا نظر آسکا۔ وہ ان چیخوں کا سبب سوچنے لگا جو مردانہ تھیں۔ لیکن کچھ سمجھ نہ آیا۔ اس نے کاشی کو اپنے سینے سے الگ کیا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اس چٹان کی طرف بڑھا۔

مقدس کھوپڑی بھی اس جانب پرواز کرنے لگی۔ وہ کاشی کے ساتھ چٹان کے عقب میں پہنچا اور بے ساختہ چونک پڑا۔ وہاں دو جنگلیوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ قریب ہی چند تیر اور دو کمانیں پڑی نظر آرہی تھیں۔

فریدی کو فوراً ہی سورج دیوی کی بات یاد آگئی جس نے بتایا تھا کہ غار سے باہر جاتے ہی اسے شارچی قبیلے کے تیر انداز چھلنی کرڈالیں گے۔ گویا وہ دونوں اسے ہلاک کرنے آئے تھے۔ لیکن تیر چلانے سے پہلے ہی انہیں کسی نے ہلاک کر ڈالا تھا۔ ان دونوں کی مڑی ہوئی گردنیں ظاہر کررہی تھیں کہ قاتل نے ان کی گردنیں توڑی تھیں۔

"یہ--- یہ تو ہمارے قبیلے کے سپاہی ہیں---" کاشی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ "مگر انہیں کس نے ہلاک کیا---؟"

"معلوم نہیں---" فریدی نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔ "لیکن اتنا جانتا ہوں کہ یہ دونوں مجھے قتل کرنے کے لئے یہاں آئے تھے۔ سورج دیوی نے مجھے بتایا تھا کہ کیلاش نے میرے قتل کا اہتمام کر رکھا ہے اور مجھے تیروں سے چھلنی کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ شاید دیوی نے ہی مجھے بچانے کے لئے ان---!"

"نہیں ڈیئر---!" جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی اس کی سماعت سے کوثر کی آواز ٹکرائی۔ "انہیں میں نے ہلاک کیا ہے---"

کوثر کی آواز سن کر فریدی چونکا اور پھر اس کے لبوں پر بے ساختہ سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ کوثر کہہ رہی تھی۔

"اس حرافہ نے تو تمہاری مدد کرنے سے معذرت کرلی تھی---"

فریدی نے کاشی کی طرف دیکھا۔ وہ سر جھکائے چل رہی تھی۔ یقیناً کوثر کی آواز اسے نہیں سنائی دے رہی تھی۔

"تم کہاں تھیں ڈارلنگ---؟" فریدی نے سرگوشی کے انداز میں پوچھا تاکہ کاشی نہ سن سکے۔

"میں تمہارے ساتھ رہی۔ مجھے کیلاش کے ارادے کا علم تھا۔ اس لئے جب تم غار سے باہر آئے اس وقت میں ان کے سر پر پہنچ گئی تھی۔ سپہ سالار ڈونگا بھی ان کے ہمراہ یہاں موجود تھا لیکن ایک سپاہی کے مرتے ہی وہ خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا تھا۔ میں اس کے پیچھے نہ جا سکی کیونکہ مجھے اندیشہ تھا کہ دوسرا آدمی تم پر تیر چلا دے گا---"

"آئندہ کا کیا پروگرام ہے---؟" فریدی نے پوچھا۔

"صرف دو دن صبر کرو--- تیسرے روز میں تمہیں بستی سے نکال لے جاؤں گی---" کوثر کی آواز سنائی دی۔

"اور اگر کیلاش نے مجھے قتل کرنے کی دوبارہ کوشش کی تو پھر---؟"

"گھبراؤ مت پیارے--- میرے ہوتے ہوئے وہ اپنے ناپاک ارادے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکے گا---"

فریدی کچھ نہ بولا۔ ایک لمحہ بعد کوثر کی پھر آواز آئی۔ "میں کیلاش کی طرف جا رہی ہوں۔ کل رات تم سے بات ہوگی۔"

فریدی نے اطمینان کا سانس لیا۔ چند منٹ بعد وہ اس ڈھلان کے پاس پہنچے جہاں سردار طورم رک گیا تھا۔ انہیں دیکھ کر وہ کافی حیران نظر آنے لگا۔

"اجنبی--- میں تمہارا منتظر تھا---" وہ فریدی کو عجیب سی نگاہوں سے دیکھتا ہوا بولا۔

اور پلٹ کر چلنے لگا۔ وہ دونوں مقدس کھوپڑی کی روشنی میں اس کے پیچھے چلنے لگے۔ فریدی دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا کہ کوثر نے ان لوگوں کا منصوبہ ناکام بنا دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مقدس کیلاش کے ٹھکانے پر پہنچے تو وہاں سپہ سالار ڈونگا موجود تھا۔ اس نے خوفزدہ نگاہوں سے فریدی کی طرف دیکھا۔ مقدس کھوپڑی بانس پر اتر گئی تھی۔

"سپہ سالار--- تم یہاں کیا کر رہے ہو---؟" سردار طورم نے حیرت سے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

سپہ سالار ڈونگا سردار کے قریب آیا اور سرگوشیوں میں اس سے باتیں کرنے لگا۔ فریدی اور کاشی ان سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑے تھے اس لئے کچھ نہ سن سکے۔ سپہ سالار نے پلٹ کر فریدی کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے خوف جھانک رہا تھا۔ اسی لمحے جھونپڑے سے مقدس کیلاش برآمد ہوا اور وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"سپہ سالار--- قیدی کو پورن ماشی کی رات تک سخت پہرے میں رکھو۔" کیلاش نے ڈونگا سے کہا۔

"مقدس کیلاش---- تم ہم سے پہلے یہاں کیسے پہنچ گئے----؟" فریدی نے حیرت سے پوچھا۔

"اجنبی----" کیلاش اسے گھورتا ہوا غرایا۔ "میں تمہارے طنز کو سمجھ رہا ہوں۔ لیکن یہ مت بھولو کہ تمہاری زندگی میرے ایک اشارے پر ختم کی جاسکتی ہے۔ سورج دیوی حکم نہ دیتی تو تم اس وقت زندہ نہ ہوتے----"

پھر اس نے سپہ سالار ڈونگا سے کہا۔ "لے جاؤ اسے۔ میں پہلے شہزادی فارینہ کی روح کا بندوبست کرلوں۔ پھر دیکھوں گا اسے کون مرنے سے بچاتا ہے۔ فی الحال اسے زمین کی تہہ میں قید کردو----"

سپہ سالار نے فریدی اور کاشی کے قریب آکر اپنے نیزے کی انی فریدی کے پہلو میں چبھوتے ہوئے سخت لہجے میں اسے بستی کی طرف چلنے کا حکم دیا اور وہ دونوں چل پڑے۔ سردار ان کے آگے چلنے لگا۔ چند منٹ بعد وہ بستی میں پہنچے تو وہاں سناٹا چھایا ہوا تھا جبکہ چار سپاہی بستی کے داخلی راستے پر کھڑے تھے۔ سردار بستی میں داخل ہوکر اپنے جھونپڑے کی طرف بڑھ گیا۔

سپہ سالار نے ایک سپاہی کو مشعل لانے کی ہدایت کی اور وہ جلد ہی ایک مشعل جلائے واپس آگیا۔ تب تین سپاہیوں نے فریدی اور کاشی کو گھیرے میں لے لیا اور چوتھا مشعل اٹھائے سپہ سالار کے آگے چلنے لگا۔ وہ بستی کی دوسری جانب آئے اور جھونپڑوں کے عقب میں مشرق کی سمت بڑھنے لگے۔ فریدی کو حیرت ہوئی کہ وہ انہیں پہلے جھونپڑے میں بند کرنے کی بجائے کسی دوسری جگہ کیوں لے جا رہے ہیں۔

"یہ کہاں جا رہے ہیں----؟" اس نے کاشی سے پوچھا۔

"قید خانے میں---- تم نے سنا تھا کہ مقدس کیلاش نے سپہ سالار کو کیا حکم دیا تھا۔" کاشی آہستہ سے بولی۔

"غالباً" اس نے کہا تھا کہ ہمیں زمین کی تہہ میں قید کردیا جائے۔"

"ہاں۔ وہ ایک زمین دوز سرنگ ہے۔" کاشی نے بتایا۔ "ہمیں اس میں قید کیا جائے گا۔"

فریدی سارا معاملہ سمجھ گیا۔ شاید کیلاش کو شبہ تھا کہ جھونپڑے سے اسے کوثر کی روح نکال لے جائے گی یا وہ وہاں سے بہ آسانی فرار ہو سکتا ہے۔ اس لئے اب اسے سرنگ میں قید کیا جانے والا تھا اور وہ یقیناً ایسی جگہ ہو سکتی تھی جہاں سے اس کا فرار ہونا ممکن نہ تھا۔

مشعل کی روشنی میں تقریباً" دو سو قدم چلنے کے بعد وہ گھنے درختوں کے درمیان واقع ایک ٹیلے کے سامنے جا پہنچے۔ اس ٹیلے کی جڑ میں ایک کٹے ہوئے درخت کا بھاری تنا رکھا تھا۔ وہ تقریباً" چار فٹ بلند اور تین فٹ قطر کا گول شہتیر تھا۔ سپہ سالار ڈونگا کے اشارے پر مشعل بردار سپاہی نے مشعل ٹیلے میں گاڑ دی۔ پھر وہ چاروں مل کر اس شہتیر کو اس کی جگہ سے ایک طرف دھکیلنے لگے۔ یقیناً" وہ بہت بھاری تھا۔ ان کے سانس پھول گئے تھے۔ چند لمحوں بعد شہتیر اپنی جگہ سے تقریباً" دو فٹ ہٹ گیا اور اس جگہ زمین میں ایک گول سوراخ نظر آنے لگا جو یقیناً" سرنگ کا دہانہ تھا۔

سرنگ میں تاریکی تھی۔ ایک سپاہی نے مشعل اٹھائی اور اس کی روشنی میں سرنگ کے دہانے کے اندر چند زینے دکھائی دینے لگے۔ وہ سپاہی زینے اترنے لگا۔ سپہ سالار اور اس کے بقیہ ساتھی فریدی اور کاشی کے ساتھ سرنگ کے دہانے کے پاس کھڑے رہے۔ دو منٹ بعد مشعل بردار سرنگ سے نکل آیا۔ اب سرنگ میں بھی روشنی تھی۔ شاید سپاہی اندر کوئی اور مشعل جلا کر آیا تھا۔

"اجنبی۔۔۔۔ اس میں داخل ہوجاؤ۔۔۔۔" سپہ سالار نے فریدی سے سخت لہجے میں کہا۔ "کاشی۔ تم بھی جاؤ۔۔۔۔"

کاشی اور فریدی سرنگ میں آگے پیچھے داخل ہوئے۔ چھ سات زینے اتر کر وہ نیچے سرنگ میں پہنچ گئے۔ سرنگ تقریباً" تین فٹ چوڑی تھی جبکہ اس کی چھت فریدی کے قد سے تقریباً" ایک فٹ بلند تھی۔ دس بارہ گز لمبی سرنگ کی دیوار میں ایک مشعل گڑی ہوئی تھی۔ سرنگ کا فرش ہموار اور صاف ستھرا تھا اور اس میں گھٹن بھی نہیں تھی۔

سرنگ کا مختصر جائزہ لینے کے بعد فریدی نے دہانے کی طرف دیکھا تو چاروں سپاہی مل کر شہتیر کو دہانے پر دھکیل رہے تھے۔ چند لمحوں میں سرنگ کا دہانہ شہتیر سے بند ہوگیا۔ فریدی نے طویل سانس لے کر کاشی کی طرف دیکھا تو وہ بہت وحشت زدہ دکھائی دے رہی تھی۔

"بیٹھ جاؤ کاشی۔۔۔۔" فریدی نے فرش پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور وہ اس کے پہلو میں سمٹ کر بیٹھ گئی۔ فریدی نے اس کا خوف دور کرنے کے لئے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"کیا بات ہے۔۔۔۔ ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔۔" کاشی نے اثبات میں سر ہلایا۔

فریدی مسکرایا۔ "میری بانہوں میں آجاؤ' خوف دور ہوجائے گا۔۔۔۔"

کاشی اس کی آغوش میں سمٹ آئی۔

"کیا ہمیں یہاں بھوکا پیاسا رکھا جائے گا۔۔۔۔؟" اس نے کاشی کے چہرے پر جھکتے ہوئے پوچھا۔

"پتا نہیں۔۔۔۔!" وہ فریدی کی طرف مخمور نگاہوں سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے تمہیں بھی مصیبت اٹھانا پڑی۔۔۔۔" فریدی نے اس کے لبوں کی گرمی محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"مگر مجھے افسوس نہیں ہے۔۔۔۔ میرے لئے تمہاری قربت بہت مسرت انگیز ہے۔۔۔۔"

ایک گھنٹہ بعد ان پر نیند کا غلبہ طاری ہونے لگا۔ کاشی اس کی بانہوں میں ہر فکر سے آزاد اور مکمل آسودگی کے عالم میں سوگئی لیکن فریدی ابھی غنودگی کی کیفیت میں ہی تھا کہ اسے ایک جانی پہچانی آواز سنائی دی اور اس نے چونکتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

سرنگ میں اندھیرا تھا۔ نہ جانے مشعل کب اور کیسے بجھ گئی تھی۔ تاریکی میں کچھ نظر نہ آرہا تھا۔

"سوری ڈیئر۔۔۔۔ میں نے تمہیں ڈسٹرب کیا۔۔۔۔" کوثر کی آواز اسے سنائی دی۔

"اوہ۔۔۔۔ تم کہاں ہو میری جان۔۔۔۔" فریدی اٹھ کر بیٹھتا ہوا بولا۔

"اس وقت تو تمہارے پاس ہی ہوں پیارے۔۔۔۔" کوثر کی دلکش ہنسی ابھری۔

"کاش تم اس وقت اپنے وجود میں آئی ہوتیں۔" وہ جذباتی لہجے میں بولا۔

"فکر مت کرو---- جلد ہی تم مجھے میرے جسم کے ساتھ دیکھو گے----"

"مگر تم اندر کیسے آگئیں۔ سرنگ کا دہانہ تو بند ہے----" فریدی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مت بھولو کہ میں شہزادی فارینہ کی روح ہوں اور روحیں ٹھوس اشیاء میں سے بھی ایسے ہی گزر سکتی ہیں جیسے شیشے میں سے روشنی۔ صبح ہونے والی ہے اور سورج نکلنے سے پہلے ہی مجھے یہاں سے جانا ہے۔ ورنہ پھنس جاؤں گی۔"

"کیا مطلب----؟" فریدی نے حیرت سے پوچھا۔

"کیلاش میرے خون کا پیاسا ہو رہا ہے۔ کیونکہ میں نے نہ صرف اس کا منصوبہ ناکام بنایا ہے بلکہ قبیلے کے ان دو سپاہیوں کو بھی موت کے گھاٹ اتارا ہے جو کیلاش کے حکم پر تمہیں تیروں سے نشانہ بنانے والے تھے۔ اس کے علاوہ گزشتہ صبح اس کی غیر موجودگی میں میں نے اس کے جھونپڑے کی تلاشی بھی لی تھی اور اس کی وہ خاص جادوئی چھڑی چوری کر کے ضائع کر دی تھی جس سے وہ دوسروں پر شعلوں کی بوچھاڑ کرتا تھا۔ اسے چھڑی کی گمشدگی کا پتا چل گیا ہے اور وہ مجھے اپنے تابع کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"مجھے یہاں کب تک رہنا ہوگا----؟" فریدی نے سوال کیا۔

"آئندہ رات تک----" کوثر کی آواز آئی۔ "فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے مقصد میں جلد کامیاب ہونے والی ہوں۔ بس شام تک صبر کرو پیارے۔ او کے----"

"او کے-----" فریدی نے جواباً کہا۔

پھر وہ لیٹ گیا۔ اسی لمحے مشعل خود بخود روشن ہوگئی۔ فریدی سمجھ گیا کہ کوثر کی روح سرنگ سے باہر جا چکی ہے۔ وہ سونے کی کوشش کرنے لگا۔

دوبارہ آنکھ کھلی تو کاشی اسے جھنجھوڑ رہی تھی۔ "اٹھو فریدی---- ناشتا کر لو۔"

فریدی نے اٹھتے ہوئے سرنگ کے دہانے کی طرف دیکھا۔ زینوں پر باہر کی روشنی نظر آ رہی تھی۔ کاشی کے قریب فرش پر تنکوں کی ٹوکری میں کھانے کی چیزیں رکھی تھیں۔

"یہ کون لایا۔ باہر کون ہے----؟" فریدی نے اس سے پوچھا۔

"سپاہی ہیں---- وہی ناشتا لائے ہیں۔ ناشتے کے بعد ہمیں بستی میں لے جائیں گے----"

یہ خبر سن کر فریدی نے اطمینان کا سانس لیا اور کاشی کے ساتھ ناشتا کرنے میں مشغول ہوگیا۔

دفعتاً" باہر سے سپہ سالار ڈونگا کی آواز سنائی دی۔ "اجنبی۔ باہر آجاؤ۔"

فریدی نے چونک کر کاشی کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"شاید وہ ہمیں کہیں لے جانا چاہتا ہے۔" وہ آہستہ سے بولی۔

وہ چند منٹ پہلے ناشتا کر چکے تھے۔ فریدی اٹھا اور کاشی کے ساتھ سرنگ کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ زینوں کے پاس پہنچ کر اس نے اوپر دیکھا تو دہانے کے باہر سپہ سالار ڈونگا چند سپاہیوں کے ہمراہ کھڑا تھا۔ وہ دونوں زینے چڑھ کر باہر آئے اور چار سپاہیوں نے انہیں اپنے نرغے میں لے لیا۔

"کیا بات ہے سپہ سالار---؟" فریدی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں مقدس کیلاش نے طلب کیا ہے اجنبی---" وہ سخت لہجے میں بولا۔

"آؤ---!"

پھر وہ پلٹ کر ایک طرف چل دیا۔ فریدی نے قدم اٹھاتے ہوئے کہا۔ "مگر اس نے تو کہا تھا کہ مجھے پورن ماشی کی رات تک اس سرنگ میں رکھا جائے گا۔"

"ہاں---" سپہ سالار نے رکے بغیر سر ہلایا۔ "لیکن اب نئی صورتحال ہے۔ تمہاری مددگار بدروح نے اس کی آتشی چھڑی چرالی ہے اور وہ بہت غضبناک ہورہا ہے۔"

"اچھا--- تو وہ مجھ سے آتشی چھڑی کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہے---؟" فریدی بولا۔

"معلوم نہیں--- لیکن تمہاری طلبی سے یہی ظاہر ہوتا ہے---" سپہ سالار نے کہا۔

وہ لوگ بستی کے گرد گھوم کر کیلاش کے ٹھکانے کی طرف چلنے لگے۔ کچھ دیر بعد وہ کیلاش کے جھونپڑے کے پاس پہنچے تو وہ کسی زخمی درندے کی طرح وہاں ٹہل رہا تھا۔ سپہ سالار اور سپاہی ادب سے جھک گئے۔ کاشی نے ان کی تقلید کی لیکن فریدی سیدھا کھڑا رہا۔ کیلاش اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"اجنبی--- شہزادی فارینہ کی روح تم سے ملنے سرنگ میں گئی تھی؟" ایک دو لمحوں بعد وہ غرایا۔

"ہاں مقدس کیلاش---" فریدی نے اطمینان سے جواب دیا۔ دونوں میں سپہ سالار مترجم کا کردار ادا کرنے لگا تھا۔

"کیوں---؟" وہ فریدی کو گھورتا ہوا بولا۔

"یہ تم اسی سے پوچھو---" فریدی مسکرایا۔ "بہرحال میں اس کا شوہر ہوں۔ مجھ سے نہ ملے گی تو کس سے ملے گی۔"

"بکومت---!" وہ دھاڑا۔ "اس نے گزشتہ روز میری آتشی چھڑی چوری کی ہے۔ یقیناً" تمہیں اس نے بتایا ہوگا۔ بتاؤ وہ کہاں ہے---؟"

"مجھے معلوم نہیں---!" فریدی نے منہ بنا کر کہا۔ "نہ اس نے مجھے بتایا ہے اور نہ ہی مجھے پتا ہے۔ یہ تم اسی سے پوچھو۔"

"تمہارا اس کے ساتھ رابطہ ہے۔" وہ غصے سے بولا۔ "تم اس سے پوچھ کر مجھے بتاؤ۔ اس کے لئے میں تمہیں شام تک کی مہلت دیتا ہوں--- سمجھے---"

"اور اگر شام تک میں معلوم نہ کرسکا تو پھر---؟" فریدی مسکرایا۔

"پھر آج کی رات تمہاری زندگی کی آخری رات ہوگی---" وہ غرایا۔

"تو کیا تم سورج دیوی کے حکم کے خلاف کروگے---؟"

"ہاں--- میں اسے راضی کرلوں گا--- تم اپنی فکر کرو---"

"مجھے اپنی نہیں تمہاری فکر ہے مقدس کیلاش---" فریدی نے کندھے اچکائے۔ "بلکہ بستی والوں کی فکر ہے۔ کیونکہ سورج دیوی نے مجھ سے وعدہ کیا تھا

کہ اگر مجھے پورن ماشی کی رات سے پہلے قتل کیا گیا تو وہ شارچی قبیلے کو تباہ کردے گی اور بستی کو بھسم کرڈالے گی۔"

"تم جھوٹ بکتے ہو۔ سورج دیوی تمہارے لئے اپنے پجاریوں کو نقصان نہیں پہنچاسکتی۔" وہ فریدی کو گھورتا ہوا بولا۔

"ٹھیک ہے۔ تم آزما کر دیکھ لینا۔" فریدی نے ہنس کر کہا۔ "تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں پچھلے جنم میں اس کا محبوب شوہر بقراط تھا اور وہ ہزاروں سال سے یہاں میرا ہی انتظار کررہی تھی۔"

"اوہ---- تمہیں یہ بات کس نے بتائی؟" کیلاش حیرت سے بولا۔

"سورج دیوی نے---- اور اس سے تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ اس نے پورن ماشی کی رات تک تمہیں میرے قتل سے کیوں روکا ہے۔ حقیقت میں وہ مجھے بچانے کی فکر میں ہے۔"

کیلاش کے سیاہ چہرے پر زلزلے کی کیفیت طاری ہوگئی اور وہ بہت پریشان نظر آنے لگا۔

"یہ ناممکن ہے----!" فریدی کے خاموش ہونے پر وہ غرایا۔

"کیوں---- سورج دیوی کے لئے سب کچھ ممکن ہے-----" فریدی ہنسا۔

"وہ تو یہ بھی بتارہی تھی کہ وہ جلد ہی تم سے تمہاری طاقتیں چھین کر سپہ سالار ڈونگا کو قبیلے کا وچ ڈاکٹر بنادے گی۔"

یہ سن کر سپہ سالار ڈونگا نے حیرت سے فریدی کی طرف دیکھا۔ مقدس کیلاش تیزی سے بولا۔

"یہ جھوٹ بول رہا ہے سپہ سالار۔ تم اس قابل نہیں ہو کہ دیوی تمہیں اپنا معتمد مقرر کرے۔"

"کیوں---- کیا یہ دیوی کا وفادار پجاری نہیں ہے؟" فریدی نے پوچھا۔

کیلاش نے خونخوار نگاہوں سے فریدی کی طرف دیکھا پھر سپہ سالار سے بولا۔

"سپہ سالار۔ اس بدبخت کو واپس لے جاؤ۔ یہ تمہیں گمراہ کررہا ہے----"

"آپ دیوی سے اس کی باتوں کی تصدیق کرلیں مقدس کیلاش----" سپہ سالار نے کہا۔

"ابھی کرتا ہوں---- تم اسے قید خانے میں بند کردو۔" کیلاش غصے سے بولا۔ "اور خبردار ان باتوں کا بستی والوں کو پتا نہ چلے جو اس نے دیوی سے منسوب کی ہیں ورنہ بستی والے گمراہ ہوجائیں گے۔"

"بہت بہتر مقدس کیلاش----" سپہ سالار نے سرجھکا کر کہا۔

"لے جاؤ اسے---- اور سردار طورم کو فوراً میرے پاس بھیج دو----"

سپہ سالار نے فریدی کو واپس چلنے کا حکم دیا۔ فریدی نے محسوس کیا کہ اس بار اس کے لہجے میں پہلے جیسی سختی نہ تھی۔ گویا تیر نشانے پر لگا تھا۔ وہ کاشی کے ساتھ سپاہیوں کے گھیرے میں واپس چل دیا۔

"اجنبی---" کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد سپہ سالار ڈونگا نے پلٹ کر فریدی کو مخاطب کیا۔

"کیا بات ہے سپہ سالار---" فریدی نے رکتے ہوئے غور سے اس کی طرف دیکھا۔

"سورج دیوی نے میرے متعلق کیا کہا تھا---؟" سپہ سالار نے نرم لہجے میں سوال کیا۔

"وہی جو میں نے مقدس کیلاش کو بتایا ہے۔" فریدی مسکرایا۔

"کیا واقعی دیوی مجھ پر مہربان ہونے والی ہے---؟" وہ مسرت آمیز انداز میں بولا۔ "حالانکہ میں اس قابل تو نہیں ہوں---"

فریدی سمجھ گیا کہ سپہ سالار خوش فہمی میں مبتلا ہوچکا ہے اور اسے مزید بے وقوف بنا کر فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

"تم مجھ پر شک کررہے ہو سپہ سالار ڈونگا۔" فریدی نے مصنوعی غصے سے کہا۔ "اگر سورج دیوی مجھ پر مہربان نہ ہوتی تو مجھے ملاقات کا شرف نہ بخشتی۔ حقیقت میں وہ مقدس کیلاش سے بیزار ہے۔ وہ پورن ماشی کی رات سے پہلے ہی مجھے قتل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن تم نے دیکھا کہ سورج دیوی نے کیسے اس کا منصوبہ ناکام بنایا اور ان تیر اندازوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جو گزشتہ رات مجھے ہلاک کرنے والے تھے۔"

"ہاں---!" اس کے لہجے میں خوف سمٹ آیا۔ "دیوی نے تمہیں بچانے کے لئے ان دونوں کو ہلاک کیا تھا۔"

"اسی سے تمہیں اندازہ ہوجانا چاہئے کہ دیوی مجھ پر کتنی مہربان ہے اور مقدس کیلاش سے ناخوش ہے کیونکہ وہ مجھے دیوی کی بھینٹ چڑھانے کی بجائے قتل کرنا چاہتا ہے اور یہ دیوی کی حکم عدولی ہے اس لئے دیوی نے تمہیں اپنا نائب بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں نے خود اس سے تمہاری سفارش کی تھی کہ تم بہادر اور نیک دل آدمی ہو---"

"لیکن مقدس کیلاش اور سردار طورم میرے دشمن بن جائیں گے۔" سپہ سالار نے خدشہ ظاہر کیا۔

"ان کی پروا مت کرو سپہ سالار۔" فریدی نے ہنس کر کہا۔ "جب دیوی مقدس کیلاش کی ساری طاقتیں چھین کر تمہیں عطا کردے گی تو وہ دونوں تمہارے خلاف کچھ نہ کرسکیں گے---"

سپہ سالار کچھ نہ بولا اور پلٹ کر چل دیا۔ فریدی نے چلتے چلتے پوچھا۔ "کیا اب پھر مجھے سرنگ میں قید کیا جائے گا---"

"ہاں--- مقدس کیلاش کا حکم یہی ہے---" اس نے رکے بغیر جواب میں کہا۔

"لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے بستی میں قید کرو تاکہ سورج دیوی کو مجھ سے ملنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے اور میں اس سے معلوم کرسکوں کہ وہ کب تمہیں اپنا معتمد بنائے گی۔"

"مگر مقدس کیلاش---!" سپہ سالار نے کہنا چاہا۔

"پروا مت کرو سپہ سالار۔" فریدی نے اس کی بات قطع کرتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "سورج دیوی تم پر مہربان ہے۔ اس لئے کیلاش سے خوفزدہ ہونے کی تمہیں بالکل ضرورت نہیں---"

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو اجنبی---؟" سپہ سالار نے رکتے ہوئے پوچھا اور غور سے فریدی کی طرف دیکھنے لگا۔

"سپہ سالار----" فریدی نے ترش لہجے میں کہا۔ "مجھے غلط بیانی کرنے کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔"

"میں سمجھا شاید تم مجھے خوش کرنے کے لئے---- وہ مسکرا کر کہنے لگا۔

"نہیں سپہ سالار---- ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" فریدی نے تیزی سے کہا۔ "تمہیں خوش کر کے مجھے کیا فائدہ ہوگا۔ میں نے اب تک تم سے کوئی رعایت نہیں چاہی حالانکہ گزشتہ رات مقدس کیلاش کی طرف سے مجھے قتل کرنے کی کوشش میں تم بھی شریک تھے اور جب مقدس دیوی نے تمہارے مقرر کئے ہوئے تیر اندازوں کو موت کے گھاٹ اتارا تو تم وہاں سے بھاگ گئے تھے۔ اور اب بھی میں تم سے کوئی رعایت یا مفاد حاصل نہیں کرنا چاہتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ سورج دیوی میری حفاظت کر رہی ہے اور پورن ماشی کی رات آنے تک وہ مجھے نہیں مرنے دے گی----"

سپہ سالار نے کچھ سوچا۔ پھر سرنگ کی طرف جانے کی بجائے بستی کی طرف چل دیا۔ فریدی مسکرانے لگا۔ جنگلی سپاہی ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کو سمجھنے سے قاصر تھے کیونکہ وہ آپس میں انگریزی میں بات کرتے رہے تھے۔ البتہ کاشی سمجھ گئی تھی۔ چند منٹ بعد وہ بستی میں داخل ہوئے تو بستی والے فریدی کی طرف حیرت و خوف دیکھنے لگے۔ بعض فریدی کو للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ بستی کے سردار طورم کے جھونپڑے کی چھت پر بیٹھا ہوا مقدس عقاب اپنی تیز نگاہوں سے فریدی کی طرف دیکھ رہا تھا جبکہ جھونپڑے کے باہر سردار طورم بے تابانہ ٹہل رہا تھا۔ سپہ سالار ڈونگا اس کی طرف بڑھنے لگا۔

وہ سب سردار کے سامنے پہنچے اور سردار طورم فریدی کو گھورنے لگا۔

"مقدس کیلاش نے قیدی کے بارے میں کیا حکم دیا ہے----؟" اس نے ایک دو لمحوں بعد سپہ سالار سے پوچھا۔

"اس نے کہا ہے کہ اجنبی کو بستی کے اندر قید کر دیا جائے۔" سپہ سالار نے

سر جھکا کر جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ان دونوں کو قید خانے میں بند کر دو۔" سردار نے سخت لہجے میں کہا۔ "میں مقدس کیلاش سے ملنے جا رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ پلٹا اور اپنے جھونپڑے میں گھس گیا۔ سپہ سالار اور اس کے سپاہی فریدی اور کاشی کو قید خانے والے جھونپڑے کی طرف لائے اور ان دونوں کے اندر جاتے ہی باہر سے دروازہ بند کر دیا گیا۔

فریدی نے دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد اپنے پیکٹ کا آخری سگریٹ سلگایا اور کیلاش کے بارے میں سوچنے لگا۔ اسے خدشہ تھا کہ کیلاش نے سورج دیوی سے رجوع کیا تو اسے حقیقت کا پتا چل جائے گا اور وہ اس کے خلاف فوری طور پر کوئی انتہائی اقدام کرنے سے گریز نہیں کرے گا۔

کاشی اس کے سامنے بیٹھی اسے پیار بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ شام کے وقت سپہ سالار ڈونگا اندر آیا۔

"اجنبی---- سورج دیوی نے مقدس کیلاش کو حکم دے دیا ہے کہ تمہیں آج رات دیوی کی بھینٹ چڑھا دیا جائے کیونکہ تم نے اس کے متعلق غلط بیانی کرکے ناقابل معافی جرم کیا ہے۔ چنانچہ آج رات تیار رہنا۔"

"اوہ----" فریدی چونکتا ہوا بولا۔ "کیا تمہیں بھی شک ہے کہ میں نے غلط بیانی کی ہے یا-----"

"نہیں----" وہ تیزی سے بولا۔ "یہ بات مجھ سے صرف مقدس کیلاش نے کہی ہے----"

"میں سمجھ گیا----" فریدی سر ہلاتا ہوا بولا۔ "سورج دیوی آج ہی کیلاش کو معزول کرکے تمہیں اپنا نائب اور بستی کا وچ ڈاکٹر بنانا چاہتی ہے۔ ورنہ اس نے پرسوں رات میرے سامنے کیلاش کو سختی سے تاکید کی تھی کہ مجھے پورن ماشی کی رات تک زندہ رکھا جائے۔"

"ممکن ہے یہی بات ہو۔" سپہ سالار آہستہ سے بولا۔ "بہرحال سورج ڈوبنے کے ایک گھنٹہ بعد تمہیں دیوی کے ٹھکانے کی طرف لے جایا جائے گا۔"

یہ کہہ کر وہ پلٹا اور جھونپڑے سے نکل گیا۔ فریدی نے کاشی کی طرف دیکھا۔ وہ کافی پریشان نظر آرہی تھی۔

"اب کیا ہوگا فریدی۔" وہ اسے اپنی طرف متوجہ پاکر آہستہ سے بولی۔

"کچھ نہیں ہوگا۔" فریدی نے لاپروائی سے کہا۔ "سورج دیوی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرسکتی۔ یقیناً یہ سردار طورم اور کیلاش کی سازش ہے۔"

"لیکن تم خود کو کیسے بچاسکو گے---- مجھے تمہاری فکر ہے----"

"اطمینان رکھو---- مجھے کچھ نہیں ہوگا۔" فریدی ہنس پڑا۔ "البتہ مجھے یقین ہے کہ یہ رات کیلاش کی زندگی کی آخری رات ہوگی۔ سورج دیوی اپنے احکامات کی خلاف ورزی کرنے والے کو معاف نہیں کیا کرتی۔"

کاشی مطمئن نہ ہوئی اور خاموشی سے کچھ سوچنے لگی۔ مطمئن فریدی بھی نہ تھا۔ اسے فکر تھی کہ اگر کوثر آج رات تک اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکی تو اس کی زندگی کی کیا ضمانت ہوگی۔ اسے کیلاش کی فکر نہیں تھی۔ البتہ سورج دیوی پر اسے بھروسا نہ تھا کہ وہ اس سلسلے میں اس کی کوئی مدد کرے گی۔

سورج غروب ہوتے ہی کاشی باہر گئی اور اس کے لئے کھانا لے آئی۔ دونوں نے خاموشی سے کھانا کھایا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فریدی کی تشویش میں اضافہ ہونے لگا۔ اسے شدت سے کوثر کا انتظار تھا۔ تھوڑی دیر بعد باہر سے شور سنائی دینے لگا۔ فریدی اور کاشی دروازے کے پاس آئے اور باہر کا جائزہ لینے لگے۔ بستی والے اپنے اپنے جھونپڑوں سے نکل کر میدان میں جمع ہورہے تھے۔ ان میں عورتیں، مرد، بچے، بوڑھے اور جوان سب شامل تھے۔ مشعلوں کی روشنی میں وہ سب صاف دکھائی دے رہے تھے۔

"یہ لوگ کیوں جمع ہورہے ہیں---؟" فریدی نے کاشی سے پوچھا۔

"سورج دیوی کی پوجا کے لئے جارہے ہیں۔ بھینٹ کی رسم ادا کرنے سے پہلے دیوی کی پوجا کی جاتی ہے نا---"

"تو کیا ہمیں بھی ان کے ساتھ جانا پڑے گا---؟"

"نہیں--- یہ لوگ ایک گھنٹہ پہلے وہاں جاکر عبادت کریں گے۔ اس کے بعد ہمیں لے جایا جائے گا---" کاشی نے بتایا۔

فریدی کی پریشانی میں اضافہ ہوگیا اور وہ سوچنے لگا کہ اسے کیا قدم اٹھانا چاہئے۔ کوثر نے پچھلی رات کے بعد سے اب تک اس سے رابطہ قائم نہیں کیا تھا اور فریدی یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ آج بھی آئے گی یا نہیں اور اسے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوگئی تھی یا ابھی کوئی مرحلہ باقی تھا۔

فریدی نے باہر کا جائزہ لیا۔ پھر کاشی کی طرف جھک کر وہ بہت آہستہ سے بولا۔ "کاشی۔ کیا تم میرا ساتھ دوگی؟"

"کیا مطلب--- کس قسم کا ساتھ؟" اس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"قدرت نے ہمارے لئے ایک اچھا موقع پیدا کردیا ہے۔ ہم یہاں سے فرار ہوسکتے ہیں۔"

"اوہ---!" کاشی نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ "تم سمجھتے ہو باہر کھڑے پہرے دار ہمیں یہاں سے جانے دیں گے؟"

"نہیں--- ہم ادھر سے دیوار میں سوراخ کرکے نکل سکتے ہیں---" فریدی نے عقبی دیوار کی طرف اشارہ کیا۔ "ان پہرہ داروں کو کانوں کان خبر نہ ہوسکے گی---"

"لیکن جائیں گے کہاں---" وہ تشویش آمیز لہجے میں بولی۔ "ایک طرف مقدس کیلاش کا ٹھکانا ہے اور دوسری طرف سورج دیوی کا۔ اور بستی والے بھی ادھر ہی گئے ہیں۔ مشرق کی سمت بیسیوں میل تک گھنے جنگلات ہیں جن میں خطرناک درندے ہمیں دیکھتے ہی چیر پھاڑ کر رکھ دیں گے۔ پھر اس طرف آباد قبیلے بھی آدم خور ہیں۔ یہاں سے بچ کر ان کے ہاتھ چڑھ گئے تو پھر---"

"نہیں۔ ہم صرف سمندر کی طرف جائیں گے---" فریدی نے مسکرا کر کہا۔

"وہاں ہمیں کوئی نہ کوئی کشتی مل---"

"ناممکن--- اول تو ساحل پر کوئی کشتی ملنے کا امکان ہی نہیں ہے۔" وہ اس کی بات قطع کرکے بولی۔ "پھر تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ سمندر سے لے کر یہاں تک بستی کے گشتی سپاہی پھیلے ہوئے ہیں جو کسی اجنبی کو دیکھتے ہی نقارے بجانے لگتے ہیں اور بستی والوں کو خبر ہوجاتی ہے---"

کاشی کے دلائل سن کر فریدی کو اپنی حماقت کا احساس ہونے لگا۔ واقعی اسے بستی کے ان مخبروں کا خیال نہ آیا تھا جو درختوں پر چھپے بستی سے سمندر تک کے راستے کی نگرانی کرتے رہتے تھے۔ جب سپہ سالار ڈونگا اور اس کے ساتھی اسے پکڑ کر ساحل سے بستی کی طرف لارہے تھے تو انہوں نے ڈھول بجا بجاکر ان کی آمد کی خبر بستی تک پہنچادی تھی۔

سورج ڈوبنے کے تقریباً دو گھنٹے بعد انہیں باہر روشنی دکھائی دی۔ فریدی تیزی سے اٹھ کر دروازے پر آیا۔ اس نے باہر جھانکا تو سپہ سالار ڈونگا دو سپاہیوں کے ساتھ اس کی طرف آرہا تھا۔ ایک سپاہی مشعل اٹھائے ان کے آگے چل رہا تھا۔ فریدی سمجھ گیا کہ وہ اسے وہاں سے لے جانے آئے ہیں۔ وہ پلٹ کر کاشی کے پاس آبیٹھا۔

"سپہ سالار آرہا ہے۔" اس نے کاشی سے مضطربانہ لہجے میں کہا۔

اور کاشی کا خوف سے رنگ اور سیاہ ہوگیا۔ اس نے تیزی سے فرش پر بچھے گھاس پھوس کو ہٹاکر نیچے سے ایک خنجر برآمد کیا اور فریدی کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ "یہ اپنے لباس میں چھپالو۔ کسی وقت بھی ضرورت پڑسکتی ہے اس کی۔ یہ میں نے دوپہر کو لاکر یہاں چھپا دیا تھا---"

فریدی نے جلدی سے خنجر لیا اور اپنے لباس میں شرٹ کے نیچے پتلون میں اڑس لیا۔ اسے حیرت تھی کہ کاشی نے اسے خنجر کی موجودگی کے بارے میں پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سپہ سالار ڈونگا اندر آگیا۔

"باہر چلو اجنبی----" اس نے فریدی سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اس کے لہجے میں دوپہر والی نرمی محسوس نہ کر کے فریدی سمجھ گیا کہ سپہ سالار اب اس خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہا تھا کہ سورج دیوی اسے اپنا نائب بنائے گی۔ شاید موجودہ پچویشن سے وہ سمجھ گیا تھا کہ فریدی نے اس سے غلط بیانی کی تھی۔ وہ کاشی کے ساتھ اٹھ کر جھونپڑے سے باہر آیا اور نیزہ برداروں نے ان دونوں کو گھیرے میں لے لیا۔ پھر وہ بستی سے باہر کو چل دیئے۔ مشعل بردار سب سے آگے تھا جبکہ اس کے پیچھے سپہ سالار چل رہا تھا۔ فریدی اور کاشی سپہ سالار سے دو قدم پیچھے تھے۔

بستی سے باہر آکر وہ سورج دیوی کے غار کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابھی وہ بستی سے تھوڑی ہی دور پہنچے تھے کہ اچانک تیز ہوا چلنے لگی اور اس کے ساتھ ہی مشعل بجھ گئی۔ تاریکی پھیلتے ہی فریدی نے کاشی کا ہاتھ پکڑا اور رک گیا۔ یہاں جنگل اتنا گھنا تھا کہ آسمان تک نظر نہ آتا تھا۔ شاید سپہ سالار اور اس کے ساتھی بھی رک گئے تھے۔ پھر سپہ سالار نے جنگلی زبان میں کچھ کہا۔

"کیا کہہ رہا ہے----؟" فریدی نے سرگوشی کے انداز میں کاشی سے پوچھا۔

"اس نے ایک سپاہی کو بستی میں جانے اور دوسری مشعل لانے کا حکم دیا ہے۔" وہ آہستہ سے بولی۔

ایک آدمی کے واپس جاتے قدموں کی آہٹیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ آہٹیں آہستہ آہستہ معدوم ہو گئیں۔

"مشعل آنے تک احتیاط سے قدم اٹھاتے رہو اجنبی---" سپہ سالار کی آواز سنائی دی۔

ٹھیک اسی لمحے قریب ہی کوئی کتا بھونکنے لگا۔ فریدی نے محسوس کیا کہ کاشی کا جسم کانپنے لگا تھا جو اس کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔ یقیناً" وہ کتے سے ڈر گئی تھی۔

"ڈرو مت کاشی---- وہ کوئی کتا ہے----" اس نے کاشی سے کہا۔

"نن--- نہیں----" وہ خوفزدہ لہجے میں بولی۔ "وہ---- وہ مقدس ساگونہ کی روح ہے۔"

فریدی کو یاد آگیا کہ اس نے ایک کتے کو مقدس کیلاش سے باتیں کرتے دیکھا تھا اور اسے مقدس ساگونہ کہا جاتا تھا۔ کتے یا مقدس ساگونہ کے بھونکنے کی آواز قریب آتی گئی۔ پھر فریدی نے بائیں جانب دو چمکتی ہوئی خونخوار آنکھیں دیکھیں اور

اس پر خوف طاری ہونے لگا۔ یقیناً" وہ ساگونہ کی آنکھیں تھیں جو آہستہ آہستہ خرخرا رہا تھا۔ فریدی اندھیرے کے باعث یہ دیکھنے سے محروم تھا کہ سپہ سالار اور اس کے ساتھیوں پر مقدس ساگونہ کی آمد کا کیا اثر ہوا تھا اور وہ اس وقت کس پوزیشن میں تھے۔

چند لمحے ہی گزرے تھے کہ اچانک ساگونہ کی کربناک چیخ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ خونخوار آنکھیں غائب ہوگئیں۔ کاشی ڈر کر فریدی کے سینے سے لپٹ گئی۔ وہ بری طرح لرز رہی تھی۔

"حوصلہ کرو---!" فریدی نے اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

اسی لمحے سامنے کی طرف ایکدم روشنی ہوگئی۔ فریدی نے اس طرف دیکھا اور حیرت سے اچھل پڑا۔ سپہ سالار ڈونگا زمین پر سجدہ ریز تھا اور اس سے چند قدم آگے سورج دیوی کھڑی مسکرا رہی تھی۔ اس کے گرد روشنی کا ہالہ نظر آرہا تھا جس میں اس کا کندن جیسا بدن اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ چمک رہا تھا۔ کاشی نے پلٹ کر دیوی کی طرف دیکھا اور دوسرے ہی لمحے بے ہوش ہوکر فریدی کے بازوؤں میں جھولنے لگی۔

"فریدی--- اسے زمین پر ڈال دو---" سورج دیوی کی آواز سنائی دی۔

اور فریدی نے کاشی کو زمین پر لٹا دیا۔ سپہ سالار کے پانچوں ساتھی بھی سجدے میں گرے ہوئے تھے۔

"میرے پیچھے پیچھے آؤ ڈیئر---" سورج دیوی نے دوبارہ کہا۔

اور مڑ کر دائیں جانب چل دی۔ فریدی خاموشی سے اس کے پیچھے چل دیا جبکہ سپہ سالار اور اس کے ساتھی بدستور سجدہ کی حالت میں پڑے رہے۔

"سورج دیوی--- کیا تم نے میری بھینٹ لینے کا فیصلہ کرلیا ہے---؟" چند قدم چلنے کے بعد فریدی نے پوچھا۔

"نہیں ڈیئر--- میں اپنے محبوب شوہر کو بچانے آئی ہوں---" وہ رکے بغیر بولی۔

"شاید تم پھر اس غلط فہمی میں مبتلا ہوگئی ہو کہ میں تمہارا شوہر ہوں---" فریدی نے رکتے ہوئے کہا۔ "لیکن یاد رکھو سورج دیوی۔ آج میں تمہاری کوئی خواہش پوری نہیں کرسکوں گا۔"

"میں سورج دیوی نہیں، تمہاری کوثر ہوں پیارے---" دیوی نے جلدی سے پلٹ کر کہا۔

اور فریدی اس طرح اچھل پڑا جیسے اس کے قریب ہی دھماکا ہوا ہو۔ سورج دیوی بڑی دلنشین نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتی ہوئی مسکرا رہی تھی۔ فریدی حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس کی طرف یوں دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ وہ کوثر ہی ہے۔

"فریدی ڈیئر--- شاید تم سوچ رہے ہو کہ میں تم سے بلف کر رہی ہوں---" وہ چند لمحوں بعد بولی۔ "نہیں--- ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ میں آج رات تک اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاؤں گی اور تمہیں ان لوگوں کی قید سے نکال کر لے جاؤں گی۔ دیکھو میں حسب وعدہ آئی ہوں۔ اگر مجھے ذرا بھی دیر ہوجاتی تو ساگونہ کی روح تمہیں ہمیشہ کے لئے اندھا کرنے میں کامیاب ہوجاتی جسے مقدس کیلاش نے بھیجا تھا۔ کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ جب تم سورج دیوی کے مسکن پر پہنچو گے تو دیوی تمہیں بچانے کے لئے تمہاری بھینٹ قبول کرنے سے انکار کردے گی اور بستی والے کیلاش سے بدظن ہوجائیں گے۔"

"اوہ---" فریدی چونکتا ہوا بولا۔ "تو کیا تم واقعی کوثر ہو---؟"

"گویا تمہیں اب بھی یقین نہیں آیا---" وہ ہنسی۔ "اور اس کا سبب غالباً یہ روپ ہے جس میں تم مجھے دیکھ رہے ہو۔ لیکن یہ روپ اختیار کرنا ضروری تھا تاکہ سپہ سالار اور اس کے ساتھی مجھے سورج دیوی ہی سمجھیں---"

"وہ کیا، میں بھی تو تمہیں سورج دیوی ہی سمجھتا ہوں---" فریدی نے طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے--- لیکن جب میں تمہیں پیار کروں گی، اس وقت تم خود جان لو گے کہ سورج دیوی اور مجھ میں کتنا فرق ہے۔" وہ اسے مخمور نگاہوں سے دیکھتی ہوئی بولی۔ "لیکن اس وقت ایک ایک لمحہ قیمتی ہے پیارے---"

"کیا مطلب---؟" فریدی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے سورج دیوی کی روح پر قابو پاکر اس کا یہ جسم حاصل کیا ہے۔" وہ کہنے لگی۔ "اس کے لئے مجھے بہت محنت کرنا پڑی ہے جس کی تفصیل جاننا تمہارے لئے فضول ہی ہے۔ مختصر یہ کہ کیلاش کو ساگونہ کی روح بتادے گی کہ اسے سورج دیوی کے روپ میں شہزادی فارینہ کی روح نے مار بھگایا ہے اور کیلاش اپنی پراسرار طاقت سے یہ حقیقت معلوم کرلے گا کہ میں نے سورج دیوی کی روح پر قابو پاکر اس کا یہ روپ حاصل کیا ہے تو وہ ہم دونوں کو پکڑنے کے لئے اپنے سارے حربے آزما ڈالے گا۔ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ تمہیں جلد سے جلد کسی محفوظ مقام پر پہنچادوں---"

"تو کیا تم میرے ساتھ نہیں رہوگی---؟" فریدی نے سوال کیا۔

"کوشش تو کروں گی، لیکن پہلا مسئلہ تمہاری حفاظت کا ہے۔ آؤ---!"

یہ کہہ کر وہ پھر اس کے آگے آگے چلنے لگی۔ فریدی اس کے پیچھے قدم اٹھاتا ہوا بولا۔ "ذرا رکو میری جان۔ اتنے دنوں بعد نظر آئی ہو۔ ذرا پیار تو کرلینے دو---"

"نہیں ڈیئر--- اس وقت نہیں۔ ساگونہ کی روح کیلاش کے پاس پہنچ چکی ہوگی---" وہ رکے بغیر بولی۔ "وہ پکا خبیث ہے۔ اس کے پاس ایسے ایسے ماورائی علوم اور حربے ہیں جن کا شاید میں مقابلہ نہ کرسکوں---"

فریدی کو مایوسی ہوئی اور وہ مزید کوئی بات کئے بغیر کوثر کے پیچھے چلتا رہا۔

روشنی کے ہالے میں کوثر کا خوبصورت بدن اپنی تر رعنائیوں اور حشر سامانیوں کے ساتھ اس طرح حرکت کررہا تھا کہ فریدی کوشش کے باوجود اس سے نگاہیں نہیں ہٹا پایا تھا۔ وہ اس سے صرف دو قدم آگے چل رہی تھی۔

آخر وہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور تیزی سے قدم بڑھا کر کوثر کے پہلو میں پہنچ گیا۔ کوثر نے چہرہ گھما کر اس کی طرف دیکھا اور فریدی نے بے تابی سے اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں لے کر بھینچ ڈالا۔

"بس کرو ڈیئر---" وہ بہکی بہکی سانسوں کے درمیان بولی۔ "وقت کم ہے۔ ہمیں فوراً ساحل پر پہنچنا چاہئے۔"

فریدی نے جذباتی لہجے میں کہا۔ "ذرا بے قراری کو قرار تو آنے دو---"

"نہیں میری جان---" وہ پیچھے ہٹتی ہوئی بولی۔ "وقت کم رہ گیا ہے۔ ہمیں جلد از جلد کشتی تک پہنچنا ہے---"

"کشتی--- تو کیا ساحل پر کوئی کشتی موجود ہے---؟" فریدی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ سردار طورم کی ذاتی کشتی ہے جو ساحلی درختوں میں ایک جگہ پوشیدہ تھی مگر میں نے اسے ساحل پر پہنچا دیا۔"

فریدی کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اچانک فضا میں پروں کی پر شور آواز کے ساتھ الو کی تیز چیخ ابھری اور فریدی اچھل پڑا۔ اسی لمحے بائیں سمت سے ایک بہت بڑا الو اڑتا ہوا فریدی کی طرف آیا اور اس کے سر پر پنجہ مارتا ہوا دائیں طرف چلا گیا۔ فریدی کے حلق سے بے ساختہ ڈری ڈری سی چیخ خارج ہوئی اور اس نے رکتے

ہوئے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا۔

کوثر نے تیزی سے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا۔ اسی لمحے وہ الو دائیں جانب سے نمودار ہو کر پھر فریدی پر جھپٹا مگر فریدی بے اختیار نیچے بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی کوثر کا ہاتھ بلند ہوا اور وہ الو چیختا ہوا زمین پر آگرا۔ فریدی نے سنبھل کر الو کی طرف دیکھ تو وہ تڑپ رہا تھا۔

"اوہ---- مقدس الو----!" اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"ہاں--- کیلاش نے اسے تمہیں روکنے کے لئے بھیجا ہے۔ یقیناً" وہ خود بھی آرہا ہوگا---" کوثر نے تیزی سے کہا۔

ایک دو لمحوں بعد الو بے حس و حرکت ہوگیا۔ تب وہ پھر ساحل کی طرف بڑھنے لگے۔ خوف سے فریدی کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ چند منٹ ہی گزرے تھے کہ اچانک عقب سے ہلکا ہلکا شور ابھرنے لگا۔ وہ انسانی شور سن کر فریدی چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

"یہ شور کیسا ہے کوثر-----؟" وہ رکے بغیر بولا۔

"کیلاش بستی والوں کے ساتھ ہمارے تعاقب میں آرہا ہے۔" وہ بولی۔ "ذرا تیز چلو---"

انسانی شور آہستہ آہستہ تیز ہوتا جارہا تھا۔ لگتا تھا بستی والے چلنے کی بجائے دوڑتے ہوئے آرہے تھے۔

چند منٹ بعد شور مزید قریب آگیا۔ فریدی نے چلتے چلتے پلٹ کر دیکھا۔ کافی فاصلے پر ہلکی ہلکی روشنیاں دکھائی دے رہی تھیں جو یقیناً" مشعلوں کی روشنیاں تھیں اور راستے میں حائل گھنے درختوں اور جھاڑیوں سے چھن رہی تھیں۔

"اوہ--- اب کیا ہوگا کوثر----؟" فریدی تشویش آمیز لہجے میں بولا۔

"فکر مت کرو پیارے---- میں جو تمہارے ساتھ ہوں---" وہ لاپروائی سے بولی۔ "اگرچہ سورج دیوی کا روپ حاصل کرنے کے لئے مجھے اپنی بعض

صلاحیتوں سے محروم ہونا پڑا ہے لیکن ابھی مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ تمہیں ان آدم خوروں کی گرفت میں آنے سے بچاسکوں۔ ہم ساحل کے قریب بس پہنچنے ہی والے ہیں---"

"اور اگر وہ ہمارے ساحل تک پہنچنے سے پہلے ہی ہم تک آپہنچے تو پھر----" فریدی نے خدشہ ظاہر کیا۔

"میں انہیں روکوں گی اور تم کشتی میں بیٹھ کر فرار ہوجانا---"

"کیا تم نہیں چلو گی میرے ساتھ---؟" فریدی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں بعد میں تم سے آملوں گی---" وہ فریدی کا ہاتھ اپنے سرد ہاتھ کی گرفت میں لیتی ہوئی بولی۔ "اور اگر نہ آسکوں تو سمجھ لینا کہ میں تم سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ چکی ہوں---"

"اوہ---- یہ تم کیا کہہ رہی ہو کوثر----؟" فریدی حیرت سے بولا۔

"ہاں ڈیئر---- اس بات کا امکان ہے کہ کیلاش اپنی پراسرار طاقت سے مجھے فنا کر ڈالے' اس لئے میں تمہیں کسی فریب میں مبتلا نہیں رکھنا چاہتی۔ کشتی میں تم محفوظ سفر کرسکو گے کیونکہ کیلاش کی ماورائی طاقتیں سمندر میں تم پر اثر انداز نہیں ہوسکیں گی---"

ٹھیک اسی لمحے جنگلیوں کے شور میں ایک گونجتی ہوئی زناٹے دار آواز کا اضافہ ہوگیا۔ اس سے پہلے کہ فریدی اس آواز کے بارے میں کوئی اندازہ قائم کرتا' وہ روشنی میں نہا گیا۔ اس نے تیزی سے اوپر دیکھا اور بوکھلا گیا۔ اس کے سر سے چند فٹ کی بلندی پر مقدس کھوپڑی حرکت کر رہی تھی۔ گونج دار آواز اسی سے ابھر رہی تھی اور اس کی آنکھوں کے گڑھوں سے تیز روشنی خارج ہو کر فریدی پر پڑ رہی تھی۔

کوثر نے تیزی سے فریدی کا ہاتھ چھوڑا اور جھک کر زمین سے چٹکی بھر مٹی اٹھا کر سیدھی ہوگئی۔ ایک لمحے بعد اس نے مٹی مقدس کھوپڑی کی طرف اچھال دی۔ دوسرے ہی لمحے کھوپڑی سے ایک دل دہلا دینے والی چیخ خارج ہوئی اور و:

زمین پر گر کر پاش پاش ہوگئی۔

"آؤ۔۔۔۔!" کوثر نے فریدی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "کیلاش ہمیں روکنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔۔۔"

جنگل اب چھدرا ہونے لگا تھا۔ درختوں کے درمیان فاصلہ بڑھ گیا تھا جس کا مطلب تھا کہ جنگل ختم ہونے والا تھا۔ ابھی وہ چند قدم ہی چلے تھے کہ اچانک بائیں جانب سے ایک خوفناک غراہٹ ابھری اور دوسرے ہی لمحے ادھر سے کسی بھاری بھرکم جانور نے فریدی پر چھلانگ لگادی۔ فریدی بہ مشکل ایک ثانیہ کے لئے اس طرف دیکھ سکا تھا۔ وہ جانور کیلاش کا غلام لنگور تھا اور کیلاش اسے لنگور جن کہا کرتا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ لنگور فریدی تک پہنچتا کوثر نے ایکدم فریدی کا ہاتھ اپنی طرف کھینچا اور وہ جھٹکے سے کوثر کے دائیں جانب جاپڑا۔ لنگور فریدی کی چھوڑی ہوئی جگہ پر آگرا۔ پھر وہ سنبھل کر تیزی سے اٹھا ہی تھا کہ کوثر اس کی طرف ہاتھ دراز کرکے بڑبڑائی۔ دوسرے ہی لمحے لنگور کے حلق سے اذیت میں ڈوبی ہوئی چیخ خارج ہوئی اور وہ بے جان ہوکر زمین پر لڑھک گیا۔

جنگلیوں کا شور بہت قریب آپہنچا تھا۔ کوثر نے فریدی کا ہاتھ پکڑا اور دوڑنے والے انداز میں چلنے لگی۔ فریدی نے گردن گھما کر دیکھا اور بوکھلا گیا۔ تیس چالیس مشعل بردار جنگلی دوڑے چلے آرہے تھے۔ روشنی میں ان کی شکلیں واضح نظر آرہی تھیں۔ سب سے آگے دبلا پتلا اور کمزور جسم والا مقدس کیلاش تھا۔ اس کے دائیں بائیں سردار طورم اور سپہ سالار ڈونگا چل رہے تھے اور ان کے عقب میں شارچی قبیلہ کے جوان نعرے لگاتے ہوئے تیزی سے چلے آرہے تھے۔

اچانک فضا میں ایک بھیانک غراہٹ گونجی اور تعاقب کرنے والے ایکدم رکتے چلے گئے۔ فریدی اور کوثر کے قدم بیک وقت رکے اور وہ پلٹ کر دیکھنے لگے۔ جنگلیوں اور ان کے درمیان ایک دراز قامت اور قوی الجثہ شیر کھڑا جنگلیوں کو خونخوار نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

"کسی نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو فنا ہوجائے گا۔۔۔۔" شیر انسانی آواز میں غرایا۔

"اوہ۔۔۔۔ ناقلوس۔۔۔!" کوثر کے حلق سے حیرت آمیز چیخ نکلی۔

"ہاں شہزادی فارینہ۔۔۔۔ مجھے مجبوراً" آنا پڑا۔" وہ بولا۔ "کیونکہ تم میرا شکار ہو اور میں تمہیں کیلاش کے ہاتھوں فنا ہوتا برداشت نہیں کرسکتا۔ تم اپنے محبوب کے ساتھ جہاں جانا چاہو جاسکتی ہو' ان لوگوں کو میں روکوں گا۔۔۔۔"

"ناقلوس۔۔۔۔!" اچانک مقدس کیلاش غرایا۔ "تم اتنے طاقتور نہیں ہو کہ میرا مقابلہ کرسکو۔ تم ایک بدروح ہو اور میں زندہ انسان۔ میری طاقت تمہیں ہمیشہ کے لئے فنا کردے گی۔۔۔۔"

اس کے ساتھ ہی کیلاش نے ناقلوس کی طرف پھونک ماری اور شیر زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ یہ دیکھ کر کوثر نے فریدی کا ہاتھ پکڑا اور ساحل کی طرف بھاگنے لگی۔ شیر کی شکل میں ناقلوس کی روح کی کربناک چیخیں فضا میں گونج رہی تھیں۔ وہ دونوں دوڑتے ہوئے ساحل کے قریب پہنچ گئے۔ وہاں ایک کشتی پانی کی لہروں پر حرکت کر رہی تھی۔ فریدی نے پلٹ کر دیکھا تو جنگلی بھاگے چلے آرہے تھے۔

"جاؤ۔۔۔۔ کشتی میں بیٹھ کر ساحل سے دور چلے جاؤ۔۔۔۔" کوثر اس کا ہاتھ

چھوڑتی ہوئی تیزی سے بولی۔ "ناقلوس ہماری مدد نہیں کرسکا۔ مجھے خود ہی کیلاش کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔۔۔"

"مم۔۔۔مگر۔۔۔تم۔۔۔!" فریدی بوکھلا کر بولا۔

"جاؤ فریدی۔۔۔!" کوثر غرائی۔ "قسمت میں ہوا تو ہم دوبارہ مل جائیں گے۔۔۔ جاؤ۔۔۔"

فریدی کشتی کی طرف دوڑ پڑا۔ کشتی کا لنگر کھولتے ہوئے اس نے پیچھے دیکھا تو جنگلی ساحل پر پہنچ چکے تھے اور ان کے راستے میں کوثر کسی چٹان کی طرح کھڑی ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کیلاش اور اس کے ساتھی کوثر سے پندرہ سولہ قدم کے فاصلے پر رک گئے۔

"سپہ سالار۔۔۔ پکڑو اسے۔۔۔!" کیلاش فریدی کی طرف اشارہ کرتا ہوا چیخا۔

اور سپہ سالار ڈونگا نے فوراً ہی اپنا نیزہ فریدی کی طرف اچھال دیا۔ نیزہ ہوا میں تیرتا ہوا تیزی سے فریدی کی طرف لپکا۔ ٹھیک اسی لمحے کوثر کا جسم فضا میں بلند ہوا اور اس نے نیزہ ہاتھ میں پکڑلیا۔ پھر اس نے نیزہ واپس ڈونگا کی طرف پھینکا اور ڈونگا چیختا ہوا زمین پر آرہا۔ نیزہ اس کے سینے کے آرپار ہوگیا تھا۔ فریدی نے کشتی میں بیٹھتے ہوئے سپہ سالار ڈونگا کی طرف دیکھا اور چپو سنبھالنے لگا۔

کوثر کا جسم زمین پر پہنچا ہی تھا کہ کیلاش نے ہوا میں ہاتھ لہرایا۔ دوسرے ہی لمحے بھیانک کھوپڑیوں والے چھ سات انسانی ڈھانچے کوثر کے آس پاس نمودار ہوئے اور انہوں نے کوثر کو گھیرے میں لے لیا۔ کوثر نے جھک کر مٹھی بھر ریت اٹھائی اور ان ڈھانچوں کی طرف اچھال دی۔ اگلے ہی لمحے ڈھانچے مکروہ انداز میں چیختے ہوئے جنگلیوں کی طرف بھاگے اور وہ لوگ خوف سے چیختے ہوئے ادھر ادھر دوڑتے چلے گئے۔ فریدی کشتی کو ساحل سے دور لے جاتا ہوا خوفزدہ نگاہوں سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ سردار طورم اور اس کے ساتھی بدحواس ہوکر جنگل کی طرف

دوڑ رہے تھے مگر ڈھانچے چند قدم بعد ہی غائب ہوگئے تھے۔

"شہزادی فارینہ۔۔۔ میں تمہیں فنا کرڈالوں گا۔۔۔" کیلاش جبڑے بھینچتا ہوا چیخا۔

اور ساتھ ہی اس نے کوثر کی طرف ہاتھ پھیلا کر جھٹکا۔ اگلے ہی لمحے فضا میں سیاہ رنگ کی بہت بڑی ہانڈی نمودار ہوئی اور کوثر کے اوپر پہنچ کر پھٹ گئی۔ دوسرے ہی لمحے ہزاروں دہکتے ہوئے انگارے کوثر پر گرے اور وہ چیخنے لگی۔ دہکتے انگاروں سے اس کا عریاں بدن جل گیا اور وہ زمین پر گر کر لوٹ پوٹ ہونے لگی۔

"ہاہاہا۔۔۔ ہاہاہا!" کیلاش کے حلق سے قہقہے خارج ہونے لگے۔

کوثر نے تڑپتے ہوئے زمین سے مٹھی بھر ریت اٹھائی اور کیلاش کی طرف اچھال دی۔ اگلے ہی لمحے کیلاش کے آس پاس آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے نمودار ہوئے اور وہ بری طرح جلنے لگا۔ اس کے حلق سے کربناک چیخیں بلند ہورہی تھیں اور وہ شعلوں میں لپٹا ادھر ادھر بھاگتا پھر رہا تھا۔ کوثر زمین پر گری تڑپ رہی تھی۔ فریدی کی کشتی ہوا کے رخ پر حرکت کرتی ہوئی ساحل سے دور ہوتی جارہی تھی مگر وہ حیرت سے منہ پھاڑے کوثر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر ایک دم جھماکا ہوا اور کوثر کے گرد قائم روشنی کا ہالہ غائب ہوگیا۔ اس کے ایک دو لمحوں بعد کیلاش کا جلتا ہوا بدن بھی زمین پر آگرا اور آہستہ آہستہ چیخیں دم توڑتی چلی گئیں۔

کوثر کا انجام دیکھ کر فریدی کے دل پر گھونسا پڑا اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے دو قطرے نکل کر اس کے رخساروں پر لڑھک گئے۔ غم کی شدت سے اس کا ذہن ماؤف ہوتا جارہا تھا۔ اہرام مصر کی ایک روح نے خود کو اس کے لئے فنا کرڈالا تھا۔ اس پر غشی سی طاری ہونے لگی اور پھر وہ بیٹھا بیٹھا کشتی کے فرش پر لڑھک گیا۔

ہوش آیا تو سر پر سورج چمک رہا تھا اور کچھ فاصلے پر کسی بندرگاہ کی عمارتیں دکھائی دے رہی تھیں۔ اس بندرگاہ پر دو تین بحری جہاز کھڑے تھے۔ بندرگاہ دیکھ کر

فریدی نے اطمینان کا سانس لیا اور چپو سنبھال کر کشتی کا رخ بندرگاہ کی طرف کردیا۔

